380

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(03)/2008/697. Dated 10th June. 2012. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Rana Mashhood Ahmad Khan, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of the Acting Governor on 10 June 2012 (A.N.).

MAQSOOD AHMAD MALIK
Secretary

382

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال13-2012پر عام بحث کا آغاز"

384

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

منگل، 12۔ جون 2012

(یوم الثلاثہ، 21۔ رجب المرجب 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ o

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا
وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا
خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَ
أَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ
الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ
يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾

سورة الزُّمَر آیات73تا75

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ(73) وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے وعدہ کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے (74) تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے

ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا مالک ہے (75)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمک دی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر15 جناب محمد اعجاز شفیع کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پرنسپل گورنمنٹ سمز کالج لاہور (ڈاکٹر فیصل مسعود) کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے پرنسپل گورنمنٹ S.I.M.S کالج، لاہور ڈاکٹر فیصل مسعود سے اپنی والدہ اور مسز کا بلڈ پریشر، کولیسٹرول اور کڈنی فنکشن چیک کرانے کے لئے پرائیویٹ طور پر وقت مانگا جس پر مجھے 24۔مئی2012 شام ساڑھے چھ بجے کا وقت دیا گیا۔ میں مذکورہ وقت پر چیک اپ کے لئے ڈاکٹر موصوف کے پاس اپنی والدہ اور مسز کو لے کر حاضر ہوا۔ پہلے تو ڈاکٹر موصوف کی طرف سے دیئے گئے وقت میں کافی تاخیر ہوئی۔ بعدازاں میرے بار بار اصرار کرنے کے باوجود موصوف ڈاکٹر نے میری بیمار والدہ کی رپورٹس چیک کرنے میں لیت ولعل سے کام لیا۔ جب میں نے کہا کہ آپ کے دیئے گئے وقت پر حاضر ہوا ہوں اس پر تو ڈاکٹر موصوف نے انتہائی غصہ میں کہا کہ یہ بلڈ پریشر، کولیسٹرول اور کڈنی فنکشن میرے متعلقہ نہ ہیں۔ میں نے ڈاکٹر موصوف سے کہا کہ آپ ان کی رپورٹس تو چیک کر لیں کیونکہ جب میں نے آپ سے وقت لیا تھا تو میرے علم میں تھا کہ آپ ایک جنرل فزیشن ہیں، مذکورہ رپورٹس چیک کر سکتے ہیں اور آپ اس کام کے ماہر بھی ہیں لیکن انہوں نے میری ایک نہ سُنی۔ میں نے بعد میں انہیں اپنا تعارفی کارڈ بھی دیا کہ میں پبلک کا نمائندہ ہوں جس کو انہوں نے ایک طرف رکھ دیا پھر میں نے اپنی والدہ اور مسز کی رپورٹس ان کے سامنے رکھیں اور کہا براہ مہربانی ان رپورٹس کو چیک کر لیں۔ انہوں نے ان رپورٹس کو دیکھے بغیر نہایت ہتک آمیز لہجہ میں کہا کہ آپ کے لئے میرے پاس کوئی وقت نہ ہے آپ یہاں سے چلے جائیں اور باہر جا کر بیٹھیں۔ میری بیمار والدہ، میں اور میری مسز باہر آ گئے۔ ڈاکٹر موصوف کے اس روّیہ سے میری بیمار والدہ بہت پریشان ہوئیں اور کافی دیر تک ذہنی کرب کا شکار رہیں۔ ان کا برتاؤ ایک پبلک نمائندہ کے ساتھ ایسا ہے تو عام آدمی کے ساتھ کیسا ہوگا؟ ان کے اس روّیہ سے نہ

صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ڈاکٹر کو پتا چل گیا تھا کہ یہ لوٹا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، جب کوئی معزز ممبر اپنی والدہ کے حوالے سے بات کرے تو ایسے موقع پر تھوڑا خیال کرنا چاہئے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر اعجاز شفیع صاحب نے اس تحریک کے ذریعے سے جس مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ ضروری ہے کہ استحقاق کمیٹی اپنی انکوائری کرے اور اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے لہذا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 16 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 17 جناب شاہجہان احمد بھٹی کی ہے۔

اے ایس پی ننکانہ صاحب کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز روّیہ

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 8۔جون 2012 بوقت تقریباً 8 بجے رات میں شیخوپورہ سے ننکانہ صاحب جارہا تھا تو راستے میں فیصل آباد بائی پاس چوک میں کافی ٹریفک بلاک تھی اور مجھے بھی پولیس اہلکاروں نے گاڑی سائیڈ پر کھڑی کرنے کے لئے کہا میرے ساتھ بیٹھے قریبی عزیز رائے اعجاز احمد بھٹی نے ان کو میرا تعارف کروایا کہ یہ ایم پی اے رائے شاہجہان احمد بھٹی ہیں تو پولیس والوں نے کہا کہ آپ اپنا ایم پی اے کا کارڈ دکھاؤ۔ کارڈ دیکھنے کے بعد پولیس اہلکار کہنے لگے کہ آپ اپنا کوئی اتھارٹی لیٹر بھی دکھائیں جب میں نے کارڈ اور اتھارٹی لیٹر دکھایا تو کسی اہلکار نے کہا کہ آپ باہر آجائیں میں باہر آیا تو گاڑی کی مکمل چیکنگ کی مگر کچھ نہ ملا تو اتنے میں ان کے اے ایس پی ڈاکٹر اقبال جو اس ناکے پر موجود تھے آگے بڑھے اور میرے قریبی عزیز رائے اعجاز احمد بھٹی کو بلاوجہ اور بلا اشتعال گالیاں دینی شروع کر دیں جب میں نے ASP ڈاکٹر اقبال کو کہا کہ وہ اسے گالیاں نہ دیں اور تحمل کے ساتھ کام لیں تو اس نے مجھے بھی بُرا بھلا کہنا شروع

کر دیا، نہایت تحقیر آمیز رویّہ اپناتے ہوئے کہا کہ مجھے کسی ایم پی اے کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں نے ڈی پی او کو فون کیا، انہیں سارے معاملات سے آگاہ کیا اور بمشکل ہمیں وہاں سے جانے کی اجازت ملی۔ اس واقعہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک جناب شاہجہان بھٹی نے آج ہی دی ہے اور مجھے ابھی موصول ہوئی ہے اس لئے اس کو کل تک کے لئے pending فرما دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب اور آپ سے بھی گزارش ہے کہ شاہجہان بھٹی صاحب کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے اس لئے اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! لاء منسٹر صاحب نے اس کو oppose نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ بالکل کمیٹی کے سپرد ہو جائے گی لیکن مجھے یہ نوٹس ابھی موصول ہوا ہے۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! میں بھی عرض کروں گا کہ یہ رائے شاہجہان صاحب کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ لاء منسٹر کے علم میں ہے کہ جتنے بھی فیصل آباد کے ممبران ہیں چاہے ان کا تعلق حکومت سے ہے، پیپلز پارٹی یا (ق) لیگ سے ہے ان سب ہی کی اس ناکے پر insult کی جاتی ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ جب یہ تحریک استحقاق کمیٹی میں جاتی ہے تو ممبر کا استحقاق مزید مجروح ہوتا ہے۔ میں لاء منسٹر سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے ایسی باتوں پر فوری نوٹس لیا جائے بلکہ اس کا آج ہی نوٹس لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لنگڑیال صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لنگڑیال صاحب نے جو بات کی ہے یہ درست ہے کہ شاہجہان صاحب کے ساتھ جس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے اس سے متعلق اس سے پہلے بھی کئی معزز ممبران نے میرے ساتھ بات کی ہے اسی لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا جواب کل ہی آئے اور اس کے بعد جیسے آپ مناسب سمجھیں اس کے مطابق فیصلہ کریں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میرے ساتھ بھی وہاں پر ایسا ہی سلوک ہوا ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سن لیں۔ لاء منسٹر صاحب نے بڑی openly بات کی ہے۔ جس ممبر نے تحریک استحقاق پیش کی ہے صرف وہی بات کر سکتا ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ اس طرح کی اور بھی شکایتیں آئی ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا جو Privileges Act اس کے سیکشن 15 میں ہے وہ بڑا clear ہے کہ Members to be VIPs۔ ممبران کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے جبکہ ان کا VIP ہونا ہماری کتاب میں موجود ہے۔ یہ بات نیچے بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی سمجھانے کی ضرورت ہے۔ مجھے پتا ہے کہ سارے معزز ممبران کیا بات کرنا چاہ رہے ہیں اور یہ میرے پاس بھی معاملہ discuss ہوا ہے۔ وہاں پر سب سے زیادہ چوریاں، ڈکیتیاں ہوں اور پولیس سے چور ڈکیت پکڑے نہ جائیں اور وہ ہمارے ممبران کو کھڑا کر کے ان کی اس طرح کی تضحیک کریں۔ اس پر یہ ایوان ہی ایکشن لے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! آج سے دس دن پہلے میں لاہور سے فیصل آباد جا رہا تھا کہ شیخوپورہ موڑ پر میری گاڑی روکی گئی، میں نے اپنا کارڈ بھی دیا لیکن وہ کہتے رہے کہ اس پر ایم پی اے نہیں لکھا ہوا، آپ پڑھ کر دیکھیں کہ اس پر ایم پی اے لکھا ہوا ہے۔ میں On the floor of the House on oath کہنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد اور شیخوپور کے سب ایم پی ایز کے ساتھ یہ ہو چکا ہے لیکن عزت کے مارے کوئی بولنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے آپ کی موجودگی میں سپیکر صاحب سے بات کی تھی کہ اگر ہمارے ساتھ یہ روّیہ رہا، کئی لوگوں کے ساتھ تو اس طرح ہوا کہ ان کی families بیٹھی ہوئی تھیں لیکن اپنی عزت بچانے کے لئے کسی نے بات نہیں کی۔ میں نے آپ کی موجودگی میں لاء منسٹر صاحب اور سپیکر صاحب سے یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔ اس دن یہاں ایوان میں commitment بھی ہوئی تھی کہ point of order پر ٹائم دیا جائے گا لیکن مجھے بولنے نہیں دیا گیا۔ میری آپ سے humble request ہے کہ آپ Custodian of the House ہوتے ہوئے اس مسئلہ کو عام مسئلہ نہ سمجھیں کیونکہ شیخوپورہ سے لے کر فیصل آباد تک ایم این ایز اور ایم پی ایز کی فیملی کے ساتھ جو روّیہ پولیس نے روا رکھا ہوا ہے یہ انتہائی تضحیک آمیز ہے۔ براہ مہربانی اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کسی Committee کو refer کئے بغیر اس پر فوراً action لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور ماشاء اللہ بڑے balance…

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ بھی بات کرنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! میں بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، تحریک استحقاق سے پہلے آپ کو جوش نہیں آیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! پہلے سپیکر صاحب ٹائم نہیں دیتے تھے کیونکہ وہ بھی اسی ریجن میں رہتے ہیں اور ان کا قصور سے تعلق ہے۔یہاں پر مسئلہ کسی ASI کا نہیں بلکہ ذوالفقار چیمہ RPO کا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہ ہمارے ضلع میں اپنی بدمعاشی کر رہا ہے۔ عرض یہ ہے کہ وہ یوں کرتے ہیں کہ میری بندوق رانا تنویر ناصر کے کھاتے میں اور ان کی میرے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ وہاں پر human rights کی بہت زیادہ خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ان کا ایک style ہے کہ وہ گوجرانوالہ کا model ہمارے اوپر دھکے سے لاگو کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ imported SHOs لائے ہیں اور ان کا ایک ہی issue ہے۔ اگر وہ عوامی نمائندوں کو بے عزت کرکے اپنی عزت بڑھانا چاہتے ہیں تو یہ انتہائی غلط ہے۔ وہاں پر FIR درج نہیں ہو رہی ہیں، ڈاکے کی FIR درج نہیں ہوتی ہیں، اس طرح وہ اس ratio سے کرائم کم کرنا چاہتے ہیں اور ہم احتجاج کر کر کے مر گئے ہیں۔ شکر ہے کہ آج ٹائم مل گیا ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ سپیکر صاحب بھی بے چارے قصور میں رہتے ہیں اور وہ کسی پریشر میں ہوں گے۔ RPO ذوالفقار چیمہ ہمارے لئے سر درد ہے اور میں انتہائی surety کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ انتہائی کرپٹ افسر ہے جو کہ ایمانداری کے نام پر لوگوں کی تذلیل کر رہا ہے، ان کی بے عزتی کر رہا ہے اور وہ ناجائز حرکت کر رہا ہے۔ اس مسئلہ پر کوئی کمیٹی بنانی چاہئے کہ ذوالفقار چیمہ کی صورت میں ہمیں کس بات کی سزا ملی ہے؟ مجھے تو لگتا ہے کہ بچپن میں ہم نے ماں باپ سے کوئی غلطی کی تھی جس کی سزا ایسے بندے کی صورت میں ملی ہے۔ شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راؤ صاحب! آپ کی بات ہو گئی ہے۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ نے start میں ہی اپنے جذبات کا اظہار فرما دیا جس کی وجہ سے ہمارے جتنے بھی دوست ان واقعات سے hurt ہوئے تھے وہ encourage ہوئے ہیں کہ بات کریں۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ حکومتی بنچوں کے لوگوں کی زیادہ چیخیں نکل رہی ہیں اور ان کے ساتھ اپوزیشن ممبران کی بھی چیخیں شامل ہیں۔ خود میری گاڑی چیک ہوتی ہے یقین کریں کہ ہم نے کبھی محسوس نہیں کیا۔ اگر تہذیب کے اندر ہو تو ہم خود اپنی گاڑی کو چیک کراتے ہیں۔ ہم موجودہ ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے چاہتے ہیں کہ اگر ہم اپنی گاڑیاں چیک کرائیں گے تو دوسرا کوئی اس کو محسوس نہیں کرے گا لیکن چیک کرانے کا انداز مختلف ہے۔ یہ دوست اپنی تکلیف کا اظہار کر رہے ہیں تو یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ جب عوامی نمائندگی کا اظہار ہوتا ہے تو پھر administration کے تیور بدل جاتے ہیں۔ افسوس اسی بات کا ہے کہ اگر عوامی نمائندگان کے ساتھ تضحیک آمیز طریقہ سے behave کیا جاتا ہے تو پھر عام آدمی کے ہاتھ کیا ہوتا ہوگا؟ اس کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ چیکنگ کے بعد اس کی کیا feeling اور جذبات ہوں گے، وہ ہمارے لئے کیا دعا دیتا ہوگا کہ ہمارے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ مجھے قطعاً اس بات پر کوئی گلہ نہیں ہے کہ گاڑیاں چیک کیوں ہوتی ہیں، ہونی چاہئیں اور ہمارا کوئی عوامی نمائندہ اس پر بُرا نہیں مناتا لیکن طریق کار تضحیک آمیز ہے۔ ہم روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ ہم پولیس کو بڑے خوش اخلاقی کا سبق دے رہے ہیں۔ اگر یہ خوش اخلاقی ہے تو پھر بدکلامی کیا ہوگی؟

جناب سپیکر! اس پر defiantly action لینا چاہئے کیونکہ لاء منسٹر صاحب نے بھی دبے الفاظ میں انہی جذبات کا اظہار کیا ہے جس کا آپ نے اظہار کیا ہے۔ تمام ایوان کے معزز ممبران کے جذبات ایک ہیں اور آج میں یہ بھی آپ کو بتادوں کہ اگر اس بات کا notice نہ لیا گیا تو پھر یہ ایوان اپنا فیصلہ خود کرے گا اور آپ پھر دیکھیں گے کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ جس سلسلے میں ہمارے ساتھی رائے صاحب نے اپنی تحریک استحقاق دی ہے۔ پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بے شمار لوگ ایسے ہیں جو اس قسم کی یا اس سے related تھوڑی سی کم یا زیادہ digest کر جاتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو insult کو pocket نہیں کرتے تو پھر وہ آپ کے پاس قاعدے اور rules کے مطابق حاضر ہوتے ہیں اور رائے

صاحب نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جب کوئی بھی معزز ممبر تحریک استحقاق دیتا ہے، جس طرح میرے ساتھی نے بات کی ہے تو اس کا privilege محفوظ ہونے کی بجائے اس سے اس کی تضحیک کے پہلو نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ I can nominate a person کہ ایرڈ یونیورسٹی کے وائس چانسلر خالد محمود کی گاڑی جا رہی تھی، اس کو روکا گیا اور اس گاڑی کے اندر ایک لائسنسی گن تھی۔ وہ انہیں کہتے رہے ہیں کہ یہ لائسنسی گن ہے لیکن وہ ایس پی نہیں بلکہ ایک ایس ایچ او تھا اس نے کہا کہ میں نے چالان کرنا ہے۔ جب میں نے approach کیا اور کہا کہ یہ طریقہ غلط ہے کیونکہ یہ وائس چانسلر آف یونیورسٹی کی گاڑی ہے تو انہوں نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے پھر گن یہاں رکھ جائیں اور یہ چلے جائیں۔ یہ گن کل کوئی بندہ آ کر لے جائے یا ہم خود فیصل آباد پہنچا دیں گے اور وہ گن انہوں نے دے دی۔ اب دیکھیں کہ اگر کسی بندے نے سکیورٹی کے لئے گن اپنے پاس رکھی ہوئی ہے تو اس میں کیا مصلحت ہے کہ گن چھوڑ جائیں اور آپ چلے جائیں؟ اس نے تو سکیورٹی کے لئے گن رکھی ہوئی ہے اگر لائسنس نہیں ہے تو پھر valid ہے کہ اس کا چالان کر دیا جائے لیکن اگر لائسنس ہے تو گن پاس رکھ لینے کا کیا مطلب ہے؟ یعنی یہ ایک واقعہ ہوا جس کا میں نے ذکر کیا ہے، ہم نے اس پر شکایت نہیں کی کیونکہ یہ ہمارا privilege نہیں ہے وہ وائس چانسلر اپنے forum پر بات کرے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بجا فرمایا کہ کل رپورٹ آ جائے گی اور رپورٹ آنی بھی چاہئے لیکن ہم تلاشی لینے سے نہیں کتراتے بلکہ ہم آفر کرتے ہیں کیونکہ اگر ہم تلاشی نہیں دیں گے تو اور کون دے گا؟ تلاشی بھی لی جائے اور اچھی طرح سے دیکھا بھی جائے لیکن دیکھنے کے بعد وہ کچھ remarks pass کر رہے ہوتے ہیں اور ادھر ادھر گاڑی کے ارد گرد پھر رہے ہوتے ہیں وہ سب کچھ اچھا نہیں ہے۔ یہ decency کا basically کلچر ہے جس کو introduce کرانے کی ضرورت ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے رپورٹ منگوائی ہے تو کل آ جانی چاہئے اور اگر کل رپورٹ آ جائے گی تو پھر معاملہ حل ہو جائے گا۔ اپنی short statement میں counter کرنا ہو گا کیونکہ آج بھی انہوں نے اپنی short statement ابھی مکمل کرنی ہے تو وہ کر لیں۔ یہ رپورٹ آنے پر تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس پر مسلسل نظر رکھیں یہ ضروری نہیں کہ ایک privilege motion آئے اور دوسرے بھی اپنے grievances forward کرنے کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! نوید اقبال ساجد صاحب کافی دیر سے ٹائم مانگ رہے ہیں تو میں ان کے بعد آپ کو floor دوں گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں نے آج سے ڈیڑھ مہینہ پہلے تحریک استحقاق جمع کرائی تھی جس کی باری نہیں آئی۔ میں نے پہلے آپ کے آفس کو ٹی سی ایس کیا، پھر میں نے قائد حزب اختلاف کے آفس سے باقاعدہ لکھوا کر اس کی رسید لی جو کہ اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اس تحریک استحقاق کی باری نہیں آرہی یا تو آپ کا staff manage ہوا ہوا ہے؟ یہ manage کس طرح ہوتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی جب میں ان سے پوچھتا ہوں، ابھی بھی میں نے ان سے پوچھا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق dispose of ہو گئی ہے۔ میری غیر موجودگی یا مجھ سے consults کئے بغیر کیسے dispose of ہو سکتی ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تو میرا استحقاق مجروح کیا ہی ہے لیکن آپ کا آفس بھی میرے ساتھ یہی کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، سیکرٹری صاحب! بتا رہے ہیں کہ وہ سیشن ختم ہونے کے ساتھ lapse ہو گئی تھی۔ آپ نیا notice دیں صبح لگ جائے گی۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وہ lapse کس طرح ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! جب سیشن ختم ہوتا ہے تو وہ lapse ہو جاتی ہیں۔ اب آپ نیا notice دے دیں، صبح لگ جائے گی۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گا کہ last time بھی اس پر شور شرابا ہوا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری بات مان جائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! دیکھیں، پھر میں آپ کے سٹاف کے خلاف تحریک استحقاق پیش کر دیتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ They are all doing the same

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، سیشن کے ختم ہونے پر آپ کی تحریک lapse ہو گئی تھی۔ اب آپ تشریف رکھیں، ابھی notice دے دیں صبح کے لئے ہم لگوا دیں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرے خیال میں پھر اس طرح تو ہم انہی کے ہاتھوں کھیلتے رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ان کے ہاتھوں میں نہیں کھیلنا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اگر ان کے ہاتھوں میں کھیلنا ہے تو I have no right to sit over here. میں چلا جاتا ہوں اور آپ ان کو سر پر بٹھا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ Rule No. 226 کو تھوڑی دیر بیٹھ کر پڑھ لیں اور ابھی نوٹس دے دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں نے جب پہلے سے جمع کرائی ہوئی ہے تو مجھے نوٹس دینے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! آپ دوبارہ نوٹس دے دیں، راجہ صاحب آپ ذرا انہیں کہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی بھی عزت کرتا ہوں اور آپ کی بھی عزت کرتا ہوں۔ آپ بھی میرے لئے محترم ہیں اگر انہوں نے میرے ساتھ یہی کرنا ہے تو میں ایوان سے جا رہا ہوں اور آپ کو ان کے خلاف بھی جا کر تحریک پیش کر دیتا ہوں پھر آپ جانیں، آپ کا کام جانے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ سے اس معاملے پر یہ ruling چاہوں گا کہ کیا یہ ایم پی اے کا privilege نہیں ہے؟ جب ہماری گاڑی روکی جاتی ہے تو وہاں پر موجود افسر کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ دیکھے کہ اس میں ایم پی اے ہے یا نہیں۔ اگر ایم پی اے گاڑی میں موجود ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ کیا وہ گاڑی check ہو سکتی ہے اور مجھے یہ بتا دیں کہ ایک ایم پی اے کی گاڑی، ایک Member of the Parliament کی گاڑی کیسے check ہو سکتی ہے؟ ایک ڈی ایس پی کی گاڑی تو check نہیں ہو سکتی، ایک Sub Inspector کی گاڑی check نہیں ہو سکتی، ایک مجسٹریٹ کی گاڑی check نہیں ہو سکتی

تو مجھے بتائیں کہ ایک ایم پی اے کا کیا privilege ہے، جب ہم نے یہی ثبوت دینا ہے کہ وہ ایم پی اے ہے تو کیا وہ گاڑی check ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مجھے اس پر آپ کی ruling چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر already کافی دفعہ بات ہو چکی ہے۔ ملکی حالات کی وجہ سے یہاں پر voluntarily decide ہوا تھا کہ گاڑی check کی جائے لیکن تضحیک نہیں ہونی چاہئے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بجٹ کی طرف آ جانا چاہئے کیونکہ آج بجٹ پر بحث ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ناظم حسین شاہ صاحب! میں نے آپ کے آنے سے پہلے بات کر دی تھی اور متعلقہ rule بھی پڑھ دیا تھا۔ دیکھیں اس ایوان کا بھی خیال رکھیں اس کی sanctity نہیں ہو گی تو کچھ نہیں ہو گا۔ اس پر لاء منسٹر صاحب کل جواب منگوا رہے ہیں اس کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ کل کی رپورٹ کے ساتھ ساتھ آپ اپنے چیمبر میں آئی جی اور اس علاقے کے RPO کو بھی پابند کریں، اپوزیشن کو بھی بلائیں، کچھ حکومتی دوست بھی بلائیں اور لاء منسٹر صاحب بھی موجود ہوں تو وہاں بیٹھ کر بات کی جائے۔ یہ صرف شاہجہان احمد بھٹی کا مسئلہ نہیں ہے اب پورا ایوان چیخ رہا ہے کہ ہمارے ساتھ ظلم و زیادتی ہو رہی ہے تو کل آئی جی کو بلایا جائے اور اسے کہا جائے کہ وہ پورے صوبے میں ہدایت دے کہ اس قسم کا واقعہ دوبارہ نہیں ہونا چاہئے، ممبران کا جو استحقاق بنتا ہے اس کے مطابق ان کی عزت ہونی چاہئے اور کسی بھی قسم کی بدتمیزی کا واقعہ دوبارہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ جن کی تحریک استحقاق ہے پہلے ان کو تو بول لینے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے یہ بات ختم ہو جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! نوید اقبال صاحب ناراض ہو کر ایوان سے چلے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا وہ باہر ناراض ہو کر گئے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب جائیں اور جا کر انہیں منا کر لائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ ناراض ہو کر گئے ہیں، ہمارے کہنے پر نہیں آئیں گے۔ آپ حکومتی بینچ سے بھی کسی کو بھیجیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خلیل طاہر سندھو صاحب اور نولاٹیا صاحب آپ دونوں جائیں اور انہیں منا کر لائیں۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! نوانی صاحب اور چودھری ظہیر الدین صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کو endorse کرتا ہوں، ہم تمام Law Abiding Citizens ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ہم قانون کی مدد کریں، قانون نافذ کرنے والے اداروں کی مدد کریں تاکہ ہمارے ملک کے حالات بہتر ہو سکیں۔ دراصل یہ systemic problem ہے اور یہ ضروری ہے کہ اس کو address کیا جائے بلکہ میری بات privilege سے ہٹ کر ہے۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل رات چیف منسٹر پنجاب ایک سٹوڈنٹ باڈی کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے اور اس میں سوال جواب کے دوران ایک سٹوڈنٹ نے تھانہ کلچر کے بارے میں سوال کیا کہ آپ اس کو fix نہیں کر سکے تو چیف منسٹر نے acknowledge کیا کہ اس میں وہ اُتنی کامیابی حاصل نہیں کر سکے جتنی وہ چاہتے تھے لہذا یہ issue ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ کی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ اس سال جو بجٹ پیش ہوا ہے اس میں ایک خطیر رقم یعنی 62۔ارب روپے پولیس کے لئے رکھا گیا ہے لیکن جو ٹریننگ ہے جس کی بات نوانی صاحب نے بھی کی تھی ایک طریق کار ہے، آپ چھاؤنی میں جائیں وہاں ملٹری پولیس کی چیک پوسٹیں ہیں ان کا رویّہ دیکھیں کبھی ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ آپ کی تضحیک ہوئی ہے۔ وہ Sir کہہ کر politely بات کرتے ہیں اگر ان کو کوئی doubt ہوتا ہے تو وہ ایک طریق کار کے مطابق آپ کو سائیڈ پر لے جاتے ہیں لیکن اگر آپ سگیاں پُل پر چلے جائیں تو وہ درمیان میں گاڑی کھڑی کر کے کسی بہانے سے روک کر check کرتے ہیں پھر انہوں نے ایک وتیرہ بنایا ہوا ہے وہاں ان کے دوست یار کھڑے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ "کدھر جارہے جے؟" بندہ کہے کہ فلاں جگہ جارہے ہیں تو کہتے ہیں کہ "نال اِک سواری وِی لئی جاؤ۔" یہ انہوں نے ایک طریق کار بنایا ہوا ہے۔ پولیس چیک پوسٹ ایک آدمی کے لئے sense of security ہونی چاہئے لیکن unfortunately ہماری پولیس چیک پوسٹیں law abiding citizens کے لئے sense of fear create کرتی ہیں تو یہ ایک systemic issue ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس پر ایوان میں discussion ہونی چاہئے اور hopefully کل تک رپورٹ آجائے گی تو اس پر strong action ہونا چاہئے۔ ہمارا کسی کے ساتھ کوئی ذاتی مسئلہ نہیں، سسٹم کو بہتر ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب اس چیز سے متاثر ہیں۔ میں

نے ملک عباس راں صاحب کی داستان floor پر سُنی آپ سب نے بھی سُنی۔ آج یہاں پر پتا چلا کہ کتنا بڑا مسئلہ ہے۔ میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا، کل رپورٹ آنے کے بعد اس پر مزید گفتگو ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم بجٹ پر آ جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد اپنا احتجاج
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے floor دیا۔ کرنل نوید صاحب نے اپنی Privilege Motion کی بات کی جو کہ وہ lapse ہو گئی ہے تو میں نے 7 تاریخ کو ایک Adjournment Motion move کی تھی، مینار پاکستان پر جو خادم اعلیٰ نے کیمپ لگایا ہے اس کی وجہ سے لوگوں کو دشواری پیش آ رہی ہے، یہ نہ ہو کہ وزیر اعلیٰ کیمپ میں ہی بیٹھے رہ جائیں اور لوگ مینار پاکستان کے اوپر چڑھ کر نیچے چھلانگیں لگا دیں۔ یہ دیکھیں، اب انہوں نے مجھے آپ کی طرف سے ایک چٹھی لکھ دی ہے کہ ہم نے comments لینے کے لئے لاء منسٹر صاحب کے پاس اس کو بھیج دیا ہے۔ یہ کوئی سانپ تو نہیں ہے؟ اس میں سادی سی بات کی گئی ہے جس کا جواب دینا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلی بات یہ ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی functioning آپ ادھر discuss نہیں کر سکتے، آپ چیمبر میں آئیں میں اس کو دیکھ لوں گا۔ آپ rules پڑھ لیا کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھ سے چیمبر میں آ کر مک مکا نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم نے آج تک کبھی مک مکا کیا بھی نہیں ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی استدعا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: .Rules are rules آپ سیکرٹریٹ کی working اُدھر چیمبر میں آ کر discuss کر سکتے ہیں، ایوان میں نہیں کر سکتے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں، آپ Custodian of the House ہیں، آپ کے بس میں ہمارے حق میں کرنے والی کوئی بات ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم سب agree ہیں کہ تحاریک استحقاق کو بند کر دیا جائے اس کو ایوان میں نہ لایا جائے۔ آپ سچ بتائیے کہ آپ

کے اختیار میں کچھ ہے، کیا آپ CSP officer کو سزا دے سکتے ہیں، کیا آپ چیف ایگزیکٹو پر بات کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے میری بات غور سے سُن لیں۔ محترمہ نے بھی بات کی، kindly rules کو پڑھ لیا کریں۔ کیا آپ Chair سے اس طرح بات کر سکتے ہیں، آپ اپنا مذاق کیوں بناتے ہیں؟ آج ہم جو ایک بات کر رہے ہیں اس پر ایک procedure موجود ہے اس کے تحت ہم نے کہہ دیا ہے کہ کل تک رپورٹ آجائے گی۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اس پر بات نہیں ہو گی۔ کل رپورٹ آجائے گی تو پھر اس کے اوپر فیصلہ ہو گا۔ اب ہم سالانہ بجٹ۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے ایک نہایت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، دیکھیں آج آپ کو ساری قوم دیکھ رہی ہے کہ آپ نے اس بجٹ پر بحث کرنی ہے، ایک بات ہو چکی ہے۔ اب مجھے کارروائی آگے چلانے دیں۔ اب ہم سالانہ بجٹ۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میری جو تحریک lapse ہو گئی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے on the floor کہہ دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Please! No more point of orders.

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا point یہ ہے کہ آپ کے سٹاف نے مجھے غلط جواب دیا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ disposed of ہو گئی ہیں۔ میری موجودگی میں disposed of کیسے ہو سکتی ہیں البتہ lapse ہو سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، lapse ہی ہو سکتی ہیں، آپ تشریف رکھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: میں ان کے خلاف بھی تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: No more point of orders.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں مانگ رہی میں نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ قوم صرف پنجاب اسمبلی کو دیکھتی ہے، نیشنل اسمبلی میں جو کچھ ہوتا ہے کیا وہ قوم نہیں دیکھتی؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم سالانہ بجٹ 13-2012 پر بحث شروع کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: نیشنل اسمبلی میں جو لوگ گتھم گتھا ہوئے ہیں کیا قوم ان کو نہیں دیکھ رہی؟

جناب قائم مقام سپیکر: This is not decided in the... آپ تشریف رکھیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 15۔ جون 2012 تک جاری رہے گی۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 13-2012 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 15۔ جون 2012 تک جاری رہے گی۔ میری کوشش ہوگی کہ ہر ممبر کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم ممبران سے گزارش ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر جو کچھ decide ہوا ہے اس کے مطابق ہر معزز ممبر نے اپنی بات کو مکمل کرنا ہے۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام ابھی تک نہیں بھیج سکے وہ اپنے اپنے پارلیمانی لیڈر کو نام بھیجیں۔ ایوان کے اندر کوئی چٹ نہ دی جائے کہ میرا نام ڈال دیا جائے۔ نام اپنے پارلیمانی لیڈر کو دیں جو روزانہ کی لسٹ ہمیں دیا کریں گے۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں اور میں قائد حزب اختلاف راجہ ریاض احمد صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! بجٹ تقریر کا آغاز قائد ایوان کرتے ہیں لیکن آپ نے پہلے قائد حزب اختلاف کو تقریر کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ اس سال کے بجٹ پر بحث کا آغاز کروں۔

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بجٹ جو پیش کیا گیا اس کے حوالے سے اس ایوان کے ممبران چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہو یا حکومتی پارٹی سے کسی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ یہ بجٹ رائیونڈ میں بنا جیسے بھی بنا جس نے بھی بنایا، اسحاق ڈار صاحب نے بنایا یا ان کے مشیر نے بنایا لیکن اس ایوان میں سے بشمول وزیر خزانہ کوئی ایسا خوش قسمت ممبر نہیں جس کو اس بجٹ پر اعتماد میں لیا گیا ہو۔ رائیونڈ میں اسحاق ڈار صاحب کی سربراہی میں جو کتاب تیار ہوئی اس کو پڑھنے کے لئے پہلے ایک وزیر خزانہ بنایا گیا پھر اس میں پتا نہیں کیا خرابی نکل آئی، اس میں کیا بیماری تھی کہ اس کا notification cancel کر کے ایک دن پہلے ہمارے چھوٹے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب کو یہ قلمدان سونپ دیا گیا اور انہیں یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے بجٹ صرف پڑھنا ہے۔ انہوں نے بڑی تیاری کی کہ شاید اپوزیشن کی طرف سے حکومت پر تنقید کے سلسلے میں شور شرابا ہو گا۔ انہوں نے اپنی تقریر اتنی تیزی سے پڑھی کہ اپوزیشن خاموش بھی رہی لیکن انہوں نے اپنی speed وہی رکھی، اسی طرح دوڑ لگائے رکھی کہ شاید ان پر کوئی بم گرنے والا ہے۔ حالانکہ ہم تو چاہتے تھے کہ وزیر خزانہ آرام کے ساتھ اپنی تقریر مکمل کریں لیکن جس جوش اور جذبہ کے ساتھ انہوں نے اس دن جو امتحان پاس کیا ہے۔ بجٹ پیش کرنے پر تو میں انہیں خراج تحسین پیش نہیں کروں گا کیونکہ وہ بجٹ ان کا بنایا ہوا ہی نہیں ہے البتہ جس جوش اور جذبہ کے ساتھ اور خاص طور پر جس speed کے ساتھ انہوں نے اس دن دوڑ لگائی اس پر یقیناً میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے رٹے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور رٹا لگانے میں ایک اچھے بچے ثابت ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بجٹ جو پنجاب کے عوام کے لئے آنے والے ایک سال کے جتنے بھی معاملات ہیں ان کی نشاندہی کرتا ہے کہ انہوں نے کس طرح سے چلنا ہے لیکن بدقسمتی کے ساتھ اس صوبے کے جو چیف منسٹر ہیں مجھے توقع تھی کہ بجٹ تقریر کے موقع پر بھی وہ تشریف نہیں لائیں گے لیکن وہ تشریف لے آئے۔ یہ بھی بہت بڑی بات ہے، انہوں نے بڑا احسان کیا ہے اور میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ چلیں بجٹ والے دن ہی وہ تشریف لے آئے۔ ان کی جو انا ہے یا ایوان میں آنے سے وہ جو بے عزتی محسوس کرتے ہیں انہوں نے اس کو ایک طرف رکھ کر اجلاس میں شرکت کی میں اس پر بھی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وہ جس طرح سے one man show کے ذریعے سارے حکومتی معاملات کو چلاتے ہیں بدقسمتی سے اس بجٹ میں بھی one man show جاری رہا۔ وزیر خزانہ کے مقرر ہونے اور بجٹ بننے تک مکمل one man show نظر آیا۔ انہوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ میں اپنی کیبنٹ کو مانتا

ہوں اور نہ ہی اس معزز ایوان کے ممبران کی میرے سامنے کوئی حیثیت ہے۔ میں خود جو چاہوں کرتا ہوں، خادم اعلیٰ بھی وہی ہیں، بادشاہ بھی وہی ہیں، مغل بادشاہ بھی وہی ہیں، شہنشاہ بھی وہی ہیں یہ تمام القابات ان کی طبیعت کے مطابق ان پر fit ہوتے ہیں۔ اس بجٹ میں صوبہ پنجاب کے اندر ایک نہیں ہزاروں کی تعداد میں ایسے سکول ہیں جہاں پر چھت نہیں ہے، چار دیواری نہیں ہے۔ اس بات کو کسی نے نہیں دیکھا ان کی طرف کسی کی توجہ نہیں گئی لیکن 4۔ ارب روپے لیپ ٹاپ کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں اور یہ لیپ ٹاپ دیئے کس کو جا رہے ہیں؟ کنیئرڈ کالج کی بچیوں کو دیئے جا رہے ہیں۔ کنیئرڈ کالج کی بچیاں خود afford کر سکتی ہیں ان کے گھروں میں ایک نہیں تین تین لیپ ٹاپ پہلے سے موجود ہوں گے اور وہ بچے جو درختوں کے نیچے پڑھ رہے ہیں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ان غریب بچوں اور بچیوں کا حصہ بنتا تھا، ان کا حق بنتا تھا جو کنیئرڈ کالج کی بچیوں کو دے دیا گیا جن کے گھروں میں تین تین گاڑیاں موجود رہتی ہیں۔ انجینئرنگ یونیورسٹی میں لیپ ٹاپ تقسیم کئے جا رہے ہیں، کیا یہ الیکشن لڑ رہے ہیں یا عوام کی خدمت کرنے کا بجٹ ہے؟ اس سے تو لگتا ہے کہ انہوں نے election campaign چلائی ہوئی ہے۔ لیپ ٹاپ دے کر کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان کو ووٹ مل جائیں گے؟ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی پاگل آدمی ہوگا جو مسلم لیگ (ن) کو ووٹ ڈالے گا جس کو تو عقل ہے وہ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ نہیں ڈالے گا۔ آپ کو youth سے خوف ہے، پیپلز پارٹی سے خوف ہے، آخر آپ اتنے خوفزدہ کیوں ہو گئے ہیں اس لئے کہ youth کو عقل ہے وہ اپنی ایک سوچ رکھتے ہیں کہ یہ نا اہل حکمران ہیں جنہوں نے اس صوبے کے لئے کچھ نہیں کیا۔ یہ لیپ ٹاپ تو کیا ان کو گاڑیاں بھی دے دیں اس کے باوجود ان کو ووٹ کوئی نہیں دے گا اور آپ میری یہ بات یاد رکھیئے گا۔ پاکستان، پنجاب اور خاص طور پر لاہور کے لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہوا ہے کہ ہم نے مسلم لیگ (ن) اور شیر کو ووٹ نہیں دینے جو آٹا اور روٹی بھی کھا گیا۔ اس کے علاوہ سستی روٹی سکیم تو ہمیں اس بجٹ میں نظر ہی نہیں آئی اگر ان کی یہ سکیم اتنی اچھی تھی تو اس بجٹ سے وہ کیوں غائب کر دی گئی ہے، کس طرح سے انہوں نے یہ سوچ لیا ہے کہ یہ لوگوں کو کاریں اور لیپ ٹاپ دے کر ووٹ حاصل کر لیں گے؟ میں کہتا ہوں کہ اس طرح سے انہیں ووٹ نہیں ملیں گے۔ کیا بھٹو صاحب کی نقل کر کے مائیک توڑ کر ان کو ووٹ ملیں گے؟ اگر بھٹو بننا ہے تو پھر جان کی قربانی دینا پڑے گی، بھٹو بننا ہے تو پھر تختہ دار پر بھی لٹکنا پڑے گا۔ یہ مائیک پھینک کر اور کھدر کی شرٹ پہن کر بھٹو بن رہے ہیں حالانکہ کھدر کی شرٹیں پہن کر یہ ذوالفقار علی بھٹو نہیں بن سکتے۔ توانائی کے بحران پر بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے پانچ چھ صفحے پڑھے ہیں، میں یہ بات بھی مانتا

ہوں کہ یہ وفاق کا مسئلہ ہے انہوں نے ان پانچ صفحوں میں وفاق پر بھرپور تنقید بھی کی ہے لیکن یہ مجھے بتائیں کہ ان کی حکومت کو بھی پانچواں سال شروع ہو چکا ہے کیا انہوں نے اس وقت تک پنجاب میں ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا کی ہے؟ کبھی چین جاتے ہیں، کبھی ترکی جاتے ہیں یہ وہ پہلوان ہیں جو کہتا ہے کہ "میریاں آنیاں جانیاں دیکھ "ان کی آنیاں جانیاں بڑی ہیں لیکن ایک میگاواٹ بجلی بھی یہ پیدا نہیں کر سکے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو چیلنج کر رہا ہوں کہ اگر اس tenure میں صوبائی حکومت نے ایک میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی اہلیت حاصل کر لی تو میں اپنی سیٹ سے resign کر دوں گا۔ اب تک یہ ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا کر سکے ہیں اور نہ ہی یہ اپنے اس tenure میں کر سکیں گے، یہ سارا فراڈ ہے۔ توانائی بحران کے لئے ایک انرجی کانفرنس بلائی گئی انہوں نے وہاں پر یہ معاہدہ کیا کہ ہم لاہور اور پورے صوبہ کی دکانیں شام 8 بجے بند کرائیں گے لیکن کیا آپ نے پورے صوبہ میں کہیں کوئی دکان 8 بجے بند ہوتی دیکھی ہے؟ انہوں نے خود انرجی کانفرنس بلائی، خود ہی وزیراعظم کو بلایا، خود ہی باقی صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو بلایا اور وہاں پر وزیراعلیٰ پنجاب نے جتنے بھی وعدے کئے ان میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہیں کیا، انہوں نے ایک وعدہ بھی پورا نہیں کیا، انہوں نے کسی جگہ دکانیں بند نہیں کرائیں، مارکیٹیں بند نہیں کرائیں۔ اگر حکومت پنجاب انرجی کے اس بحران میں تعاون کرتی تو یقیناً بہتر نتائج حاصل ہو سکتے تھے۔ اس مشکل وقت میں پانچ سو سے ایک ہزار میگاواٹ بجلی ضائع ہو رہی ہے۔ صرف ایک شخص کی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے لوگ suffer کر رہے ہیں۔ پورے ملک میں ایک بحران ہے لیکن ایک صوبے کے وزیراعلیٰ کبھی ہیلی کاپٹر پر ساہیوال جا کر ریلیوں کو lead کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کبھی قصور چلے جاتے ہیں اور ان کی اپنی کارکردگی یہ ہے کہ ساڑھے چار سالوں میں ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا کر سکے اور نہ آئندہ کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ کبھی چائنا جاتے ہیں، کبھی ایران جاتے ہیں کبھی کسی اور ملک میں جا رہے ہیں کہ ہم بجلی کے لئے جا رہے ہیں اور یہاں پر بڑے بینرز لگ رہے ہیں لیکن رزلٹ صفر ہے اور اس میں کوئی بہتری آنے کی توقع نہیں ہے۔

جناب والا! پہلے بھی گرین ٹریکٹر سکیم تھی اور اب بھی اس میں پیسے رکھے گئے ہیں۔ جب گرین ٹریکٹر سکیم میں قرعہ اندازی ہوئی تو چیف سیکرٹری پنجاب جاوید محمود صاحب کے دو ٹریکٹر نکلے، شاید وزیر خزانہ صاحب کو یاد ہو کہ میں نے کیبنٹ میں point out کیا تھا کہ قصور میں ایک سرکاری افسر کے دو ٹریکٹر نکلے ہیں۔ ایک ہفتے بعد جواب آیا کہ نہیں نکلے تو پھر میں نے نام بتا دیا بعد میں وہ ثابت ہو گیا اور چیف سیکرٹری صاحب نے وہ پیسے جمع کرائے۔ میں آپ کے سامنے ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں کہ چیف

سیکرٹری صاحب نے پیسے واپس جمع کرائے اور انہوں نے کہا کہ اتفاق سے میرے دو ٹریکٹر نکل آئے تھے۔ کسی ایم پی اے، ایم این اے یا کسی اور کے ساتھ تو یہ اتفاق کیوں نہیں ہوا کہ اس کے دو ٹریکٹر نکلے ہوں۔ یہ ٹوٹل فراڈ سکیم ہے اس میں مکمل طور پر متوالوں کو oblige کیا جا رہا ہے۔ وہ چیف سیکرٹری بھی متوالہ تھا اب موجود چیف سیکرٹری کا ٹریکٹر نہیں نکلے گا چونکہ یہ سرکاری افسر ہے متوالہ نہیں ہے، ہاں ڈاکٹر توقیر کا ٹریکٹر نکلے گا خیر اس کے تو کروڑوں نکل چکے ہوں گے چونکہ وہ بہت بڑا متوالہ ہے اور شاید اس کی ریٹائرمنٹ کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب اسے رانا صاحب کی جگہ ایم این اے یا ایم پی اے کا الیکشن لڑا دیں گے۔ اس سکیم میں مسلم لیگ (ن) کے متوالے افسروں اور متوالوں کے ٹریکٹر نکل رہے ہیں اور اس سے صوبے کے غریب کاشتکار کو کوئی relief نہیں مل رہا ہے۔ صوبے کا غریب کاشتکار آج بھی دیکھ رہا ہے کہ میری حکومت میرے لئے کیا کر رہی ہے لیکن اس کا رزلٹ صفر ہے۔ گنے کی فصل میں کاشتکار کو لوٹا جاتا ہے ابھی تک ملوں نے پیسے دینے ہیں اور پنجاب میں تمام شوگر ملوں کے head میاں محمد شہباز شریف صاحب ہیں اور انہیں ان کی مکمل طور پر پشت پناہی حاصل ہے۔ سات آٹھ ملیں تو ان کی اپنی ہیں، پورے صوبے میں گنے کا کاشتکار رو رہا ہے لیکن اسے اپنے گنے کی رقم نہیں مل رہی۔ اگر آج پنجاب حکومت کین کمشنر اور کمشنرز کو پابند کرے کہ آپ نے ایک مہینے کے اندر ادائیگی کرانی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ ادائیگی کیسے نہیں ہوتی؟ ادائیگی اس لئے نہیں ہو رہی کیونکہ وزیر اعلیٰ نے خود زمینداروں کے اربوں روپے دینے ہیں اور باقی پانچ چھ ملوں پر بھی سختی نہیں کی جاتی کیونکہ تقریباً وہ بھی ان کے رشتہ دار ہی ہیں۔ اب گندم پر آجائیں کہ پورے صوبے میں 80 روپے سے 100 روپے تک بوری بکی ہے، کسی کو بھی گندم کی بوری free میں نہیں ملی بلکہ 80 روپے سے 100 روپے تک بوری بکی ہے، تحصیلدار، پٹواری، متوالے سب لوٹ کر کھا گئے ہیں۔ حکومتی ممبران بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھ لیں کہ کیا غریب کاشتکاروں کو بوریاں ملی ہیں؟ آڑھتی کھا گیا ہے، مڈل مین کھا گیا ہے لیکن غریب کاشتکار کو کوئی relief نہیں ملا۔ میرے خیال میں یہ واحد صوبائی حکومت ہے جس نے قسم اٹھائی ہوئی ہے کہ ہم نے صوبہ کے کاشتکاروں کو قتل کر دینا ہے۔ پتا نہیں میاں محمد شہباز شریف صاحب کو زمیندار کلاس سے کیا نفرت ہے اگر ان کے بس میں ہو تو زمینداروں کو لائن میں کھڑا کر کے گولی مار دیں۔ اگر اس صوبے میں صبح شام قتل عام ہو رہا ہے تو وہ غریب زمیندار کا ہو رہا ہے، اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور اس صوبے کے وزیر اعلیٰ نے تہیہ کر رکھا ہے کہ زمیندار کلاس جو میرے ساتھ نہیں ہے میں نے اسے ذبح کرنا ہے،

تو یہ جو بھی ظلم کریں قوم تیار ہے لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ یہ ظلم کی انتہا کر رہے ہیں اور انشاء اللہ انہیں اس کا جواب الیکشن میں ملے گا۔

جناب سپیکر! بلا سود قرضے کی مد میں پچھلے سال بھی پیسے رکھے گئے تھے لیکن وہ پیسے کس کو مل رہے ہیں؟ ادھر اپوزیشن کے ممبران بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں میرے خیال میں حکومت والے بھی یہی کہیں گے اور وہ مال ہڑپ ہو رہا ہے۔اب بھی بلا سود قرضوں کے لئے رقم رکھی گئی ہے وہ قرضے کس کو ملیں گے، اس کا کیا طریق کار ہو گا، اس کے کون اہل ہیں؟ اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔چونکہ الیکشن آ رہا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس طرح پیسے دے کر ووٹ خرید لیں گے۔اس بجٹ میں ایک چیز سب سے نمایاں ہے کہ ووٹ خریدنے کے لئے مکمل پلاننگ کی گئی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جن لوگوں کو قرضے دیں گے شاید وہ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دیں گے۔ میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا ہے کہ وہ کوئی پاگل ہو گا جو مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دے گا جو کوئی عقل رکھتا ہے وہ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دے، نہیں دے گا۔یہ پچاس ہزار روپے کے قرضے دے لیں، ٹیکسیاں دے لیں، لیپ ٹاپ دیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے اس کی وجہ سے ان کو کوئی ووٹ نہیں دے گا۔

جناب سپیکر! پچھلے سال دانش سکول کے لئے 3۔ارب روپے رکھے گئے تھے اگر وہ سکیم بہت اچھی ہے، بہت کامیاب سکیم ہے اور اس سے بہت فائدہ ہو رہا ہے تو پھر اس کی رقم کم کیوں کر دی گئی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے وہ سکول interior میں بنائے ہیں اب ان پر حکومت کا اتنا زیادہ خرچ آ رہا ہے، ابھی انہوں نے یہ بات مانی نہیں لیکن میں آپ کو یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ان کا خرچ اتنا ہے کہ اب انہوں نے دانش سکولوں کے پرنسپل صاحبان سے کہا ہے کہ آپ آدھے بچے وہ لائیں جو خود مہینے کا تیس چالیس ہزار روپے afford کر سکتے ہوں۔پوری تحصیل چشتیاں میں صرف آٹھ دس گھر ایسے ہیں جو مہینے کا چالیس پچاس ہزار روپے afford کر سکتے ہیں لیکن already ان کے بچے ملتان یا لاہور میں پڑھتے ہیں۔اب تحصیل چشتیاں میں تین سو وہ بچے نہیں مل رہے جو چالیس سے پچاس ہزار روپے مہینے کا afford کر سکتے ہوں۔اب خرچ زیادہ ہو رہا ہے، آمدن کوئی نہیں، فیس لینی نہیں، ضد میں یہ سکول بنائے گئے ہیں اور ان سکولوں کا تمام خرچہ حکومت afford کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔اب پرنسپل صاحبان سے کہا جا رہا ہے کہ بچے پیدا کریں جو چالیس پچاس ہزار روپے ماہانہ afford کر سکیں۔ وہاں چشتیاں میں تو وہ بچے نہیں ہیں اس لئے رائے ونڈ سے لے جائیں۔وہ بچے کس طرح بنتے ہیں، کس طرح ملتے ہیں اس کا طریق کار وزیر اعلیٰ سے پوچھ کر پرنسپل صاحب کو بتا دیجئے گا۔یہ بچے وہاں سے نہیں

ملیں گے اور یہ ہماری عقل سے باہر ہے۔اگر منصوبہ اچھا ہے تو رقم کیوں کم کر دی گئی ہے ؟ سستی روٹی والا فراڈ شہرت حاصل کرنے کے لئے تھا یہ کیا logic ہے کہ ایک سکول پر پچاس کروڑ روپے لگ رہا ہے اور اس کے ساتھ والے گاؤں میں پنجاب حکومت کے سکول میں چار دیواری ہے، لیٹرین ہے اور نہ ہی چھت ہے اور بچے وہاں درختوں کے نیچے پڑھ رہے ہیں؟ یہ بات عقل سے باہر ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جی ہم نے انقلاب لانا ہے اور ذوالفقار علی بھٹو بننا ہے۔ان کی سوچ دیکھیں، وہ کہتے ہیں کہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا" اخلاقی طور پر پنجاب کے سکولوں میں جانے والے تمام بچوں کو ایک ہی merit پر سنبھالنا وزیر اعلیٰ اور حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے۔ ایک بچے کو تو ایچی سن کالج کے standard کے سکول میں داخل کرایا گیا جبکہ اسی کے ساتھ والے گاؤں میں پڑھنے والے بچوں کے سکول میں چھت ہے، نہ کرسیاں اور وہ درختوں کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب حکومت انصاف کر رہی ہے ؟ انہوں نے بجٹ میں دانش سکولوں کے لئے رقم کم کر کے اس سکیم کے فیل ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ اس کے بعد یہ کہنا غلط ہو گا کہ دانش سکول بہت کامیاب ہیں۔ وہاں پر داخلے کے لئے چالیس، پچاس ہزار روپے خرچ کرنے والے بچے ڈھونڈے جا رہے ہیں۔ مجھے تو ایسے بچے ملتے ہوئے نظر نہیں آ رہے اس طرح حکومت نے خود یہ تسلیم کر لیا ہے کہ یہ سکیم ناکام ہے اور آپ دیکھیں گے کہ ان سکولوں میں جو کہ اربوں روپے خرچ کر کے بنائے گئے ہیں جانور بندھے ہوں گے۔

جناب سپیکر! اب میں محکمہ صحت کی طرف آتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی meetings میں یہ کہا تھا کہ میں دو محکموں تعلیم اور صحت میں بڑی دلچسپی رکھتا ہوں اور ان میں سبز انقلاب لانا چاہتا ہوں۔ محکمہ صحت میں جو انقلاب آیا ہے اس کو کچھ دن پہلے سروسز ہسپتال میں پوری قوم نے دیکھا ہے۔ اس صوبے کے وزیر اعلیٰ جو کہ وزیر صحت بھی ہیں کو شرم آنی چاہئے۔ محکمہ صحت کے ترقیاتی بجٹ میں سال 2011-12 میں 16۔ارب 30 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن ان میں سے 11۔ارب 50 کروڑ روپے خرچ ہو سکے۔ اس محکمہ کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا تھا وہ بھی خرچ نہیں ہوا یعنی 4۔ارب 80 کروڑ روپے خرچ ہی نہیں ہو سکے۔ صوبے میں صحت کے حوالے سے جو بہتری لانی تھی اس کے لئے 16۔ارب روپے رکھے گئے جبکہ 11۔ارب روپے خرچ ہوئے۔ شعبہ صحت میں بہتری لانے، ادویات مہیا کرنے اور ہسپتالوں میں لوگوں کے علاج معالجہ کے لئے جو رقم رکھی گئی وہ خرچ ہی نہیں کی گئی۔ محکمہ صحت کے وزیر خود وزیر اعلیٰ ہیں اگر کوئی اور وزیر ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ یہ وزیر صحت کی غلطی ہے۔ یہ محکمہ تو وزیر اعلیٰ کے پاس تھا جو اس شعبے میں انقلاب لانے کی باتیں کرتے تھے۔ یہ

خاک انقلاب ہے کہ جو پورے صوبے کے ہسپتالوں کی بہتری کے لئے ترقیاتی بجٹ مختص کیا گیا تھا یہ اسے بھی خرچ نہیں کر سکے۔ میرے انتہائی محترم بھائی مخدوم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ رحیم یار خان، بہاولپور، راجن پور اور ڈی جی خان کے ہسپتالوں میں اگر کسی کو مفت ادویات ملتی ہیں تو مجھے بتا دیں۔ لوگ جنوبی پنجاب کا صوبہ کیوں مانگ رہے ہیں؟ سروسز ہسپتال میں بھی جعلی ادویات ملتی ہیں۔ انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا اتنا بڑا scandal آپ کے سامنے آیا ہے۔ محکمہ صحت کے لئے پیسے بھی رکھے گئے، وزیر اعلیٰ صاحب اس شعبے میں انقلاب لانا چاہتے ہیں لیکن پھر بھی حالات کس قدر خراب ہیں وہ آپ سب کے سامنے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کو دو محکموں سے بہت پیار ہے۔ میرے بھائی ڈاکٹر اسد اشرف صاحب بیٹھے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ کہا کہ یہ بڑے لائق آدمی ہیں لہذا ان کو وزیر صحت بنایا جائے لیکن وزیر اعلیٰ نے یہ محکمے خود اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں کہ میں نے یہاں انقلاب لانا ہے۔ انقلاب یہ ہے کہ خاص طور پر دو محکموں صحت اور تعلیم کا بیڑا غرق ہو چکا ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے تو بورڈ کے امتحانات میں وہ scandals سامنے نہیں آئے جو کہ پچھلے دو سالوں میں منظر عام پر آ چکے ہیں۔ لڑکیوں کی رول نمبر سلپیں لڑکوں کو چلی گئیں۔ رول نمبر سلپ میں سنٹر لاہور لکھا گیا لیکن جب وہ پیپر دینے گیا تو بتایا گیا کہ آپ کا سنٹر تو فیصل آباد میں ہے۔ انہوں نے طالب علموں کو اتنا پریشان کیا ہے کہ بچوں نے اپنے results غلط آنے کی وجہ سے خودکشیاں کیں اور وہ ذہنی مریض بن گئے ہیں۔ محکمہ صحت اور تعلیم میں ایسے ایسے scandals سامنے آئے ہیں کہ جن کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ وزیر اعلیٰ نے اپنے پاس بہت سے محکمے رکھے ہوئے ہیں لیکن محکمہ صحت اور تعلیم کے متعلق موصوف خود فرماتے ہیں کہ مجھے ان سے بڑا پیار ہے اور میں ان میں بہتری لانا چاہتا ہوں۔ کیا بہتری آئی ہے ہمیں بھی ذرا بتا دیں؟ ان دونوں محکموں کا بیڑا غرق کر دیا گیا ہے۔ ان کی کوتاہی کے نتیجے میں لوگوں کی جانیں گئیں، لوگوں کے مستقبل تباہ ہوئے اور بچوں نے خودکشیاں کیں۔ ابھی تک یہ محکمے وزیر اعلیٰ نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اور ان کے لئے رقوم بھی مختص کر دی گئی ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ پچھلے سال کی طرح یہ پیسے اب بھی خرچ نہیں ہوں گے اور ان محکموں کا بیڑا غرق کرنے کا وزیر اعلیٰ کا مشن اسی طرح جاری رہے گا۔

جناب سپیکر! اب میں لاہور کے حوالے سے بات کروں گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ لاہور ہمارا دارالحکومت ہے، یہاں پر باہر سے لوگ آتے ہیں اور کسی بھی صوبے یا ملک کے دارالحکومت کو زیادہ funds دینے پڑتے ہیں۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں لیکن تھوڑا بہت دوسرے شہروں کی طرف بھی

دیکھنا چاہیئے۔ دوسرے علاقوں سے بھی ان کے ممبران منتخب ہوئے ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے بھی ان کو ووٹ دیئے ہیں۔ لاہور میں 40۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ پورے صوبے کے لئے 220۔ارب روپے رکھے گئے تھے اس میں سے 40۔ارب روپے کے قریب لاہور کی صرف پانچ چھ سڑکوں پر خرچ کئے گئے ہیں۔ رنگ روڈ، نہر اور ٹرین سسٹم پر اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ چشتیاں، چنیوٹ، چکوال اور دوسرے علاقوں کا کیا قصور ہے؟ ہمارا شہر فیصل آباد اس صوبے کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ وزیر قانون کا تعلق بھی اسی شہر سے ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ ساڑھے چار سالوں میں فیصل آباد کے لئے کوئی mega project نہیں دیا گیا۔ لاہور میں ہر مہینے کے بعد ایک mega project شروع ہو جاتا ہے۔ فیصل آباد، ملتان، ساھیوال، راولپنڈی اور گوجرانوالہ کے لوگوں کا کیا قصور ہے؟ کیا اب ہم یہ مطالبہ کریں کہ ہمیں پوٹھوہار کے ساتھ شامل کیا جائے؟ پہلے ہم نے ایک صوبہ جنوبی پنجاب کی بات کی ہے تو ان کی چیخیں نکل گئی ہیں۔ انہوں نے یہاں پر قرارداد پیش کی کہ جنوبی پنجاب کو صوبہ بنایا جائے اور بہاولپور کو بحال کیا جائے لیکن بجٹ میں اس کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ کیا مجھے یہ دکھا سکتے ہیں کہ بجٹ میں کس جگہ اس کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں؟ یہ قوم اور جنوبی پنجاب کی عوام کے ساتھ کتنا بڑا فراڈ ہے؟ ایک طرف کہتے ہیں پنجاب حکومت نے صوبہ جنوبی پنجاب کے لئے قرارداد پیش کی اور پاس کی ہے لیکن جب بجٹ آیا ہے تو اس کے لئے ایک روپے بھی نہیں رکھا گیا۔ مخدوم صاحب! آپ کا صوبہ بنانے کے لئے بجٹ میں ایک روپے بھی نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! اب میں بلدیاتی الیکشن کی بات کرتا ہوں۔ میں آج challenge سے کہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف کے ہوتے ہوئے اس صوبے میں بلدیاتی الیکشن نہیں ہوں گے۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ نے ویسے ہی ان کو کچھ نہیں کہنا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بلدیاتی الیکشن ہونے ہی نہیں کیونکہ اس سے اختیارات نیچے تک چلے جاتے ہیں اور میاں محمد شہباز شریف یہ کبھی نہیں چاہیں گے کیونکہ وہ اپنی کابینہ کے ساتھیوں کو اختیار نہیں دیتا اس لئے ضلع ناظم کو میاں محمد شہباز شریف اختیارات دے یہ تو مذاق والی بات ہے۔ یہ تو ان کے لئے سوچنا بھی گناہ ہے۔ یہ بلدیاتی انتخابات نہیں کرائیں گے۔ جنوبی پنجاب کے حوالے سے انہوں نے جو قرارداد پیش کی تھی یہ قوم کے ساتھ فراڈ ہے۔ اس بجٹ میں اس کے لئے رقم نہ رکھ کر انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ سب فراڈ ہے۔ یہ sincere نہیں اور یہ صوبہ نہیں بنائیں گے لیکن جس طرح یہ کر رہے ہیں اس سے تو جنوبی پنجاب کے بعد دوسرے صوبے پوٹھوہار کی آواز بھی اٹھے گی۔ اگر انہوں نے اپنے روّیے یہی رکھے تو پھر صوبہ پوٹھوہار کی آواز بھی اٹھے گی۔ پھر یہ

لاہور میں اکیلے رہ جائیں گے تو پھر جو من مرضی کرنی ہے یہ کرتے رہیں۔ یہ جس طرح ہمارے پیسوں کا لاہور میں ضیاع کر رہے ہیں جب یہ صوبے بنیں گے تو پھر یہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ پھر یہ لاہور کے اندر پیسے پیدا کریں اور لاہور پر خرچ کریں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ اس الیکشن میں لاہور ان کے پاس رہے گا، نہ باقی شہروں سے کسی نے انہیں ووٹ دینے ہیں۔ یہ پھر دریائے راوی میں بیٹھ کر بانسری بجائیں گے اور اچھے وقتوں کو یاد کریں گے۔

جناب سپیکر! انہوں نے پچھلے بجٹ میں اعلان کیا تھا کہ ہم نے کوئی سرکاری گاڑی نہیں خریدنی اور اس سال کی وزیر خزانہ کی تقریر دیکھ لیں انہوں نے پھر کہا ہے کہ ہم نے اس سال کوئی سرکاری گاڑی نہیں خریدنی۔ انہوں نے پچھلے سال 3 کروڑ 23 لاکھ روپے کی جی ایل آئی 22 گاڑیاں خریدی ہیں۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں کمیٹی نے ان گاڑیوں کی منظوری دی اور یہ 22 گاڑیاں خریدی گئیں۔ یہ عوام دوست بجٹ نہیں، یہ الفاظ کا ہیر پھیر، دھوکا اور فراڈ ہے۔ یہ چیف منسٹر کا بجٹ ہے اس میں وزیر خزانہ کا تو کوئی قصور نہیں کیونکہ انہوں نے تو بجٹ تقریر پڑھنی تھی وہ پڑھ دی ہے۔ جس طرح چیف منسٹر مینار پاکستان کے نیچے ٹینٹ لگا کر عوام کے ساتھ دھوکا اور فراڈ کر رہے ہیں اسی طرح اس بجٹ میں بھی عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکی جا رہی ہے۔ یہ بجٹ دھوکا اور فراڈ ہے اور مجھے اس بجٹ میں اس صوبہ کے عوام کی بہتری کے لئے کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ایک چیز کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ محترم قائد حزب اختلاف نے بجٹ پر اپنی تقریر فرماتے ہوئے شوگر ملز کے بقایا جات اور خاص طور پر شریف فیملی کی شوگر ملز کے حوالہ سے بات کی ہے تو اس حوالہ سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کسی کسان کا ایک پیسا بھی شریف فیملی کی شوگر ملز کے ذمہ نہیں ہے اور باقی شوگر ملز کی بھی 98 فیصد payments ہو چکی ہیں۔ میں اس بات پر بھی قائد حزب اختلاف کو مبارکباد پیش کرنی چاہوں گا کہ وہ واحد قائد حزب اختلاف ہیں جنہوں نے آج بجٹ پر اپنی تقریر میں بجٹ کو touch ہی نہیں کیا یعنی یہ facts and figures کے اوپر گئے ہی نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی۔ میں یہاں پر دو چیزوں کو ذرا clear کر دوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بجٹ پر بحث کے حوالہ سے معزز ممبران کے لئے 5 تا 7 منٹ fix کئے گئے ہیں تو مہربانی کر کے معزز ممبران اس وقت کے اندر اپنی تقریر کو wind up کریں۔ جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر ابھی مجھ سے پہلے قائد حزب اختلاف کی تقریر ہوئی، ہم سوچ تو یہ رہے تھے کہ اگر ہمارے بجٹ میں کوئی خامی رہ گئی ہے تو شاید اس کے متعلق کوئی تجویز آئی ہو گی لیکن ان کی تقریر سُن کر مجھے ایسے لگتا ہے کہ وزیر خزانہ نے اس ایوان میں بجٹ پر جو اپنی تقریر پیش کی ہے میرے خیال میں قائد حزب اختلاف کو وہ تقریر پڑھنے کا وقت ہی نہیں ملا اور انہوں نے سیاسی انداز میں چند باتیں کیں۔ پنجاب حکومت کو اس ایوان میں اپنا پانچواں بجٹ پیش کرنے کا اعزاز ملا تو قائد حزب اختلاف کو بات کی کہ اس بجٹ میں سستی روٹی کا ذکر نہیں ہے لیکن وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے صفحہ 11 اور پیرا نمبر 25 میں آٹا کی سبسڈی کا ذکر موجود ہے اور اس کے لئے ایک اچھی خاصی رقم مختص کی گئی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قائد حزب اختلاف نے بجٹ پڑھا ہی نہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ اس ملک اور اس صوبہ کے 90 فیصد عوام کے گھروں میں پہلی تاریخ سے لے کر 10 تاریخ تک ہر مہینے ایک ڈاکا پڑتا ہے چاہے ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو۔ اس ملک کے غریب عوام ہر مہینے پہلی تاریخ سے 10 تاریخ تک لوٹے جاتے ہیں، اُن کی محنت کی کمائی لوٹی جاتی ہے، کوئی آئی جی پنجاب یا وزیر قانون اس بات کا متحمل نہیں ہے کہ وہ پرچہ دے سکے اور وہ ڈاکا بجلی کے بل کی صورت میں پڑتا ہے۔ بجلی آتی نہیں لیکن اس ملک کے غریب عوام کو ہر صورت میں بجلی کا بل دینا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم دو سال میں بجلی کی قلت ختم کر دیں گے، انہیں چار سال مل گئے ہیں اور اگر انہیں چودہ سال بھی دے دیں تو یہ بجلی کی قلت پھر بھی ختم نہیں کر سکتے۔ ان کی چار سال کی کارکردگی یہی بتا رہی ہے۔ اگر مسلم لیگ (ن) روٹی سستی کر دے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ کام ووٹوں کے لئے کیا گیا ہے۔ آپ ہزار ہزار روپے ہر گھر میں دے رہے ہیں اور کروڑوں روپے جیالوں کو کھلا رہے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ پیسا ووٹوں کے لئے نہیں تو کیا لوٹوں کے لئے دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں نے دو دن پہلے چیف منسٹر کے حکم پر گوجر خان سے راولپنڈی سی این جی بسوں کا افتتاح کیا اور یقین کریں کہ میں نے عورتوں کو دیکھا کہ انہوں نے جھولیاں اُٹھا کر میاں محمد شہباز شریف کو دعائیں دیں۔ چھوٹی گاڑیوں میں بیٹھتے ہوئے مردوں کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملنے سے ہماری اُن ماؤں بہنوں کی تضحیک ہوتی تھی تو انہوں نے کہا کہ کسی نے پہلی بار غریب عوام کے بارے میں سوچا ہے اس لئے ہم اُسے سلیوٹ پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! انہیں دانش سکولوں کا بڑا دُکھ ہے کیونکہ وہاں پر غریب کے بچے پڑھتے ہیں۔ اگر بندوق چور کے ہاتھ میں ہو تو ڈاکا ڈالتا ہے، سپاہی کے ہاتھ میں ہو تو بارڈر پر حفاظت کرتا ہے اور اگر بندوق پولیس کے ہاتھ میں ہو تو وہ جُرم کے خلاف جنگ کرتی ہے۔ مثبت سوچ رکھنے والے اور اچھے نمبر لینے والے بچوں کو اگر لیپ ٹاپ ملے گا تو وہ ترقی کی راہ کی طرف جائیں گے لہذا اس کی یہ criticism بند کریں۔ اس ملک کے پڑھے لکھے طبقے کے لئے جو قدم اُٹھایا جا رہا ہے آپ کو اُس پر دُکھ ہو رہا ہے۔ آپ کو پانچ سال کا موقع ملا اس دوران کوئی ایک سکیم بتائیں جو کہ غریب کے لئے چلائی گئی ہو۔ یہاں پر غریب کے لئے سستی روٹی سکیم چلی تو انہیں دُکھ ہو گیا، یہاں پر غریب کے لئے دانش سکول بنے انہیں دُکھ مل گیا، یہاں پر ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ ملا جس کی وجہ سے غریب کے بچے لمز اور اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں میں پڑھنے لگے تو اس کا بھی دُکھ ہو گیا۔ پھر یہ بھی دُکھ ہے کہ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ ملیں گے تو بات یہ ہے کہ جو کام کرے گا اُسے ووٹ ملیں گے۔ آئیں اسی بات پر موازنہ کر لیں ہمارا چیف منسٹر مینار پاکستان پر بیٹھا ہے۔ آپ کا وزیر اعظم اور صدر اپنے وزیر اعظم ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس سے اکیلے باہر نکل کر دکھا دیں۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں عوام کی خدمت کی وجہ سے عزت ملتی ہے۔ ہم یہاں پر عوام کی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ کسی نے ذاتی طاقت سے کوئی زیادہ وزن نہیں اُٹھایا کیونکہ عوام کی اکثریت جس کے ساتھ چلی ہے وہ یہاں آکر بیٹھتا ہے اور یہاں آکر بیٹھنے کے لئے عوام کی اکثریت کے لئے کام کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔ ہماری حکومت کی تمام جتنی سکیمیں آشیانہ، دانش سکول، سستی روٹی اور سی این جی بسیں یہ عوام کی فلاح و بہبود کی سکیمیں ہیں۔ گرین ٹریکٹر سکیم کی بات کی گئی تو میں کہتا ہوں کہ میرے ضلع میں، میں نے خود اپنے ہاتھ سے کمپیوٹر کا بٹن دبایا۔ میرے سب سے بڑے مخالف خاندان کے بندے کا قرعہ نکلا اور اسے میرٹ پر ٹریکٹر ملا۔ اس سے پہلے یہ نہیں ہوتا تھا اگر حج سکینڈل ہوا تو آپ نے کوئی recovery نہیں کی۔ اس میں کوئی غلطی point out ہوئی تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہ پیسے واپس حکومت کے خزانے میں جمع کرائے۔ یہ کہنے کو بھول گئے کہ اسی وزیر اعلیٰ کے دور میں کسی اسمبلی کے ممبر نے بیرون ملک کا دورہ سرکاری خرچ پر نہیں کیا۔ یہ دوسری باتوں کے ساتھ اچھائی کی باتیں بھی کہہ دیتے تو اچھا تھا لیکن اچھائی کے سب کاموں پر پردہ ڈالنے سے اور آنکھیں بند کر لینے سے کبوتر بچ نہیں جایا کرتے۔ انہوں نے ایک بات کہی تھی کہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا" تو میں کہتا ہوں کہ "بلی کے خواب چھیچھڑے"

جناب سپیکر! ہمیں جس انتہا تک وفاقی حکومت لے گئی ہے اور جس اقتصادی مالیاتی تباہی کی طرف یہ ملک جارہا ہے اس کے مدنظر میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جو بہتری ہو سکتی ہے اس کی تجویز دیں۔ آئندہ الیکشن روایتی سیاست کا الیکشن نہیں ہو گا۔ وہ الیکشن اس لئے نہیں ہو گا کہ یہ ایم پی اے بنے یا وہ ایم پی اے بنے۔ اس ملک کے لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ میں ایک سیاسی کارکن ہونے کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ اگلا الیکشن آخری الیکشن ہو گا کہ اگر اس ملک میں ساٹھ سالہ روایتی سیاست کا دور دورہ رہے گا تو اس کے بعد پھر بیلٹ پیپر کے ذریعے اس ملک کے عوام اس ملک کے اس سیاسی سسٹم کو نہیں چلنے دیں گے۔ خدارا اس ملک کے عوام کو سکون کی نیند سونے کے لئے ہمیں اس سسٹم کی خامیوں کو دُور کرنا پڑے گا۔ میں جناب وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کا شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے اور جو بھی قدم غریب عوام کی بہتری کے لئے اٹھایا جائے گا ہم اور اس صوبہ کے عوام ان کے پیچھے چلیں گے۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ظفر ذوالقرنین ساہی صاحب!

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی گزارشات کا آغاز اپنے ساتھی ممبران اپوزیشن کو مبارکباد دے کر کروں گا کہ قومی اسمبلی میں جو ایک غیر جمہوری اور غیر پارلیمانی روایت قائم کی گئی اس کے برعکس پنجاب میں اپوزیشن نے نہایت صبر، تحمل، cultured، civility اور بڑے پن کا ثبوت دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یقیناً یہی اصل جمہوری روایات ہیں، جمہوریت کے نعرے لگانا اسے سمجھنا اور سچے دل سے اپنانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا مگر موصوف کا بجٹ کی تیاری سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی بجٹ میں مبارک کے لئے کوئی چیز موجود ہے۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی پنجاب حکومت نے پنجاب کے عوام کو ایک deficit اور جھوٹے وعدوں سے بھرپور بجٹ دیا ہے۔ ہر سال پنجاب حکومت کو اپنی نااہلی اور غفلت چھپانے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ درکار ہوتا ہے۔ یہ اپنی حکومت کے پہلے تین سال ماضی کی پانچ سالہ حکومت کا جھوٹا رونا روتے رہے۔ پچھلے سال سیلاب کی ناگہانی آفت ان کی نااہلی چھپانے کے کام آئی اور اس سال وفاقی حکومت کی جانب سے کئے جانے والے مبینہ مظالم کا قصہ اور رونا رو کر انہوں نے اپنی غفلت چھپانے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! موصوف وزیر خزانہ اپنی تقریر کے بیشتر حصے میں وفاقی حکومت کے مظالم کا رونا روتے رہے۔ یہ کس ناروا سلوک کی بات کرتے ہیں جبکہ ان کے اپنے دیئے گئے حقائق اس کے برعکس ہیں۔12-2011کے بجٹ میں Provincial receipts کی مد میں 655یا699 ملین روپے کی توقع تھی۔ اس کا اگر head wise موازنہ کریں تو یہ تین heads میں آنا تھا۔ Provincial owned receipts جو صوبہ اپنے وسائل سے پیدا کرتا ہے۔ وہ 114 بلین اور 240 ملین روپے تھے۔ صوبہ اپنا target achieve نہیں کر سکا اور یہ 111 بلین روپے پر آ گئے۔ اس کے علاوہ Federal Divisible Poolاور Federal Grants کی مدوں میں صوبہ پنجاب جس helpاور جس share کی توقع کر رہا تھا اس سے زیادہ اس کو ملا ہے۔ یہ Federal Divisible Pool سے 531 بلین اور 528 ملین روپے کی توقع کر رہے تھے اور اس ظالم وفاقی حکومت نے ان کو 533 بلین روپے یعنی دو بلین زیادہ دیا ہے۔ Federal Grants کی مد میں یہ 9 بلین اور 930 ملین روپے کی توقع کر رہے تھے جبکہ اس ظالم وفاقی حکومت نے انہیں اس سے 22۔ارب روپے زیادہ دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ظلم وفاقی حکومت کی طرف سے پنجاب حکومت کے ساتھ نہیں بلکہ پنجاب کی عوام کے ساتھ ہے کہ پنجاب کی عوام کے حق کا اتنا پیسا ایک نااہل حکومت کو اپنی ضدیں اور شوق پورا کرنے کے لئے دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! چار سال قبل اس ایوان میں وزیر اعلیٰ نے اپنا حلف لیتے ہوئے ایک بہت خوش آئند اعلان کیا تھا کہ میں وزیر اعلیٰ نہیں خادم اعلیٰ بن کر رہوں گا۔ یہ اعلان سننے میں بہت اچھا لگا لیکن چار سال سے یہ ایوان اور صوبہ کی عوام اس خادم اعلیٰ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ وہ خادم اعلیٰ اخبارات اور ٹی وی پر پنکھا جھلتے اور بسوں میں بیٹھے تو نظر آ جاتے ہیں لیکن ان کی یہ سوچ اور ان کے کام کے اثرات کہیں نظر نہیں آتے۔ بجٹ میں وعدے خادم اعلیٰ کے ہوتے ہیں اور بجٹ کے بعد سال کے اختتام پر اس بجٹ کے اثرات میں صرف اور صرف وزیر اعلیٰ کی تصویر نظر آتی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کی طرف آؤں گا۔ بجٹ تقریر میں ایک false claim یہ بھی کیا گیا ہے کہ پنجاب حکومت net enrolment rate میں 85 فیصد کا target achieve کر سکی ہے۔ یہ باقی غلط بیانیوں کی طرح ہی ایک اور غلط بیانی ہے۔ اس تقریر میں کوئی source quote نہیں کیا گیا۔ میں source quote کرتا ہوں کہ اسی مہینے شائع ہونے والے Economic Survey of the Pakistan 2012 کے مطابق پنجاب کے سکولوں کا net enrolment rate

2008-09 کے 62 فیصد کے مقابلے میں 2010-11 میں 61 فیصد پر آ گیا ہے۔ اس کے علاوہ UNESCO کی شائع کردہ Policy Analysis of Education in Punjab کے مطابق November 2011 net enrolment rate Primary ages 5 to 9 is at 61 percent, net enrolment rate Primary ages 4 to 9 is at 68 percent and net enrolment rate Primary ages 5 to 9 in Government Primary Schools is at 36 percent ان کو 85 فیصد کہاں سے نظر آ گیا ہے؟ یہ میری سمجھ سے باہر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پچھلے سال مجھ سمیت کئی ممبران نے یہ استدعا کی تھی کہ دانش سکول سسٹم جیسے بڑے اور مہنگے منصوبے کی بجائے جو کہ چند سو بچوں کو فائدہ پہنچائے گا، صوبہ کے باقی لاکھوں بچوں کا خیال کریں جن کے سکول آج بھی سہولیات سے محروم ہیں۔ Journal of Research and Reflections in Education December 2011 میں ایک survey report شائع ہوئی ہے جس کا نام Status of missing facilities in Government Schools in Punjab ہے۔ اس کے مطابق 6 اضلاع سے 79 سکولوں کا survey کیا گیا، اس کی final report کے مطابق 35.4 فیصد سکولوں میں فرنیچر نہیں ہے، 56.9 فیصد سکولوں میں classrooms مکمل نہیں ہیں، 10.1 فیصد سکولوں میں چار دیواری نہیں یا مکمل نہیں ہے اور 21.9 سکولوں میں استاد دستیاب نہیں ہیں۔ یہ missing facilities جب پوری نہیں ہیں تو پھر آپ دانش سکول سسٹم جیسے منصوبے کو چلانے کی بجائے ان missing facilities کو پورا کریں۔ ان چند سو بچوں کا سوچنے کی بجائے پنجاب کے 34 لاکھ بچوں کا سوچیں جو تعلیم کے زیور سے محروم ہیں۔

جناب سپیکر! کسی بھی عمارت پر چھت بنیاد اور دیوار مکمل ہونے سے پہلے نہیں ڈالی جاتی۔ آپ کے سکولوں میں بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں اور آپ ایک نئی جماعت کی نوجوانوں میں مقبولیت سے خائف ہو کر مفت laptop بانٹنے چلے ہیں۔ یہ اس نومولود جماعت کی نوجوانوں میں مقبولیت کا خوف ہی ہے کہ جس کی وجہ سے پنجاب کی حکمران جماعت کے دل میں چار سالوں کے بعد اچانک نوجوانوں کے لئے محبت جاگ پڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر خزانہ اپنی تقریر کا بیشتر حصہ نوجوانوں سے جھوٹے وعدے کرتے رہے۔

جناب سپیکر! مفت Laptop Scheme کی مبینہ کرپشن کو چھوڑیں اس کی تشہیر اور تقسیم کی تقریبات میں جو کروڑوں روپے خرچ کیا گیا ہے اگر وہ رقم missing facilities کو پورا کرنے کے لئے لگا دیتے تو حالت زار آج بہت بہتر ہوتی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں لاء اینڈ آرڈر پر آؤں گا کہ غیر ترقیاتی بجٹ 12-2011 میں پولیس کے لئے 52 بلین 116 ملین روپے رکھے گئے تھے جنھیں revised estimate میں بڑھا کر 59 بلین روپے کر دیا گیا تھا۔ اس سال دوبارہ پولیس کے لئے 61 بلین سے زائد رقم رکھی گئی ہے۔ کیا اس کا کوئی فائدہ پنجاب کی عوام کو ہوا ہے؟ کیا پنجاب کی عوام کی جان و مال آج پہلے سے زیادہ محفوظ ہے؟ پنجاب پولیس کی اپنی شائع کردہ پنجاب کرائم پروفائل کے مطابق 2010 کے رپورٹ شدہ کرائمز 3 لاکھ 86 ہزار 437 تھے۔ 2011 کے رپورٹ شدہ کرائمز 4 لاکھ 19 ہزار 365 ہیں۔ اپریل 2011 تک untraced crimes جن کا کچھ پتا نہیں لگا کہ مجرمان کہاں ہیں اور جرم کیسے عمل میں آیا ان کی تعداد پہلے چار ماہ میں یہ 2550 تھی، 2012 کے پہلے چار ماہ میں یہ 3888 ہیں۔ یہ پنجاب پولیس کی اپنی شائع کردہ رپورٹ ہے، اس میں میری یا وفاقی حکومت یا biased media کی رپورٹ نہیں ہے پھر اپریل 2012 تک پنجاب میں 1989 قتل ہوئے ہیں، 5012 اغواء کی وارداتیں ہوئی ہیں، 850 rapes ہوئے ہیں، 1328 ڈکیتی کی وارداتیں ہوئی ہیں، 6752 چوری کی وارداتیں ہوئی ہیں اور 7075 موٹر گاڑیاں چوری ہوئی ہیں، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ساہی صاحب! wind up کریں۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: میں تھوڑی دیر میں wind up کر رہا ہوں۔ اس کی میرے مطابق تین وجوہات ہیں جن کی وجہ سے پولیس کی inefficiency ہے۔ پہلی وجہ کرپشن، دوسری political influence in transfer and recruitments اور تیسری mismanagement of human resources ہے۔ human resources سے مراد پولیس کے resources کا ناجائز استعمال ہے۔ VVIP's سکیورٹی پر مامور پولیس جوان جو اپنے اصل فرائض سرانجام دینے سے قاصر ہیں۔ میڈیا رپورٹوں کے مطابق صرف اور صرف خادم اعلیٰ کے خاندان کی سکیورٹی پر 876 پولیس جوان مامور ہیں جن میں 299 پولیس کی ایلیٹ فورس کے جوان بھی شامل ہیں۔ اگر ان resources کو صحیح جگہ استعمال کیا جائے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنایا جائے تو ایسے حالات ہی پیدا نہ ہوں کہ آپ کو اپنی حفاظت کے لئے سرکاری فوج درکار ہو۔ آپ کو اپنی اولاد عزیز

ہے جبکہ ہر سال قتل اور اغواء ہونے والے ہزاروں نوجوان اس دنیا میں نہیں رہتے۔اگر آپ کو عالی شان محلات کی حفاظت چاہئے تو غریب کے غریب خانوں کو بھی کسی ڈاکو اور چور کی ذاتی جاگیر نہیں بنایا جا سکتا۔ یہ human resources کی mismanagement ہے اور پنجاب کے عوام کا پیسا جوان ملازمین کی تنخواہوں میں جا رہا ہے یہ ایک خاندان کے لئے استعمال نہیں ہونا چاہئے۔یہ کس نے طے کیا ہے کہ کسی ایک خاندان کی حفاظت اور جان کی قیمت پنجاب کی تمام عوام کی جان کی قیمت سے زیادہ ہے؟میں wind up کرنے سے پہلے austerity کے اوپر تھوڑی سی گزارشات پیش کرنا چاہوں گا کہ اس دفعہ بجٹ تقریر میں وزیر موصوف نے austerity کے اوپر بڑے دعوے نہیں کئے لیکن ہم سب کو یاد ہے کہ گزشتہ سال یہ claim کیا گیا تھا کہ وزیر اعلیٰ کے سیکرٹریٹ میں ایک چوتھائی اخراجات میں کمی کی جائے گی۔میں نے پچھلے سال اپنی گزارشات میں یہ clear کیا تھا کہ ایک چوتھائی کمی کا claim صرف لفاظی ہے جس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ سال 11-2010 اور سال 12-2011 میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات کے لئے 26 کروڑ 64 لاکھ 19 ہزار روپے رکھے گئے تھے اور یہ ایک چوتھائی کمی تب ہوئی تھی جب 11-2010 کی original allocation سے بڑھ کر revised allocation میں یہ 32 کروڑ روپے سے زائد ہو گیا تھا۔اس سال ایک چوتھائی کمی کے دعوے کے باوجود 26 کروڑ 64 لاکھ 19 ہزار روپے allocate ہونے کے بعد 36 کروڑ سے زائد خرچ ہوا ہے۔گزشتہ سال میں نے اپنی گزارشات میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ایک بہت دلچسپ مد کا ذکر کیا تھا جس کا نام Entertainment and Gifts ہے۔اس سال دوبارہ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایوان اور پنجاب کے عوام جاننا چاہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں تفریح اور تحائف کی مد میں جو 70 لاکھ روپے رکھا گیا تھا وہ 2 کروڑ 30 لاکھ کیوں ہوا اور یہ 2 کروڑ 30 لاکھ روپے کس تفریح اور تحائف میں استعمال ہوتا ہے جبکہ پنجاب میں ایسے غریب لوگ موجود ہیں جو 50 ہزار روپوں میں اپنی بچیوں کی شادیاں کرتے ہیں تو آپ کا وزیر اعلیٰ کس تفریح اور تحائف میں 460 بچیوں کی شادی جتنا فنڈ استعمال کر رہا ہے؟گزارشات اور بھی ہیں لیکن آپ نے ٹائم کی restriction رکھی ہے لہذا میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میں تنقید برائے تنقید پر یقین نہیں رکھتا لیکن ان پانچ سالوں کے پانچ budgets میں میرا unbiased view ہے کہ اس حکومت کا کوئی vision اور کام نظر نہیں آیا۔پنجاب کی عوام گلیوں اور سڑکوں پر اس کے اثر سے suffer کر رہے ہیں۔آپ لیپ ٹاپ بانٹ دیں، دعوے کر دیں یا نعرے لگا دیں مگر اس سے کوئی فرق

نہیں پڑتا۔آپ کہہ رہے ہیں کہ 250 بلین روپے کا ریکارڈ بجٹ ہے مگر جب آپ نے اُس کا لگانا ہی پچاس فیصد ہے تو آپ چاہے چار ہزار ارب کا بھی ریکارڈ بجٹ اعلان کر دیں گے تو اعلان کرنے سے کسی کا پیٹ نہیں بھرتا جب تک آپ حقیقت میں کوئی کام نہیں کریں گے۔بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ انبساط حامد صاحبہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آج بجٹ کی بحث میں حصہ لینے کے لئے آپ نے مجھے موقع دیا۔سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب کو اُن کا عہدہ سنبھالنے اور 2012-13 کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔وزیر خزانہ صاحب نے جب اپنی تقریر کی ابتدا کی تو وہ اس میں وفاقی حکومت کے خلاف انتہائی غصہ سے باتیں کر رہے تھے جس طرح کہ وزیر اعلیٰ صاحب اکثر جلسوں میں کرتے رہتے ہیں اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہم مسلم لیگ(ن) کے کسی جلسے میں بیٹھے ہیں بجٹ کی تقریر نہیں سُن رہے۔

توانائی کے حوالے سے میں آخر میں بات کروں گا۔دراصل بات پنجاب کے بجٹ اور جمہوری روّیوں کی ہے۔ایک وہ روّیہ جو ہم نے قومی اسمبلی میں دیکھا اور ایک وہ روّیہ جو اپوزیشن میں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(ق) کا تھا۔ہماری لیڈرشپ نے ہمیں تحمل، رواداری اور برداشت سکھائی ہے جس پر میں اپنے لیڈروں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر!میں تحمل، رواداری اور برداشت کی بات کر رہا تھا جو سیاست میں ایک نیا culture ہماری لیڈرشپ نے introduce کیا ہے۔میں appointment of Finance Minister پر بات کرنا چاہوں گا کہ اُس حکومت کی کیا پالیسی ہوگی جس نے پندرہ مہینوں میں پانچ وزیر خزانہ تبدیل کئے۔سب سے پہلے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے یہ قلمدان سنبھالا، اُس کے بعد مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے ذمے یہ قلمدان چند دن کے لئے آیا پھر finally کامران مائیکل صاحب نے بجٹ تقریر کی۔اس کے بعد رانا آصف صاحب اور کامران مائیکل صاحب کے درمیان تین مہینے کا وقفہ تھا۔وزیر اعلیٰ کے بعد سب سے اہم قلمدان وزیر خزانہ کا ہوتا ہے۔تین مہینے مارچ سے جون

تک بجٹ سازی کا عمل ہوتا ہے لیکن وزیر خزانہ appoint نہیں کیا گیا۔ اس کی کیا وجہ تھی، کیا وزیر اعلیٰ صاحب کو اپنی پارٹی کے 170 ممبران میں سے کوئی اہل نظر نہیں آ رہا تھا یا اُن کے پاس یہ سوچنے کے لئے ٹائم نہیں تھا کہ میں کس کو وزیر خزانہ بناؤں یا وہ سمجھتے تھے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے؟ اس کی جو بھی indecisiveness تھی یہی چیز ہمیں بجٹ اور پوری governance میں نظر آتی ہے۔ حکومت کا کوئی goal ہے، vision ہے اور نہ ہی کوئی targets ہیں۔ اِن کو اندازہ ہی نہیں ہے کہ ہم کر کیا رہے ہیں، جانا کدھر ہے اور ہم نے صوبے کو آج کہاں پر کھڑا کر دیا ہے؟ ہمیں توقع تھی کہ Government has spelled out road map to physical consolidation جو ہمیں اس بجٹ میں نظر نہیں آئی لیکن میری پہلے گورنمنٹ میں رہتے ہوئے اور آج اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے یہ honest opinion ہے کہ مسلم لیگ (ن) نے پہلے دن سے یہ سوچا کہ الیکشن ایک سال کے بعد آ جائے گا۔ انہوں نے جتنی بھی پالیسیاں اور پروگرام دیئے چاہے وہ سستی روٹی تھی، فوڈ سپورٹ پروگرام تھا یا دیگر جتنے بھی چھوٹے چھوٹے unsustainable پروگرام تھے تو ان کی توقع تھی کہ الیکشن ابھی چھ مہینے میں آیا۔ کامران مائیکل صاحب کو بھی اسی لئے appoint کیا گیا کہ پتا تھا کہ شاید سینٹ کا الیکشن نہیں آئے گا بلکہ عام انتخابات پہلے ہو جائیں گے لیکن حکومت چلتی گئی اور پنجاب حکومت کے تمام پروگرام fail ہوتے گئے۔ آج پنجاب حکومت کا کوئی بھی successful پروگرام ہمیں نظر نہیں آتا کہ جہاں یہ کہا جائے کہ ہمارا یہ پروگرام تھا اور یہ ہماری کامیابی اور کارکردگی ہے۔ پہلے یہاں پر ہمارے ممبر اور colleagues آ کر ان پروگراموں کی تعریف کریں جو کہ fail ہو چکے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کو یقین دہانی کرائیں کہ ان کے پروگرام بہت کامیاب ہیں۔

جناب سپیکر! اگر پچھلے چار سال کے بجٹ کو دیکھ لیں، جو بجٹ پیش کئے گئے اگر ان پر عملدرآمد رپورٹ دیکھ لیں تو تمام سوالوں کے جواب failure اور success کے سامنے آ جائیں گے۔ میرا خیال تھا کہ کم از کم وزیر اعلیٰ صاحب کو پچھلے چار سال کی بجٹ تقاریر کو دیکھنا چاہئے تھا انہی تقاریر میں ایسے پروگرام تھے کہ جنہیں دو دو تین تین دفعہ announce کیا گیا لیکن ان پر کوئی عملدرآمد نہ ہوا۔ ساتویں این ایف سی کی میں بات کروں گا کہ جس میں صوبوں کا share بڑھ گیا اور اس سال بھی پنجاب کو 125۔ ارب روپے سے زائد مل رہے ہیں۔ اگر این ایف سی کے بعد صحیح طریقے سے physical management ہوتی تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کی تقدیر بدلی جا سکتی تھی لیکن اس کے لئے ایک سوچ، vision اور سمجھداری کی ضرورت ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے چند دن پہلے کہا کہ پنجاب نے بہت

قربانی دی کیونکہ ہم نے اپنا حصہ بلوچستان کو دیا، وفاق نے صوبہ پنجاب کو 125۔ ارب روپے دیئے اور بلوچستان کو پنجاب نے جو دیا وہ ایک فیصد تھا جو کہ 7۔ ارب روپے بنتا ہے۔ 125۔ ارب روپے جو دے رہا ہے اس کے تو شکر گزار نہیں ہیں لیکن یہ احساس ہے کہ ہم نے بلوچستان کو 7۔ ارب روپے دیئے ہیں۔ میں یہاں پر correct کرتا چلوں کہ بلوچستان کو جو share دیا گیا تھا یہ صرف پنجاب نے نہیں دیا بلکہ سندھ نے بھی اپنا حصہ proportionally دیا اور خیبر پختونخواہ نے بھی یہ دیا۔

جناب سپیکر! ایک طرف اخراجات ہیں اور دوسری income ہے، اخراجات پر بہت زور ہے کہ ہم یہ سکیم لے آئیں اور یہ سکیم مکمل کر دیں لیکن income کی طرف اس حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ اب میں پنجاب ٹیکس ریونیو جنریشن پر بات کروں گا۔ پچھلے پانچ سال کا ایک تقابلی جائزہ ہے کہ ہم پانچ سال پہلے کہاں کھڑے تھے اور آج صوبہ پنجاب کہاں کھڑا ہے۔ 2007 میں کل بجٹ کا 28 فیصد پنجاب ٹیکس ریونیو ہوتا تھا جو کہ کم ہو کر اس مالی سال میں صرف 15 فیصد رہ گیا۔ یہ ہماری کارکردگی tax collection میں ہے۔ ہمیں جو وفاق سے 85 فیصد آ رہا ہے اسے تو ہم گالی دیتے ہیں کہ ہمیں یہ پیسے late آئے اور کم آئے جبکہ اس سال بھی وفاق نے اپنا ٹارگٹ achieve کر کے 25 فیصد اپنا ریونیو پہلے سے بڑھایا۔ اس سال ہمیں پہلے سے زیادہ 2۔ ارب روپے ملے جو کہ ٹارگٹ achieve ہونے سے زیادہ ہیں کم نہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ ADP کی implementation اس کے باوجود 220۔ ارب روپے ہے جو pitch کیا گیا تھا، اس میں revise بجٹ جو کہ آپ کے documents بتاتے ہیں اس میں سے صرف 150۔ ارب روپے خرچ کر سکے لیکن in real terns وہ بھی 150۔ ارب روپے خرچ نہیں ہوئے ہوں گے۔ میں نے پنجاب ٹیکس ریونیو کی بات کی اس وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 4 پر اعداد و شمار میں ہے کہ ہم پہلے سے ٹیکس کم collect کر رہے ہیں۔ میں پچھلے پانچ سال کی کارکردگی کی بات کر رہا تھا یہ اعمال نامہ اور کتابیں موجود ہیں کہ 08-2007 کے وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 4 میں net capital surplus 15 billions تھا اس وقت صوبہ پنجاب surplus میں تھا اور 15۔ ارب روپے تھے جبکہ اس مالی سال 12-2011 میں net capital realized expenditure 45 billions deficit ہے ہمیں پچھلے دو سالوں میں این ایف سی سے پیسے بھی زیادہ مل رہے ہیں لیکن ہم صوبے کو deficit میں لے گئے ہیں تو یہ کیا ہو رہا ہے اور کون کیا کر رہا ہے؟ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب ایوان میں آ کر اس لئے face نہیں کر سکتے کہ ان کی کوئی کارکردگی نہیں اور بہت poor governance ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب آج مقروض ہو گیا اور جب سے صوبہ پنجاب بنا ہے تو یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ صوبہ overdraft میں گیا ہے۔ نہ صرف overdraft میں گیا ہے بلکہ پنجاب میں پہلی دفعہ ملازمین کو یکم کی بجائے، دو، تین اور چار تاریخ کو تنخواہیں مل رہی ہیں جبکہ اس سے پہلے یکم کو تنخواہیں دے دی جاتی تھیں۔ میں یہ بھی دکھانا چاہوں گا کہ domestic deed management at page No. 5,6 میں 213 بلین روپے کے ہمارے loans ہو گئے ہیں۔ اس پچھلے پانچ سال میں ہمارے 213 بلین روپے قرضے بڑھ گئے۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا اور اپنی ہی تقریر میں یہ اس کی نفی کرتے ہیں کہ ہمیں یہ یہ foreign aid آئے گی۔ ایک طرف یہ کشکول توڑ رہے ہیں جبکہ دوسری طرف بھیک مانگ رہے ہیں۔ اس وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 25 پر تقریباً 12۔ارب روپے یعنی 11۔ارب 48 کروڑ روپے کے اٹھارہ پراجیکٹس foreign aid سے مکمل ہو رہے ہیں۔ یہاں پر اڑھائی اڑھائی تین تین لاکھ لوگوں کے نمائندے بیٹھے ہیں، تمام سمجھدار لوگ ہیں تو یہ کیوں انہیں اور صوبے کی عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں؟

جناب سپیکر! اسی طریقے سے کچھ ایسے ڈویلپمنٹ پراجیکٹس ہیں جو کہ foreign aid سے آ رہے ہیں جس میں جائیکا کی aid ہے، اس میں لاہور کی عوام کے لئے sanitation، واٹر سپلائی اور سیوریج کے لئے تھے۔ یہ حکومت ان پیسوں کو خرچ نہیں کر سکی جو کہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔ کل میں سندھ حکومت کا بجٹ دیکھ رہا تھا اور مجھے اس وقت بہت افسوس ہو رہا تھا، سندھ حکومت کے جو بجٹ اور پنجاب حکومت کے بجٹ کا میں comparison کر رہا تھا۔ پنجاب کی آبادی تقریباً 9 کروڑ سے زائد ہے جبکہ سندھ کی آبادی ہم سے آدھی سے بھی کم ہے یعنی 4.2 کروڑ ہے۔ سندھ کا بجٹ 577۔ارب روپے اور پنجاب کا اس کے مقابلے میں صرف 282۔ارب روپے ہے۔ سندھ کا ADP جو ہے وہ 231۔ارب روپے اور پنجاب کا 250۔ارب روپے ہے تو آپ فرق دیکھیں کہ کتنا کم ہے۔ دوسری طرف جب وہ provincial tax revenue receipt کی بات کر رہے تھے تو وہاں پر بھی مجھے افسوس ہو رہا تھا کہ کم آبادی ہونے کے باوجود ان کا provincial tax ہم سے بھی زیادہ ہے۔ ہم نے 95۔ارب روپے اس سال collect کرنے کے لئے مختص کیا جبکہ ان کا 96 بلین روپے ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے دو تین اور اپنی کامیابیاں گنوائیں جہاں پر میں نے محسوس کیا کہ پنجاب کی governance conventionally سب سے بہتر ہی ہے، چاہے یہ حکومت تھی، اس سے پچھلی یا اس سے پہلی والی حکومت تھی۔ سندھ اور دوسرے صوبے ہم سے پیچھے تھے۔ Provincial

Tax Authority سندھ نے بنا لی اور وہ پہلا صوبہ ہے جس نے sales tax on services این ایف سی کے بعد پہلی دفعہ خود collect کیا۔ ہم کیوں نہیں کر سکے، یہ ہم کیوں نہیں کر سکے؟ ہمارا revenue ان سے زیادہ ہے لیکن ہماری توجہ وہاں پر نہیں ہے۔ ہماری توجہ governance پر نہیں ہے بلکہ ہماری ساری توجہ میڈیا پر ہے کہ ہم میڈیا پر کیسے نظر آتے ہیں اور ہم اپنی perception کیسے بہتر کر سکتے ہیں۔ کاش! انہوں نے governance بہتر کی ہوتی تو آج میڈیا بھی ٹھیک ہوتا، governance بھی ٹھیک ہوتی اور پنجاب کے عوام کو ریلیف بھی ملتا۔

جناب سپیکر! دوسرا پراجیکٹ Private Public Partnership کا ہے۔ یہ ایسا پراجیکٹ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کائرہ صاحب! آپ چونکہ فنانس منسٹر رہے ہیں اس لئے میں نے وہ پابندی نہیں لگائی لیکن آپ کا ٹائم ڈبل ہو گیا ہے اس لئے kindly wind up کر لیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میں wind up کرتا ہوں۔ Private Public Partnership کے تحت پرائیویٹ لوگوں کا پیسا involve کر کے پبلک کے پراجیکٹس مکمل کئے جاتے ہیں۔ یہاں پر بھی سندھ ہم سے آگے نکل گیا۔ بے شک ہماری اس حوالے سے قانون سازی ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں independent report کی بات کروں گا۔ اس رپورٹ کو سرتاج عزیز صاحب نے sign کیا۔ ان کے ساتھ جناب شاہد برکی ایکس فنانس منسٹر اور حفیظ اے پاشا صاحب کے اس رپورٹ پر دستخط ہیں۔ یہ independent report ہے اس میں کوئی اپوزیشن کی بات نہیں ہے۔ The state of economy annual report 2012 literacy growth rate، پنجاب کا literacy growth rate 1.5 percent سے کم ہو کر half percent رہ گیا۔ لوکل گورنمنٹ کے اخراجات 2008 میں 49 percent تھے جو کم ہو کر 30 percent رہ گئے۔ پرائمری سکولوں کی enrollment کم ہو کر 0.25 percent ہو گئی۔ اس طرح Agriculture جو کہ food bucket of Pakistan ہے That is less than one percent growth rate۔ نیشنل اکانومی پنجاب کا share 55.7 percent سے کم ہو کر 54 percent رہ گیا ہے۔ پانچ سال کی economy growth پنجاب کی 3.6 percent اور دوسرے صوبوں کی 5.3 percent ہے۔ لیپ ٹاپ کا بڑا چرچہ ہے اس حوالے سے Daily Telegraph UK نے لکھا

ہے کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب British taxpayers کے پیسے سے لیپ ٹاپ دے کر آئندہ الیکشن کے لئے ووٹ خرید رہے ہیں۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے ہیں۔ وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جو deficit کا پیسا ایجوکیشن سیکٹر میں آرہا ہے اس کو لیپ ٹاپ میں ضائع کیا جارہا ہے۔ اس کے بعد ایک اور المیہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے ایک نوٹیفکیشن کیا جس میں کہا گیا ہے کہ تمام سرکاری ادارے ان کی فیس بُک پر enroll ہوں اور عمران خان ان کے جو Twitter ہیں یہ ان سے باہر نکلیں۔ یہ اس نوٹیفکیشن کی کاپی ہے جس میں لکھا ہے کہ:

> This has been further advised to make compulsory to all the bearers to subscribe the pages. Further I should unsubscribe the pages of Tehrik-e-Insaf. Chief Minister Mian Shahbaz Sharief is hereby advised to subscribe his official page on Face Book and Twitter.

اس کے لئے یہ لیپ ٹاپ دیئے گئے۔ یہاں پر austerity کی بھی بات ہوئی ہے کہ وزراء اپنی تنخواہ 25 فیصد کم کریں گے۔ وزراء کتنے ہیں اور ان کی تنخواہ کتنی ہے؟ اگر دس وزیر بھی ہوں تو 25 فیصد ایک ماہ کا ڈیڑھ لاکھ روپے بنتا ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب اپنے پروٹوکول میں سے ایک گاڑی بھی کم کر دیں تو اس سے بھی شاید تین لاکھ روپے کی بچت ہو جائے۔ یہ کس کی آنکھوں میں دھول جھونکی جارہی ہے؟ ابھی میرے بھائی نے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کا ذکر کیا کہ 25 فیصد کم کریں گے۔ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات 26 ملین سے بڑھ کر 36 ملین روپے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں انرجی کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ ایک طرف لیپ ٹاپس ہیں اور دوسری طرف Liver Transplant ہیں۔ میں نے اپنے آخری بجٹ میں وزیر اعلیٰ کے کہنے پر یہ اعلان کیا کہ ہم لاہور، راولپنڈی اور ملتان میں Liver Transplant کی سہولت دیں گے۔ ایک Liver Transplant کے لئے پانچ سے چھ کروڑ روپے لگتے ہیں۔ آج یہ بتائیے کہ کیا کنیئرڈ کالج میں جا کر لیپ ٹاپ دینا ضروری ہے یا وہ جانیں بچانا ضروری ہے؟ وہ علاج جو پاکستان میں موجود نہیں، جس کے لئے غریب عوام انڈیا اور چائنا بھی جاتی ہے۔ بسوں کا اعلان ہوا، میں نے پہلے بجٹ میں کہا کہ چائنا سے بسیں آئیں اور وہ سی این جی کی وجہ سے رکی ہوئی ہیں۔ یہ کمیشن کون لے رہا ہے اور کون پیسا کھا رہا ہے؟ میرے خیال میں یہ سب سمجھتے ہیں۔ بلوچستان کے لئے آج چوتھی بار پھر اعلان ہوا کہ ہم کارڈیک انسٹیٹیوٹ دیں گے۔ یہ آخری سال میں کہہ رہے ہیں کہ ہم کارڈیک انسٹیٹیوٹ دیں گے۔ راولپنڈی

میں تو بنالیا لیکن بلوچستان میں نیت نہیں تھی صرف اعلان کرنا تھا۔ وہاں کی عوام بھی سمجھتے ہیں کہ یہ صرف اعلان ہے۔ میں نے پہلے بجٹ میں اعلان کیا تھا 350 میگا واٹ کے نہروں کے اوپر ہائیڈل پراجیکٹس لگائیں گے۔ ان 350 میگا واٹ میں سے صرف 5 میگا واٹ پر iniciative ہوا۔ اس طرح تو ہمیں 70 سال چاہئیں کہ ہم 350 میگا واٹ بجلی پیدا کر سکیں۔ ایک طرف وزیر اعلیٰ صاحب انرجی کے لئے احتجاج کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ یا گورنمنٹ کا کام احتجاج کرنا نہیں بلکہ گورنمنٹ کا کام iniciate کرنا ہے۔ اٹھارہویں ترمیم سے پہلے بھی پنجاب گورنمنٹ کو اجازت تھی کہ وہ 200 میگا واٹ کے پراجیکٹس شروع کر سکتی تھی۔ آج energy crisis اور circular debt کی بات ہو رہی ہے۔ آج کے circular debt کی ذمہ دار 1996 کی مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ ہے۔ اُس وقت 17000 میگا واٹ کے MOU sign تھے ان میں سے 6000 میگا واٹ لگ گئے۔ آج اگر وہ 11000 میگا واٹ لگے ہوتے تو circular debt نہ ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انرجی میں جو negligence ہے وہ میاں محمد نواز شریف صاحب اور ان کی حکومت کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ پہلی دفعہ تاریخ میں ADP کا 80 فیصد پیسا خرچ کیا گیا ہے۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے کہوں گا کہ بجٹ میں جو بجلی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ شوگر ملوں سے حاصل کی جائے اس میں ایک بڑا جواز پیش کیا گیا ہے کہ ہمارا tariff کا معاملہ طے نہیں ہو رہا ہے۔ میری فنانس منسٹر سے گزارش ہے کہ existing tariff پر بھی fasibility بنتی ہے۔ وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ existing tariff پر بھی بن سکتی تھی اور اس پر تیزی سے عمل ہونا چاہئے کیونکہ بجلی کا بحران ہمارے ملک کو جس طرف لے جا رہا ہے اس سے ہمارے ایکسپورٹ آرڈر ختم ہو گئے ہیں۔ اب importer دوسرے ملکوں سے یہ پوچھنا شروع ہو گیا ہے کہ یہ مال کہاں بنے گا؟ اگر کراچی میں پورٹ قاسم کے ایریا میں بنے گا تو آپ کو ایل سی مل جاتی ہے اور اگر پنجاب کے کسی بھی شہر کا ای میل ایڈریس ہوتا ہے تو وہ ایل سی نہیں کھولتا۔ یہ بہت بڑا بحران ہے اس پر مزدوروں کا بڑھتا ہوا غصہ ہے، اللہ نہ کرے کہ کسی بھی وقت کوئی اور مسئلہ ہو جائے۔

جناب سپیکر! سولر انرجی پر بنگلہ دیش نے پچھلے تین سال میں کارنامہ کیا ہے ہمیں بھی اس پر کچھ کام کرنا چاہئے تاکہ ہم اس مسئلے سے جان چھڑائیں۔ سیلاب زدہ علاقوں میں وزیر اعلیٰ نے جو کام کئے

ہیں اور اس پر عوام کی طرف سے بھی جو ڈیڑھ ارب روپے کا contribution ہوا ہے وہ ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ سیلاب ہر سال آتے رہتے ہیں اور اریگیشن کے محکمے کو سخت ضرورت ہے کہ اس کا overhaul کیا جائے کیونکہ اریگیشن کا محکمہ بنیادی طور پر سیلاب میں جو کردار ادا کر رہا ہے فوری طور پر اس کا کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے ورنہ یہ نقصانات بڑھتے جائیں گے۔ بجٹ میں گھریلو صنعتوں کے لئے جو پیسا رکھا گیا ہے وہ بہت معقول ہے یعنی 3۔ارب روپے ہے لیکن میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ اس کے اندر fix priorities کریں۔ ریڈی میڈ گارمنٹس خاص طور پر بچوں کی گارمنٹس اور جوتے بنانے والی گھریلوں صنعتوں کو ترجیح دی جائے چھوٹے cabs جو کار گو کا کام کر سکیں اور سکول جانے والوں بچوں کے لئے کام کر سکیں دی جائیں۔ ان کو اس کے اندر adjust کیا جائے اور آئندہ مہران گاڑیاں نہ دی جائیں۔

جناب سپیکر! ٹریکٹروں پر رعایت دینا بہت اچھی بات ہے لیکن اس کی distribution میں بہت مسائل ہیں۔ جب تک distribution میں مسائل ٹھیک نہیں ہوں گے تب تک سبسڈی دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ پچاس ہزار گریجویٹس کو internship کرانا بہت اچھی بات ہے لیکن جب تک اس کے اندر پرائیویٹ سیکٹر کو شامل نہ کیا تو بہتری نہیں آئے گی وزیر خزانہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر ہی نوکریاں دے سکتا ہے، پرائیویٹ سیکٹر ہی اکانومی کی backbone ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تین چار مہینوں کے لئے گریجویٹس کو محکموں میں لگایا جائے گا اور اس کے بعد وہ محکمے ان کو لے کر نہیں چل سکیں گے کیونکہ ان کے پاس اتنا بجٹ ہی نہیں ہو گا۔ پوش ایریا کو pro-poor سکیم سے exempt کیا جائے۔ یہ سکیم صرف مستحقین کے لئے ہی ہونی چاہئے اور تمام سبسڈی پوش ایریا سے نکال دی جائے۔ کیا پنجاب ایجوکیشنل فاؤنڈیشن اس پر کام کر رہا ہے؟ پرائیویٹ سکولوں کے لئے آپ نے مہربانی کی تھی اور اس ایوان کی ایک کمیٹی بنی تھی لیکن تین چار سالوں کی کوشش کے باوجود ہم سب ان سے دس روپے کم نہیں کروا سکے۔ ہم نے ایجوکیشنل سیکٹر میں اتنا بڑا فنڈ ان کو دیا ہے مگر ہم پرائیویٹ سکولوں کو کنٹرول نہیں کر سکے۔ 1984 کے ایک ایکٹ کا سہارا لے کر یہ والدین کو لوٹ رہے ہیں۔ ایک عام بچے کی فیس جو ابھی تین مہینوں کی لی گئی ہے وہ تیس سے پینتیس ہزار روپے ہے۔ ایک آٹھ دس ہزار روپے کمانے والا عام آدمی ان سے کیسے نمٹے گا؟ پرائیویٹ سکول کے لئے اگر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کچھ نہیں کر سکتا تو پھر گورنمنٹ کو علیحدہ سے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ راجہ انور صاحب کی جو کمیٹی ہے اس کا بھی ابھی تک کوئی رزلٹ نہیں آ رہا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے؟ TEVTA کے لئے ڈیڑھ ارب روپے رکھا

گیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ TEVTA سے پاس شدہ طلباء جب فیلڈ میں آتے ہیں تو ان کی حالت بالکل عام چھ مہینے کے ایسے طلباء جیسی بھی نہیں ہوتی جن کو کسی ان پڑھ آدمی نے پڑھایا ہو۔ ان کے امتحانات کو force out کیا جائے اور ان کا امتحان independent body لے تاکہ ان کا quality of work انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق ہو سکے۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ renowned کمپنیوں سے لیٹر لے کر لوگ باہر چلے جاتے ہیں اور TEVTA کے لیٹر پر لوگ باہر نہیں جاتے کیونکہ اس کو accept نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ صحت پر سخت توجہ کی ضرورت ہے۔ آج صحت کے حالات یہ ہیں کہ خدانہ کرے کہ کوئی بیمار ہو اگر کوئی بیمار ہو جاتا ہے تو آپ کے ایک ایم پی اے کے پورے زور لگانے پر اس کو ہسپتال میں صرف داخلہ ملتا ہے۔ اس کا تب تک کچھ فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ پروفیسروں کو پرائیویٹ پریکٹس سے منع نہ کر دیا جائے۔ جب تک پرائیویٹ پریکٹس ہوتی رہے گی یہ معاملات اسی طرح چلتے رہیں گے۔ اصل میں ہسپتال ان کے breeding areas ہیں، وہ شکار گاہیں ہیں اور ان شکار گاہوں میں غریب مریضوں کو اکٹھا کر کے پرائیویٹ کلینکس پر لے جایا جاتا ہے۔ اس کے اوپر قوم کا اربوں روپے ضائع ہو رہا ہے۔ یہاں تک Britain میں بھی پرائیویٹ پریکٹس پر پابندی ہے جو ڈاکٹر پرائیویٹ کام کر رہے ہیں وہ پرائیویٹ کر رہے ہیں جو گورنمنٹ کے ڈاکٹر ہیں وہ گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں کام کر رہے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کو اگر ایک مریض سے پانچ ہزار روپے ملنے کی امید ہے تو وہ اس کو دس روپے میں کیسے دیکھے گا؟ میں نے اسی ایوان میں گزارش کی تھی کہ سرکاری ملازمتوں میں خواتین کو 17 فیصد حصہ دیا جائے۔ میں محترم وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے 15 فیصد حصہ خواتین کے لئے مختص کیا ہے۔ میں نے اس میں ایک اور بات بھی عرض کی تھی کہ تیس سال سے لے کر پینتالیس سال تک کی ایسی خواتین کو ترجیح دی جائے جو غیر شادی شدہ ہوں۔ اگر ان کے economical حالات بہتر کئے جائیں گے تو شاید ان کے گھریلو معاملات میں بھی بہتری آئے گی۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ وہ اس کو priority دیں اور جو تیس سے پینتالیس سال کی unmarried خواتین ہیں ان کے لئے کوٹا مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر! criminal justice system کے تحت بہت بڑی رقم پولیس کو دی جا رہی ہے لیکن میری گزارش تھی اور میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا کہ پولیس میں کسٹم کی بنیاد پر ایک Vigilance Wing قائم کیا جائے۔ آپ کو یاد ہوگا جب میں یہ کہتا ہوں کہ Vigilance Wing

قائم کیا جائے تو جو روٹین کسٹم ٹیرف ہیں ان کو چیک کرنے کے لئے Vigilance Wing علیحدہ کام کرتا ہے۔ جب تک پولیس میں Vigilance Wing نہیں آئے گا اس وقت تک پولیس میں بہتری نہیں آئے گی کیونکہ یہ رویوں کا معاملہ ہے یہ بجٹ کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اسی ایوان میں پچھلے بجٹ میں یہ عرض کیا تھا کہ اڑھائی فیصد ٹیکس لے کر لوگوں کو کہا جائے کہ وہ پیسا بنکوں سے نکال کر investment میں لائیں۔ مرکزی حکومت نے جو ابھی بجٹ دیا ہے اس حوالے سے وزیر خزانہ کی توجہ اس پوائنٹ پر چاہوں گا کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر 30۔ جون 2012 تک 2 فیصد ٹیکس دے دیا جائے اور 30۔ جون 2012 میں وہ پیسا انڈسٹری میں لگا دیا جائے تو اس کا source نہیں پوچھا جائے گا۔ میں اپنے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس بارے میں فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں کہ اس میں ٹریڈ کو شامل کیا جائے کیونکہ انڈسٹری کا جو output ہے وہ کم از کم تین سے چار سال میں آئے گا۔ اگر یہ trade میں لایا تو اس کا out put تیس دن کے اندر آئے گا۔ انہوں نے صحیح کہا کہ 2 فیصد انڈسٹری میں لگا کر source نہ پوچھا جائے but why not in trade? جو بات وفاقی حکومت سے کرنی ہے وزیر خزانہ اس کو سمجھ گئے ہوں گے اور یہ بہت ضروری ہے۔ جتنی بھی خرید ہو رہی ہیں ان کی سخت نگرانی کی ضرورت ہے۔ میں صرف 1122 کے ایک حالیہ ٹینڈر پر آپ کی توجہ چاہوں گا۔ یہ حالیہ ٹینڈر ہوا ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ سو ایمبولینس خریدی گئی ہیں اور وہ چائنا کی ایمبولینس ہیں۔ وہ دنیا کی ایک بہت بڑی کمپنی کی نقل ایمبولینس ہیں اور اس کے اندر tailor-made اس طرح کیا گیا ہے کہ اس کے اندر ایک fabricator کا نام دیا گیا ہے کہ اس میں یہ fabricator ہو گا اور 2008 کا آئی ایس او ہو گا۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ باہر اس میں پندرہ کروڑ روپے کھایا جا رہا ہے۔ اگر اسی طرح purchases پر توجہ نہ دی گئی تو بہت نقصان ہو جائے گا وزیر خزانہ کو چاہئے کہ یہ اس معاملے کو دیکھیں کہ آخر یہ بغیر S&GAD کی رجسٹریشن کے، بغیر Panel A کے Certificate کے یہ purchases کیسے کی گئیں، اس میں کون کون لوگ شامل تھے اور انہیں PO کیسے issue ہوا؟ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ جس طریقے سے یہ purchases کی جا رہی ہیں محکمہ مال میں کبھی بہتری نہیں آ سکتی جب تک پٹواریوں کو out of Tehsil ٹرانسفر نہ کیا جائے کوئی کھاتا اور کوئی جمع بندی صحیح نہیں رہے گی۔ اس پر سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ آڑے آتا ہے کہ ان کو تحصیل کیڈر سے باہر نہ کیا جائے۔ آپ مجھے ایک بات بتائیے کہ جب پراپرٹی رجسٹریشن کے وقت، Sale Deed کے وقت انتقال تک کی فیس لے لی جاتی ہے تو دس، دس سال انتقال کیوں نہیں ہوتے؟ یہ بنیاد ہے اس ملک

میں کرپشن کی، بے ایمانی کی، لوگوں کے ساتھ لوٹ کھسوٹ کی آج تک ہم پٹواریوں اور رجسٹرار کو پابند نہیں کر سکے کہ آج یہ رجسٹری ہو گئی ہے لہذا24 گھنٹے کے اندر اندر اس کا انتقال چڑھادو تاکہ لوگ ظلم سے بچ سکیں تو کبھی بھی ایسا نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ اس طرح نہ ہو۔

جناب والا! پچھلے دس ماہ میں ہندوستان سے ٹریڈ میں پاکستان کو ایک ارب75 کروڑ ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے یعنی175۔ارب روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ سخت ایجوکیشن کی ضرورت ہے حکومت کو چاہئے کہ خُدا کے لئے لوگوں کو بتائیں کہ -/400روپے درجن کا جو انڈین کیلا ہے یہ نہیں کھاؤ گے تو مر نہیں جاؤ گے۔ وہ17۔ارب ڈالر جو ہمارا تیل پر خرچ ہو رہا ہے اگر13۔ارب ڈالر ہمارے پاکستانی باہر سے remittance نہ بھیجیں تو آپ believe کریں کہ اس ملک میں -/500روپے لٹر بھی تیل نہ ملے۔ 13۔ارب ڈالر جو ہمیں ہمارے پاکستانی وہاں سے remittance بھیج رہے ہیں اس سے ہم پٹرول اور ڈیزل خرید رہے ہیں اور دوسری طرف ہم انڈیا سے سامان خرید رہے ہیں۔ یہ جو ابھی Indian show ہوا تھا دیکھا جائے کہ آخر کون لوگ ہیں جنہوں نے اس میں پندرہ پندرہ، بیس بیس لاکھ روپے کے سیٹ خریدے ہیں؟ گورنمنٹ جو ہے وہ basic guardian ہے، میں کہتا ہوں کہ ماں باپ سے پہلے گورنمنٹ ہے حکومت کو بتانا چاہئے کہ خدا کے لئے یہ چیزیں نہ خریدو، ہمارے پاس پیسا نہیں ہے ہمیں یہ پیسا productive چیزوں پر لگانا چاہئے اور جب تک ایسا نہیں ہو گا قوم، قوم نہیں بنے گی۔ جہاں تک سرکاری سکول اور کالجوں کی performance کا تعلق ہے میری وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ ان کو performance کی بنیاد پر پابند کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! جس طرح میں نے کائرہ صاحب کو کہا تھا آپ بھی ذرا wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کر رہا ہوں۔ گیسٹ ہاؤسز پر میں نے بہت دفعہ کہا ہے کہ taxes لگائے جائیں اور ان پر جو ٹیکس لگائے گئے ہیں وہ بھی وصول نہیں ہو رہے وزیر خزانہ کے پاس چونکہ ایکسائز و ٹیکسیشن کا بھی قلمدان ہے ان کو پتا ہے کہ ٹیکس وصول نہیں ہو رہے، گیسٹ ہاؤسز کو باقاعدہ ایک صحیح اور جامع طریقے سے inline کیا جائے ان سے ٹیکسز لئے جائیں اور ان کی activities کو بھی check کیا جائے پولیس کو دیکھنا چاہئے کہ ان گیسٹ ہاؤسز میں آخر کیا ہو رہا ہے؟ لاہور میں بے راہروی انتہا کو touch کر رہی ہے اور اس میں گیسٹ ہاؤسز کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ان گیسٹ ہاؤسز کے بارے میں کوئی نہ کوئی جامع پروگرام بننا چاہئے۔ شادی ہالوں پر بھی tax لگنا چاہئے تاکہ لوگوں کو ایک

حد تک زیر بار کیا جائے اور جو بارات کے کھانے ہیں ان پر بھی اور جتنا کھانا ضائع ہوتا ہے اس کو بھی دیکھا جائے کہ کیا ہو سکتا ہے۔ میں نے بہت دفعہ عرض کیا کہ escalation جو ہے اس کے تحت قوم کا اربوں روپے لیا جا رہا ہے۔ اس میں چاہے سی اینڈ ڈبلیو ہو، Irrigation ہو، بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ہو آپ نے کمیٹی بنائی تھی بے شمار دفعہ اس پر بات ہوئی آج بھی اربوں روپے escalation میں لیا جا رہا ہے یہ دیکھا جائے کہ escalation میں پیسا کس طرح ضائع ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! پنجاب میں سرکاری گاڑیوں کی جو تعداد ہے اس میں کمی ہونا بہت ضروری ہے افسران کو Conveyance Allowance دیا جانا چاہئے تاکہ گاڑیوں کی تعداد ایک طرف کم ہو اور اس کی maintenance پر پیسا ضائع نہ ہو جتنی کوٹھیاں اور عمارات پنجاب میں پرائیویٹ لوگوں سے لی گئی ہیں میری وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ اس کو review کریں کہ کیا وہ مارکیٹ ریٹ پر لی گئی ہیں، کیا ان کو advances کئے گئے ہیں، یہ ایک لمبا معاملہ ہے کیونکہ آپ مجھے ٹائم نہیں دے رہے اس لئے میں کہوں گا کہ ان سب باتوں کو دیکھ لیا جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اتنا ٹائم لے کر بھی کہہ رہے ہیں کہ ٹائم نہیں دے رہے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب والا! KPK گورنمنٹ نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ جو گاڑیاں KPK میں رجسٹرڈ ہیں، جو ٹرالے ہیں، ٹرک ہیں ان کا ٹوکن ٹیکس صرف KPK میں دیا جائے گا یہ بہت بڑی زیادتی ہے حکومت کو چاہئے کہ KPK گورنمنٹ سے بات کرے کہ پنجاب کی سڑکوں کو استعمال کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ سارے کا سارا ٹوکن ٹیکس وہاں دیں۔ اگر پنجاب کی سڑکوں کو استعمال کیا جاتا ہے تو پنجاب میں بھی ٹیکس جمع ہونا چاہئے اور وہ وہاں پر acceptable ہونا چاہئے ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ وہ وہاں پر acceptable نہ ہو۔ جتنی بھی گاڑیاں چوری ہو رہی ہیں ابھی میرے ایک بھائی کہہ رہے تھے کہ 7 ہزار گاڑی چوری ہوئی ہے اس میں جو پولیس کا کردار ہے وہ تو ہے جو کچھ پولیس کر رہی ہے لیکن آپ کو حیرانی ہو گی کہ اتنی گاڑیاں accident نہیں ہوتیں جتنے کباڑیوں کے پاس ان کے parts ملتے ہیں۔ اتنی گاڑیاں جو چوری ہوتی ہیں وہ کہاں جاتی ہیں؟ آخر جو کباڑیے ہیں ان کو باقاعدہ لسٹ کیوں نہیں کیا جاتا کہ یہ گاڑی کو توڑنے سے پہلے گورنمنٹ کو بتائیں کہ یہ Chassis no، یہ انجن نمبر، یہ ایف آئی آر، یہ ایکسیڈنٹ کیس ہم توڑ رہے ہیں۔ اس کے بغیر گاڑیوں کی چوری نہیں رُکے گی۔ یہ جو گاڑیاں اچانک غائب ہو کر ملتی نہیں ہیں یا tribal area سے فون آتا ہے وہ بہت مہنگی گاڑیوں کا آتا ہے جو عام قیمت کی گاڑیاں ہیں، اگر عوام کو سکون دینا ہے تو کباڑیوں کی رجسٹریشن بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب والا! بس مجھے ایک بات کر لینے دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! لائیوسٹاک کا ڈیپارٹمنٹ جو گوشت کا نگران ہے اس کو پابند کیا جائے کہ وہ مردار گوشت نہ بکنے دے، وہ پیسا لے کر مردار گوشت بکوا رہے ہیں۔آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ ہم بھارت سے بات کرتے ہیں 'امن کی آشا' کی۔ خُدا کے لئے قوم کو یہ بتایا جائے کہ اس وقت ہمارے دریاؤں کا 78 فیصد پانی بھارت لے چکا ہے ہماری اس سے کس طرح دوستی ہو سکتی ہے؟ خدا کے لئے قوم کو بتایا جائے کہ ہمارا دشمن پہلے بھی بھارت تھا آج بھی بھارت ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ہمیں بھی اس طرح ٹائم دیا جائے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرے لئے یہ بہت اعزاز کی بات ہے کہ میں بجٹ کے حوالے سے کچھ عرض کر سکوں۔ میں سب سے پہلے تو Finance Ministers کی پچھلی تقاریر اور اس سال کی تقاریر کا تقابلی جائزہ لینا چاہوں گا کیونکہ بجٹ ہر حکومت کی کارکردگی کا آئینہ ہوتا ہے۔ اس میں احتساب بھی ہوتا ہے کہ ہم نے پچھلے سالوں میں کیا پایا کیا کھویا اور ہماری کارکردگی کیا رہی؟ سب سے پہلے تو میں اپنے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد دوں گا کہ انہوں نے فنانس منسٹر کا عہدہ سنبھالا جو ہمارے پچھلے فنانس منسٹر تھے انہوں نے ایک اعلان کیا تھا کہ ہم ہر سرکاری ادارے کے لئے performance audit کرانے کا حکم جاری کر رہے ہیں اور اس کو ہم رپورٹ کریں گے تو آج میں اس ایوان کی وساطت سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ ہر محکمے کا performance audit کدھر گیا، کہیں ہوا یا نہیں آیا، یا یہ خالی نعرہ تھا؟

جناب سپیکر! دوسری بات پچھلے بجٹ میں بھی کی گئی تھی کہ ہم elite clubs پر ٹیکس لگائیں گے بڑی گاڑیوں پر بھی ٹیکس لگائیں گے۔ نئے ٹیکس تو نہیں لگے لیکن پرانے ٹیکس بھی وصول نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر! آگے چلیں تو پچھلی بجٹ تقریر میں ہی وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کہا تھا کہ 2011 کی Council of Common Interests کے اجلاس میں صوبوں کو بجلی پیدا کرنے کے حوالے سے مزید اختیارات حاصل ہو چکے ہیں لیکن ستم ظریفی یہ دیکھیں کہ جو پچھلی بجٹ

تقریر میں باتیں لکھی ہوئی تھیں وہ اس بجٹ میں بھی ہیں اور بدقسمتی سے صفحے بھی change نہیں ہوئے، صفحے بھی وہی ہیں۔ جس میں 120 میگاواٹ کا ذکر کیا گیا، 500 میگاواٹ بجلی کا ذکر کیا گیا لیکن عملی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ party affiliation سے ہٹ کر کم از کم ایک میگاواٹ بجلی produce کر کے بیٹھے ہوتے اور کہتے کہ اس دفعہ ہم نے یہ کیا ہے اگر وفاقی حکومت نے نہیں کیا تو ہم نے یہ کیا ہے۔ وفاقی حکومت کے بارے میں یہاں پر کافی باتیں کی گئی ہیں، مجھے یہ بتاتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی کہ وفاقی حکومت نے 3600 میگاواٹ بجلی موجودہ سسٹم میں شامل کی ہے۔ جو debt تھا وہ تقریباً 7500 میگاواٹ کے قریب تھا اس میں 3600 میگاواٹ انہوں نے شامل کیا ہے اور جو کارکردگی پچھلی حکومت کی رہی ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ ابھی کائرہ صاحب کہہ رہے تھے 1996 میں 17 ہزار میگاواٹ کا معاہدہ کیا گیا تھا، اس کے بعد جو حکومت آئی انہوں نے وہ سارے معاہدے cancel کر دیئے اور آج بھی ہم انہی چیزوں کو بھگت رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ پچھلے بجٹ میں جو دو تین چیزیں تھیں اس بجٹ میں بھی وہی دوبارہ آئی ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر بجٹ کا پچھلے بجٹ سے comparison ضرور کرنا چاہئے کہ ہم نے پچھلے بجٹ میں یہ announce کیا تھا، یہ achieve کر لیا ہے اور اگلے چار سالوں میں یا اگلے سال میں یہ achieve کر لیں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس بجٹ میں کوئی ایسی fruitful بات نظر آئی ہے۔ بجٹ پر بات کرتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ austerity measures کا بڑا واویلا کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ابھی grants-in-aid میں دیکھ رہا تھا کہ چولستان کی جیپ ریلی کے لئے 60 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے ایک طرف تو آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم وزراء کی تنخواہوں میں پچیس فیصد کمی کریں گے دوسری طرف جیپ ریلی میں سارے سردار، نواب اور اسی طرح کے بڑے بڑے لوگ جاتے ہیں ان کو ایسی کیا ضرورت پڑ گئی ہے کہ ساٹھ لاکھ روپے حکومت پنجاب نے ان کو دے دیئے ہیں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ آپ کی budget books میں mention ہے۔ اگر آپ نے دہرا معیار رکھنا ہے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ دہرا معیار زیادہ دیر تک چل سکے گا۔ Training for young people کے لئے 15۔ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن اس کا کوئی road map نہیں دیا گیا کہ ہم کس طرح ان کو trained کریں گے اور ان چھ ماہ میں ہم ان کو کیا ٹریننگ دے سکتے ہیں؟ اسی طرح loans کے لئے بھی 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن اس کا بھی کوئی road map نہیں ہے۔ وہ جب بات کر رہے تھے تو میں نے سمجھا کہ شاید یہ ووٹ

خریدنے کی کوشش ہے۔ اسی طرح ییلو کیب سکیم کو بھی مزید extend کرنے کا کہا گیا ہے لیکن پہلے جن لوگوں کو گاڑیاں دی گئی ہیں اس سے لوگوں کو کتنا فائدہ ہوا ہے؟ لوگوں نے اپنے ذاتی استعمال کے لئے وہ گاڑیاں رکھ لی ہیں اور جس مقصد کے لئے یہ گاڑیاں دی گئی تھیں وہ پورا نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ لیپ ٹاپ کا سکینڈل بھی ایک سوالیہ نشان ہے کہ وہ کس ریٹ پر خریدے گئے اور کس ریٹ پر ان کی رسیدیں بنوائی گئیں؟ یہ بات بھی آج قوم پوچھ رہی ہے۔ اس کے علاوہ pro-poor schemes کے لئے جو 34 بلین روپے رکھے گئے ہیں، پچھلی دفعہ بھی اس سکیم کے لئے کوئی 28۔ارب روپے رکھے گئے تھے ان کا بھی کوئی حساب کتاب نہیں ہے کہ وہ کہاں پر لگے اور کس طرح سے لگائے گئے ہیں؟ یہ 34۔ارب روپے بھی میرے خیال میں اسی کھوہ کھاتے میں جانے والے ہیں۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے حوالے سے میں عرض کرتا چلوں کہ ٹھیکے کس ریٹ پر دیئے گئے؟ اسی طرح اس سکیم پر کافی سارے questions arise ہوتے ہیں کہ سریے کا ریٹ کیا تھا اور کس ریٹ پر ان کو سریے کا ٹھیکہ دیا گیا، ٹھیکہ لینے والے کون سے لوگ ہیں اور کس بنیاد پر انہیں یہ ٹھیکے دیئے گئے ہیں؟ اس کے ٹینڈر بھی ہوئے ہیں یا نہیں یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔

جناب سپیکر! دوسری سب سے بڑی بات کہ یہاں پر جو سی این جی بسوں کا announce کیا گیا ہے، ملک میں گیس پہلے ہی نہیں ہے آپ مزید دو سو بسیں منگوا کر ان کو کھٹارا بنا کر کھڑی کر دیں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی عقل مندی ہے۔ جب ایک چیز ملک میں موجود ہی نہیں ہے تو آپ اس کی بسیں کیوں منگوا رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری قوم اور tax payers کا پیسا کسی کو راضی کرنے کے لئے شاہانہ طریقے سے لٹایا جا رہا ہے۔ دانش سکولوں کے بارے میں کافی بات ہو چکی ہے، میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ہم جب یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ education for all on equality basis ہے تو پھر ہم خود ہی اس نعرے کی نفی کر رہے ہیں۔ ہم ایک طرف تو کہتے ہیں کہ uniform culture اور uniform syllabus لانا چاہتے ہیں جبکہ دوسری طرف ہم خود ہی اس نعرے کی negation کر رہے ہیں اور ہم ایک elite class اس میں develop کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات بھی میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس طرح صحت کے لئے 84 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ چار سالوں سے ہم یہ بھی سن رہے ہیں کہ ڈی جی خان، سیالکوٹ اور ساہیوال میں میڈیکل کالج بنائے جا رہے ہیں اگر لاہور میں فلائی اوور چار مہینے میں بن سکتا ہے تو ان چار سالوں میں ایسی کون سی رکاوٹ ہے کہ یہ چار میڈیکل کالج ان علاقوں میں جہاں پر ضرورت بھی ہے اور ہسپتالوں کی بھی ضرورت ہے مگر نہیں بنائے

جا رہے۔ ملتان میں ایک کڈنی سنٹر چار سالوں سے بننے کی کوشش میں ہے لیکن ابھی تک اس کا foundation stone بھی نہیں رکھا جا سکا۔ وہاں پر پچھلی حکومت کا ایک ڈی ایچ کیو ہسپتال زیر تعمیر ہے جس کو چھ سات سال ہو گئے ہیں اس کے لئے اس سال بھی بجٹ میں پیسے نہیں رکھے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ funds کی disparity اس بجٹ سے پوری طرح واضح ہوتی ہے۔ ابھی کائرہ صاحب نے کہا ہے کہ Liver Transplant کے لئے دو سال پہلے اسی floor پر announce کیا گیا تھا کہ چار بڑے شہروں میں Liver Transplant Centres قائم کئے جائیں گے اور جو لوگ آج یہاں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنی جانیں دے رہے ہیں اگر سی این جی بسوں اور دانش سکولوں پر پیسا لگانے کی بجائے ہم ان کو develop کر لیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف ہمارا پیسا صحیح جگہ پر لگتا بلکہ ہم اس سے لوگوں کی دعائیں لیتے اور ہو سکتا ہے کہ اسی میں ہماری آخرت بھی ٹھیک ہوتی۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جن چیزوں کو ہم announce کرتے ہیں اگلے بجٹ میں ان کے opposite ایک نیا راستہ لے کر چل پڑتے ہیں جس کا کسی سے کوئی relation نہیں بنتا۔ اسی طرح انڈسٹریل اسٹیٹ کا یہاں پر ذکر کیا گیا لیکن ابھی تک ان کی کوئی feasibility report نہیں بن سکی ہے صرف announce کر کے چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ بھی جنوبی پنجاب کو راضی کرنے کے لئے کیا گیا ہے کہ ہم اس کو رحیم یار خان، وہاڑی اور بہاولپور میں بنائیں گے۔ ان چھ مہینوں میں کون سی نئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنے گی جبکہ ہمارے پہلے والے پراجیکٹ ابھی تک مکمل نہیں ہوئے، یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے؟ 30 بلین روپے devolved programme for districts کے لئے رکھے گئے ہیں لیکن اس کا بھی کوئی road map نہیں دیا گیا کہ اضلاع میں یہ کس طرح سے لگائے جائیں گے، ان چھ مہینوں میں اس کو کس طرح سے plan کریں گے اور کس طرح سے پیسوں کی disbursement کریں گے اس کے متعلق بھی کچھ نہیں بتایا گیا۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کا جو نعرہ یہاں پر لگایا جا تا رہا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ پچھلی دفعہ 72۔ارب روپے بجٹ میں رکھے گئے تھے لیکن hardly اور fictitious figures ڈال کر تقریباً 9۔ارب روپے release ہوئے ہیں اور اس دفعہ پھر وہی ایک جھوٹا وعدہ اور لارا دیا گیا ہے کہ اس مد میں پھر 80۔ارب روپے رکھ دیئے گئے ہیں اور مجھے نہیں لگتا کہ دس یا پانچ فیصد سے زیادہ release ہو سکیں۔ میں آپ کو facts and figures کی بات کر رہا ہوں کہ 72۔ارب روپے میں سے 9۔ارب روپے release ہوئے ہیں اور ظلم یہ ہے کہ ملتان میں ہماری ایم ڈی اے کی ایک فاطمہ جناح کالونی ہے اس کے ایک ارب روپے جو لوگوں کی قسطوں کے پیسے ہیں گورنمنٹ کے پیسے بھی نہیں ہیں لوگوں کے

اپنے پیسے ہیں تین سال سے یہ پیسے حکومت کے پاس ہیں اور وہ ایک ارب روپے حکومت واپس کرنے کے لئے کسی طرح سے بھی راضی نہیں ہوتی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر انہوں نے دینا تو کیا ہے وہاں سے یہ لے کر آ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے اس علاقے کے سرکاری بنگلے جو فروخت کئے گئے تھے ان کا بھی کوئی حساب نہیں ہے اور ان کی آگے کہیں پر کھپت بھی نظر نہیں آ رہی کہ ان کو کہیں استعمال میں لایا جائے گا؟ جس طرح ہم جب صوبے کے لئے NFC base پر مطالبہ کرتے ہیں تو اسی طرح ہم جنوبی پنجاب کے لوگ PFC base پر کرتے ہیں۔ جس طرح دوسرے فنڈ جو ہم پنجاب کے لئے demand کرتے ہیں تو اسی طرح ہم جنوبی پنجاب کے جو اضلاع ہیں اس کے لئے PFC base پر demand کرتے ہیں اور دوسرا ہماری یہ بھی demand ہے کہ اس کو effective ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میں اب wind up کرنے لگا ہوں۔ اس بجٹ میں ملتان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے میں اس کو highlight کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی extension کے لئے پیسا announce کیا گیا تھا لیکن اس بجٹ میں اس کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: وہ تو چودھری پرویز الٰہی کا منصوبہ تھا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: اس میں کوئی شک نہیں اس کا credit چودھری پرویز الٰہی صاحب کو ہی جاتا ہے کہ انہوں نے اس کا foundation stone رکھا تھا۔ اس کی extension کرنی تھی جو نہیں ہو سکی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: چودھری پرویز الٰہی زندہ باد۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اس کی extension کرنی تھی جو نہیں ہو سکی اور اس کے لئے پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔ اسی طرح کڈنی سنٹر کے لئے پیسے رکھنے تھے وہ بھی نہیں رکھے گئے۔ اسی طرح پچھلی دفعہ بجٹ میں ایک سو بستروں پر مشتمل ایک جنرل ہسپتال announce کیا گیا تھا جو ابھی تک نہیں بنا۔ ایک کیڈٹ کالج بھی announce کیا گیا تھا جو ابھی تک نہیں بن سکا ہے اور سب سے بڑا ظلم ملتان کے ساتھ یہ کیا گیا ہے کہ ٹیکنالوجی یونیورسٹی جو وہاں پر قائم ہونا تھی اس کو وہاں سے شفٹ کر کے اب لاہور میں لایا جا رہا ہے۔ میں اسمبلی کے floor پر اپنا احتجاج بھی ریکارڈ کروانا چاہوں گا کہ ملتان کے لوگوں کے ساتھ اس طرح کی زیادتی نہ کریں۔ اس کے علاوہ ایک وہاں پر Directorate of Colleges بنایا جانا تھا اس کے لئے بھی پیسے نہیں رکھے گئے۔ آخر میں funds کی distribution کا جو لاہور اور ملتان کے درمیان

تقابلی جائزہ ہے وہ میں یہاں پر پڑھ کر اپنی بات کو ختم کرنا چاہوں گا۔ نشتر ڈینٹسٹری کالج کے لئے 16 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، نشتر میڈیکل کالج کے لئے 2۔ارب 40 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح ایم آئی سی کے لئے 61 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اس کے مقابلے میں پی آئی سی لاہور کے لئے ایک ارب 40 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں حالانکہ مریضوں کی تعداد ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور پی آئی سی لاہور کی ایک ہی ہے اس کے لئے 50 فیصد یعنی 87 کروڑ روپے پچھلے سال رکھے گئے تھے لیکن اس دفعہ کم کر کے 61 کروڑ روپے کر دیئے گئے یہ بڑی زیادتی ہے۔اگر وہاں لوگ رہتے ہیں تو یہاں لاہور میں بھی لوگ ہی رہتے ہیں ہم اس طرح disparity کیوں کر رہے ہیں؟ چلڈرن ہسپتال کے لئے 37 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں آپ کو لاہور کے ہسپتالوں کا بتاؤں کہ اپتھمالوجی ہسپتال کے لئے ایک ارب 28 کروڑ روپے، لیڈی ایچی سن کے لئے 2۔ارب 30 کروڑ روپے، لیڈی ولنگڈن ہسپتال کے لئے 4۔ارب 68 کروڑ، میو ہسپتال کے لئے 2۔ارب 28 کروڑ، مٹھا ہسپتال کے لئے 15 کروڑ 51 لاکھ روپے، کوٹ خواجہ سعید ہسپتال کے لئے 38 کروڑ روپے، سروسز ہسپتال کے لئے 2۔ارب 33 کروڑ اور کچھ پیسے ہیں، سر گنگا رام کے لئے ایک ارب 65 کروڑ روپے ہیں اور پی آئی سی کا تو میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ایک ارب 40 کروڑ روپے۔ اگر ان آٹھ دس ہسپتالوں کا اکٹھا کریں اور ساؤتھ کے بہاولپور اور ملتان کے ہسپتالوں کا اکٹھا کر لیں تو یہ دسواں حصہ بھی نہیں بنتے۔ چونکہ آپ کی طرف سے ٹائم کی پابندی ہے اس لئے میں انہی الفاظ کے ساتھ عرض کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا کہ ہم جس بنیاد پر NFC میں صوبوں کے لئے پیسے demand کرتے ہیں ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمیں PFC کی بنیاد پر ان علاقوں کے لئے پیسے ملیں ورنہ انشاء اللہ جو جنوبی پنجاب کا نعرہ ہے یہ آخری انجام تک پہنچے گا اور ہم اپنے فنڈز خود استعمال کریں گے۔ میں یہاں پر ساؤتھ کے ایم پی اے صاحبان چاہے ان کا جس پارٹی سے بھی تعلق ہے کو credit دیتے ہوئے اور انہیں سلام پیش کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ ہم جنوبی پنجاب کے بارے میں اپنی پارٹیوں کے مفادات سے بالاتر ہو کر ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور انشاء اللہ ہم اپنا نام ان غداروں کی لسٹوں میں شامل نہیں کرانا چاہتے جو جنوبی پنجاب کے خلاف ہوں اور یہ نوشتہ دیوار ہے کہ انشاء اللہ جنوبی پنجاب بن کر رہے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ قمر عامر چودھری!

محترمہ قمر عامر چودھری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے حساب سے کسی بھی حکومت کا آخری بجٹ wind up budget ہونا چاہئے، ماشاء اللہ اس حکومت کو چار سال ملے ہیں

اور انہیں پتا ہے کہ یہ پانچواں بجٹ ان کا آخری بجٹ ہے اس لئے میرے خیال میں انہیں اس بجٹ میں عوام کو زیادہ سے زیادہ relief دینا چاہئے بجائے اس کے کہ زبانی جمع خرچ اور کتابوں میں لفظوں کے ساتھ لکھنے میں ہی ان کو بڑے بڑے منصوبے دے دیں۔ میرے خیال میں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ relief ملتا۔ یہ ہمارا پانچواں بجٹ ہے اور ہم لوگ یہاں پر ہر بجٹ پر لمبی لمبی تقریریں، لمبی لمبی بحث کرتے ہیں لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جب بجٹ تقریر سنی تو دل بہت دُکھا کیونکہ یہ بجٹ تقریر کم اور سیاسی تقریر بہت زیادہ لگ رہی تھی، دل تو کہہ رہا تھا کہ کوئی بھی بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے لیکن چونکہ یہاں کے ممبر ہیں اور عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اس لئے ہمارا کچھ نہ کچھ کہنا تو بنتا ہی ہے۔ اس بجٹ میں وزیراعلیٰ کی سوچ بہت کھل کر ہمارے سامنے آئی ہے، حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہمارے معزز ممبران کو قصوروار نہیں ٹھہراؤں گی اس میں ان کا کوئی قصور نہیں چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک لیڈر ہی ایسا دیا ہے جو اپنے آپ کو عقل کل سمجھتا ہے۔ میرے خیال میں اس نے ان کا بہترین مشورہ ماننے کی کبھی ضرورت محسوس ہی نہیں کی اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ خادم بھی ہیں اور اعلیٰ بھی ہیں۔ حد ہو گئی! خادم ہو تو پھر خادم ہی ہو اعلیٰ کیا ہوتا ہے۔ مجھے تو آج تک اس لقب کی سمجھ نہیں آئی لیکن ان کی تقریر اور ان کے پانچ سالہ دور حکومت سے ان کی اعلیٰ ظرفی کا پتا چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! چونکہ میں یہاں بجٹ پر بحث کرنے کے لئے کھڑی ہوں اس لئے میں تھوڑی بہت باتیں کروں گی لیکن معزز ایوان کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گی۔ سب سے بڑا مسئلہ بجلی کے بحران کا ہے جس کو پچھلے کئی سالوں سے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اب بھی 10۔ارب روپے اس کے لئے مختص کیا گیا ہے لیکن یہ آٹے میں نمک کے برابر ہے، پچھلے سال 9۔ارب روپے تھا اور اس سال 10۔ارب روپے مختص کیا ہے لیکن پچھلے سال بجلی پیدا نہیں ہوئی اور اس سال تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اب ایک سال کا عرصہ ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ ایک سال کے عرصہ میں کوئی بھی میگا پراجیکٹ مکمل ہو سکے۔ مجھے خادم اعلیٰ صاحب کے وژن پر حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے عوام سے اس base پر ووٹ مانگے کہ ہم ان کو بجلی کے بحران سے نکالیں گے، ہم مہنگائی کا خاتمہ کریں گے۔ جب حکومت میں آئے تو پہلے سال ہی بجلی کا کوئی نہ کوئی میگا پراجیکٹ آنا چاہئے تھا۔ کیا فائدہ ہوا کہ آج پانچویں سال یعنی آخری سال میں انہیں خیال آیا ہے کہ یہ ڈیم بننے چاہئیں اور یہ کچھ ہونا چاہئے بہت افسوس کی بات ہے۔ میں اسے صرف اور صرف عوام کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں کہوں گی۔

جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ جس طرح انہوں نےflop،flop Laptop Scheme آشیانہ سکیم اور پیلی ٹیکسیوں کی مد میں پیسے لگائے کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ یہ سارے پیسے بجلی کے بحران کو دور کرنے میں لگاتے تاکہ عوام کوrelief ملتا اور انہیں اس کا کوئی فائدہ ہوتا۔ اگر یہ عوام کے اتنے مخلص ہوتے تو آج کچھ کر کے دکھاتے اللہ نے انہیں پانچ سال کا سنہری موقع دیا تھا لیکن ان کے پاس دکھانے کے لئے کچھ بھی نہیں سوائے لڑائی جھگڑوں کے، پچھلی حکومت کو رونے کے علاوہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا اور اب یہ پچھلے ڈیڑھ سال سے وفاق کو رونا شروع ہو گئے ہیں انہیں چاہئے تھا کہ کچھ کرتے۔ پانچ سال گزر گئے ہیں یہ اب عوام کو کیا منہ دکھائیں گے، عوام ان کا کیا یاد کریں گے؟ یہ ہماری پچھلی حکومت کو روتے ہیں لیکن میں بڑے فخر کے ساتھ کہتی ہوں کہ آج بھی ہمارے بہت سے منصوبے جن میں 1122، ٹریفک وارڈن، پٹرولنگ پولیس اور اس طرح اور بھی بے شمار منصوبے ہیں جو آپ کو چلتے پھرتے نظر آئیں گے اور وہ ہمارے دور حکومت کی یاد دلاتے رہیں گے۔ یہ ایک منصوبہ بھی بتا دیں جس میں وزیر اعلیٰ کا وژن نظر آتا ہو، پہلے سال سستی روٹی سکیم لی گئی تو اس کا کیا فائدہ ہوا؟ ان کے جتنے بھی منصوبے ہیں ان میں انفرادیت نظر آتی ہے اجتماعیت نہیں۔ ان میں ان کے بندے کا ذاتی فائدہ ہوتا ہے لیکن کسی اور کا فائدہ نہیں ہوتا۔ روٹی کیوں سستی کی؟ آٹا سستا کرتے تاکہ عوام کے گھروں تکrelief جاتا، عوام کو لیپ ٹاپ سے کیا لگے، میرے بھائی کو کہیں پر پیلو ٹیکسی نظر آئی ہے؟ لگتا ہے سب نے ان پر پینٹ کرا کر ذاتی گاڑیاں ہی بنا لی ہیں کیا یہی ان کاcheck and balance ہے؟ یہ یہاں پر عوام کا پیسا برباد کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہاں پر بہت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ بات کر رہی ہوں اور میرا دل بہت دکھی ہے یہ جتنا خادم اعلیٰ، خادم اعلیٰ کا راگ الاپتے ہیں یہ بس کر دیں۔ یہ بالکل ہی خادم اعلیٰ نہیں ہیں۔ خادم اعلیٰ ہوتے تو عوام کا سوچتے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ حاکم اعلیٰ ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: میری بہن بالکل صحیح کہہ رہی ہیں کہ یہ حاکم اعلیٰ ہیں چونکہ خادم اعلیٰ ایسے نہیں ہوتے۔ ارے خادم کے ساتھ اعلیٰ لگانا بھی کوئی اعلیٰ ظرفی ہے، کیا بات ہے؟ خادمیت میں بھی انہوں نے کہا کہ اعلیٰ درجے پر خادم ہیں۔ انہوں نے پنجاب کی کیا خدمت کی ہے؟ کچھ بھی نہیں کیا۔ میں اعداد و شمار کے ہیر پھیر میں نہیں پڑوں گی۔ میرے بہت سے معزز ممبران بیٹھے ہیں جو بہت تقاریر کریں گے اور بتائیں گے میں تو صرف اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتی تھی جو میں نے نکال لی۔ آخر میں ایک شعر کہوں گی۔

میں سچ کہوں گی مگر پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا

بہت شکریہ۔ میں جاتے جاتے ایک اور بات کہہ جاؤں کہ بجلی کے بحران کا صرف اور صرف ایک حل چودھری شجاعت حسین کا فارمولا ہے۔ میرے خیال میں اگر آج ملکی اور صوبے کے مفادات کے لئے اپنی ذاتی انا کو ایک طرف رکھ کر اس پر غور کریں تو یہ بہترین حل ہے۔اس میں یہ نہ سوچیں کہ کون سی پارٹی کی طرف سے یہ تجویز آئی ہے۔اگر آپ واقعی ملک اور عوام کی بہتری چاہتے ہیں تو اس فارمولا کو لے کر آئیں۔آپ سب نے میری تقریر کو بہت آرام سے سنا ہے اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں شیر علی خان صاحب کو بجٹ پر تقریر کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں اغیار کی امداد نہ لینے اور اس پالیسی کو جاری رکھنے پر میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں ایک متوازن، عوام دوست اور کاشتکار دوست بجٹ پیش کرنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں قائد حزب اختلاف کی طرف سے کی گئی باتوں میں سے دو کے حوالے سے ریکارڈ درست کرنا چاہتا ہوں۔انہوں نے کہا ہے کہ بہاولپور صوبے کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔جب صوبہ بنے گا تو پھر اس کے لئے رقم رکھی جائے گی۔ابھی تو صوبہ بنا ہی نہیں اور یہ رقم پہلے رکھوانا چاہتے ہیں۔ دوسرا انہوں نے کہا کہ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت لوکل گورنمنٹ کے الیکشن نہیں کرائے گی۔ یہ اپنا ریکارڈ درست کر لیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی کسی حکومت میں بھی لوکل گورنمنٹ کا الیکشن نہیں ہوا۔1987,1991 اور 1998 کے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میاں محمد نواز شریف صاحب کی حکومت میں ہی ہوئے تھے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہ بھی کہا ہے کہ بجٹ کے حوالے سے کسی سے تجاویز نہیں لی گئیں۔اگر انہوں نے pre budget بحث میں حصہ لیا ہوتا اور تجاویز دی ہوتیں تو پھر ان کو بجٹ میں ضرور شامل کیا جاتا۔اس کی سب سے بڑی مثال گرین ٹریکٹر سکیم ہے جو کہ یہاں پر ممبران نے تجویز کیا تھا۔اس بجٹ میں بیس ہزار ٹریکٹروں کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ زراعت کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوں گے۔اس سلسلے میں میری صرف یہ تجویز ہوگی کہ ہر یونین کونسل میں ایک ٹریکٹر دیا جائے اس طرح پورے پنجاب میں منصفانہ طور پر یہ ٹریکٹر تقسیم ہو سکیں گے۔ شعبہ

زراعت میں Drip Irrigation And Sprinkle Irrigation کے لئے رقم رکھی گئی ہے۔یہاں پرlaser levelerکا ذکر کیا گیا ہے۔اس سے بلاشبہ پانی کا ضیاع روکنے اور فصل کو بہتر بنانے میں بہت مدد ملے گی۔ بارانی علاقوں میں تین نئے ڈیم ایک ارب87کروڑ روپے کی رقم سے شروع کئے جارہے ہیں۔اس ماہ جون کے اندر گیارہ ڈیم مکمل ہورہے ہیں یہ پوٹھوہار کے علاقے میں پانی کی قلت دُور کرنے اور زراعت میں بہت بڑا انقلاب لانے میں مدد گار ثابت ہوں گے۔اس کے ساتھ منی ڈیموں کے لئے بھی دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں یہ بھی بلاشبہ چھوٹے کاشت کاروں کے لئے اپنی زمینوں کو سیراب کرنے میں بہت مدد گار ثابت ہوں گے۔جب ڈیموں کا ذکر ہو اور کالا باغ ڈیم کا ذکر نہ کیا جائے تو زیادتی ہوگی۔میں اس سلسلے میں ہمیشہ کی طرح سے تجویز کروں گا کہ پنجاب کو اس ڈیم پرconsensus پیدا کرنے کے لئے اپنا مقدمہ بہت forcefully لڑنا ہوگا۔یہ پاکستان کا ایک بہت بڑا اور viable projectہے اس کے لئے ہر سطح پر آواز اٹھانی ہوگی تاکہ یہ ڈیم بن سکے اور بجلی کا جو بحران آج اس ملک میں نظر آتا ہے اس کو دُور کرنے میں معاون ثابت ہو سکے۔

جناب سپیکر!موجودہ حکومت نے silos بنانے کا کہا ہے اس سے ضائع ہونے والی گندم کو محفوظ کرنے میں مدد ملے گی۔رورل ایمبولینس سروس کے لئے50کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔چونکہ دیہات میں رہنے والے لوگوں کو اب تک یہ سروس مہیا نہیں ہے اس لئے اس کے مہیا ہونے سے انہیں کسی بیماری یا ایمرجنسی کی صورت میں سہولت میسر آجائے گی۔

جناب سپیکر!وفاقی حکومت نے پنجاب کو اندھیروں میں دھکیلنے کی کوشش کی ہے جس کا تفصیلی ذکر وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں کیا ہے۔وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے کوئلے سے بجلی پیدا کرنے، نہروں اور براجوں پر بجلی کے منصوبے بنانے کے اعلان سے ہماری بند ہوتی ہوئی صنعت کو ضرور سہارا ملے گا۔اس کے ساتھ ساتھ ایک ارب روپے کی لاگت سے پچاس ہزار گھرانوں کو سولر انرجی دینے کا منصوبہ بھی قابل ستائش ہے۔

جناب سپیکر!نوجوان نسل کو لیپ ٹاپ دینے کے لئے جو4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اس پر بہت تنقید کی جاتی ہے۔جن نوجوانوں کو یہ لیپ ٹاپ ملے ہیں اگر ان سے پوچھا جائے تو وہ اس سکیم کو قابل تحسین قرار دیتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بہت اچھی سکیم ہے اور اس کو جاری رہنا چاہئے۔اسی طرحYouth festivals and Youth Sports Festivalپروگرام کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔اس کے علاوہ Punjab Educational Endowment Fund کے لئے

8۔ارب روپے کی خطیر رقم فراہم کی جا چکی ہے اور آئندہ مالی سال میں اس فنڈ کے لئے مزید 2۔ارب روپے فراہم کر کے طے کردہ 10۔ارب روپے کے فنڈز کے ہدف کو حاصل کر لیا جائے گا۔ یہ بھی بہت اچھا قدم ہے۔ غریب طالب علموں کے لئے وظائف اور TEVTA کے institutes کے لئے ایک ارب 50 کروڑ روپے مختص کرنا بہت ہی قابل تحسین اقدام ہیں۔ ماڈل سکولوں کے لئے 70 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ سب بہت اچھے اقدام ہیں۔ بجٹ میں 59 نئے کالجوں کی تکمیل کی بات بھی کی گئی ہے اور یہاں میں اپنے حلقے کی تحصیل حسن ابدال کا ذکر ضرور کروں گا کیونکہ اس تحصیل میں کوئی سرکاری ڈگری کالج موجود نہیں ہے۔ امید ہے کہ وہاں پر بھی کالج بنانے کے لئے رقم مختص کی جائے گی۔ پچھلے سال شعبہ تعلیم کے لئے 172۔ارب روپے رکھے گئے تھے اس سال اس مد میں 195۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اس سے تعلیم میں بہتری آنے کا امکان ہے۔ صوبے میں State of the Art Information Technology University بنانے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے جو وقت کی عین ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، جناح آبادیوں میں پانچ مرلہ پلاٹس کی تقسیم، لیبر کے لئے دو ہزار گھر اور اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کی سکیمیں بہت اچھی ہیں۔ اس کے علاوہ کسانوں کے لئے ماڈل بازار کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے یہ بھی بہت اچھا ہے۔ اس بازار میں کسان اپنی اجناس براہ راست فروخت کر سکتا ہے۔ مزدور کی کم سے کم اجرت نو ہزار روپے، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں بیس فیصد اضافہ اس مہنگائی کے دور میں ان کا معاون ثابت ہوگا۔ اسی طرح اسّی ہزار اسامیوں پر مختلف محکمہ جات میں بھرتی، پولیس میں دس ہزار لوگوں کی نئی بھرتی اور سولہ ہزار نئے اساتذہ کی بھرتی بلاشبہ بے روزگاری دُور کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔

جناب سپیکر! یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے جو 80۔ارب روپے بجٹ میں رکھے گئے ہیں اس کے ساتھ چاہئے تو یہ تھا کہ شمالی پنجاب کے پسماندہ اضلاع جن میں پوٹھوہار کا علاقہ جہلم، چکوال اور خصوصاً میرا ضلع اٹک شامل ہیں کے لئے بھی خصوصی فنڈز رکھے جاتے کیونکہ جہاں جنوبی پنجاب والے پسماندہ ہونے کا کہہ کر کافی عرصے سے خصوصی فنڈز لے رہے ہیں وہاں باقی پسماندہ اضلاع کی حق تلفی بھی ہو رہی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمیں یعنی ضلع اٹک کو بھی خصوصی گرانٹ دی جائے گی اور سابقہ روایات کے برعکس یہ گرانٹ صرف اٹک اور حضرو تحصیل کو نہ دی جائے گی بلکہ میری

پسماندہ تحصیلوں پنڈی گھیپ، فتح جھنگ اور حسن ابدال کو دی جائے گی۔ آخر میں ایک مرتبہ پھر ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ملک جہانزیب وارن صاحب!

سردار ملک جہانزیب وارن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں پر جنوبی پنجاب کے حوالہ سے کافی تقریریں ہوئیں اور کہا گیا کہ جنوبی پنجاب کو کچھ نہیں ملا تو میرے پاس وہ تمام figures موجود ہیں جو میں اس ایوان کو بتانا فرض سمجھتا ہوں۔ آج 13-2012 کا بجٹ ہے تو میں آپ کو 10 سال کے بجٹ کے بارے میں بتاؤں گا۔ 04-2003 کے بجٹ میں Total Volume of ADP 30,500 ہے، 05-2004 میں 43 ہے، 06-2005 میں 63 ہے، 07-2006 میں 100 اور 08-2007 میں 150 رہا ہے یہ پچھلی حکومت کا پانچ سال کا volume of ADP ہے اور اگر آج دیکھیں تو 09-2008 میں 160 ہے، 10-2009 میں 172 ہے، 11-2010 کا 182 ہے، 12-2011 کا 220 اور 13-2012 کا 250 ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو نظر نہیں آ رہا کیونکہ اگر پچھلے دور کو دیکھا جائے تو انہوں نے ٹوٹل بجٹ 20 فیصد دیا ہے اور ہم نے 50 فیصد جنوبی پنجاب کو دیا ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ جنوبی پنجاب کی ضلع وار allocation دیکھیں تو میں یہ بھی آپ کو مختصراً بتا دیتا ہوں کہ انہوں نے جب 08-2007 کو گورنمنٹ چھوڑی تو 22 فیصد تھی اور آج 80 فیصد ہے یعنی آپ دیکھیں کہ ان پانچ سال میں ہمارا حصہ 80 فیصد بنا ہے اور allocation کو دیکھیں تو 32 فیصد ہے اور وہ بھی ڈگنا ہو گئی ہے۔ میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ حقائق پر بات کرنی چاہئے کیونکہ جب آپ حقائق پر بات کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! اگر آپ جنوبی پنجاب کو ایجوکیشن کے حوالہ سے دیکھیں تو میں یہاں پر ان کو ایک ایک سکیم کے بارے میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے چار سالہ دور میں ہماری حکومت اور ہمارے قائدین نے بہت زیادہ محنت کی ہے۔ یہ بے شک میرے ساتھ چلیں تو میں ان کو دکھا دوں گا اور اگر مجھ سے کاپی لینا چاہیں تو میں یہ کاپی بھی ان کو دے دوں گا۔ Establishment of Women University ملتان اور بہاولپور کے لئے ہے، Establishment of New Ghazi University ڈی جی خان کے لئے ہے، دانش سکول سسٹم، پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام، Upgradation/Establishment of 19 Girls Colleges and 4 Boys College, Provision of missing facilities in 620 schools, Punjab Education Endowment Fund, Provision of Laptops to students, Provision of

missing facilities in 18 existing girls Colleges and in 16 existing Boys Colleges.

جناب سپیکر! اگر صحت کے حوالہ سے بات کریں تو Establishment of Medical College Dera Ghazi Khan کے لئے 714 ملین روپے دیئے گئے ہیں، بہاولپور میں 410 beds hospitals کے لئے 705 ملین روپے ملتان میں برن یونٹ کے لئے 292 ملین روپے، اسی طرح جنرل ہسپتال ملتان کے لئے 200 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔ یہاں پر ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی بات ہو رہی تھی تو اُن کے لئے 201 ملین روپے، اسی طرح یہاں پر چلڈرن ہسپتال ملتان کی بات کی گئی تو وہاں کے لئے 150 ملین روپے، کڈنی سنٹر بہاولپور کے لئے 114 ملین روپے اور میں یہاں پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ وہاں پر شدت سے یہ احساس تھا کہ بہاولپور میں کڈنی سنٹر ہو اور یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال وہاڑی جو کہ 300 beds کا ہسپتال ہے وہاں پر 100 ملین روپے، شیخ زید میڈیکل کمپلیکس رحیم یار خان کے لئے 100 ملین روپے، اسی طریقے سے بہاولپور میں جو نیا کارڈیالوجی سنٹر بن رہا ہے اُس کے لئے 50 ملین روپے پچھلے چار سال میں دے کر یہ سارے منصوبے مکمل کروائے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر آپ Water Supply and Sanitation کے منصوبے دیکھیں تو اربن سیوریج سکیم بورے والا میں، میرے اپنے شہر بہاولپور میں 33 ملین روپے سے Water Supply Scheme بن رہی ہے، اسی طریقے سے بہاولنگر کے لئے 70 ملین روپے اور لیہ سٹی کے لئے 128 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر آپ Agriculture and Food پر آئیں تو وہاں پر Water Services Training Institute, اور Courses and Drip Irrigation کے لئے Karor Distt. Layyah کے لئے 20 ملین روپے، ڈی جی خان کے لئے 200 ملین روپے اور شاد باد کو آپریٹو لائیو سٹاک فارم چولستان ڈسٹرکٹ بہاولپور کے لئے 38 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔ اسی طریقہ سے ویٹرنری یونیورسٹی بہاولپور کے لئے 86 ملین روپے اور ان کے وزیراعظم صاحب جب بھی بہاولپور میں آئے ہیں تو انہوں نے ہمیشہ یہ تقریر کی ہے کہ ویٹرنری ہسپتال ہم بنا رہے ہیں اور یہ صرف باتیں ہی تھیں۔ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے یہ بات ثابت کر دی اور بہاولپور میں انہوں نے ویٹرنری ہسپتال کے لئے 86 ملین روپے دے کر وہاں کے لوگوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ اگر irrigation پر آئیں

تو ڈیرہ غازی خان میں CBRC area کے لئے 915 ملین روپے اور بھونگ جو ہمارا چھوٹا سا شہر ہے اس کے لئے 50 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔اگر آپ roads کو دیکھیں تو بہاولپور کا جو بائی پاس ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وارن صاحب! wind up کریں۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ جنوبی پنجاب میں یہ کام نہیں ہوئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کام جنوبی پنجاب میں ہوئے ہیں۔ان کو تکلیف یہی ہے کہ پچھلے ساٹھ سالہ دور میں ایسا نہیں ہوا اور یہ کام کیوں ہوئے ہیں۔انہوں نے لوگوں کو پچھلے چار سالہ دور میں کیا دیا ہے؟ یہ وفاق کے ادارے چاہے واپڈا یا پی آئی اے سب کو لوٹ کر کھا گئے ہیں۔ان کو شرم نہیں آتی۔ان کو میں شیشہ دکھا رہا ہوں کہ اپنی اصلاح کر لیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر آپ roads کو دیکھیں تو وزیراعظم کے شہر میں 9 نمبر چونگی سے بہاولپور بائی پاس تک جو road دی گئی ہے اسے دیکھ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ اس کا موازنہ کریں تو ان کو یہ احساس ہو جائے گا۔میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر یہ جا کر اس road کا حشر دیکھیں جو ہم دے رہے ہیں جو بہاولپور بائی پاس تک بن رہی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طریقے سے ایک بہت لمبی فہرست میرے پاس ہے لیکن میں تھوڑا سا بتانا چاہتا ہوں کہ بہاولپور، مظفر گڑھ، ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے roads کے لئے پچھلے چار سالوں میں جتنی سکیمیں آئیں اس کا تین گنا بڑھا دیا گیا ہے۔میں اس پر اپنے وزیراعلیٰ، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں۔انہوں نے اس پر بڑی محنت کی ہے اور ہمارے علاقوں کو دیکھا ہے۔انہوں نے اس دفعہ road sector میں جو سکیمیں اور پیسہ دیا ہے اس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

جناب سپیکر! آخر میں گزارش یہ ہے کہ جو شاہ کے زیادہ وفادار ہوتے ہیں وہی لوگ بھاگنے والے ہوتے ہیں۔ان کے جو وفادار ہیں وہ پچھلے شاہ کے بھی وفادار تھے۔اگر آپ ان کو دیکھ لیں میں اپنے بھائی کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن ان کا نام بھی اس فہرست میں آ چکا ہے۔میرے خیال میں میرے یہ بھائی بھی شاہ کے اس بڑے وفادار کے ساتھ ہیں۔میں ان کے لئے یہی کہوں گا کہ یہ بھی منظر سے out ہونے والے ہیں اور بہت جلد ہمارے پاس آنے والے ہیں اگر یہ ہمارے پاس آئیں گے تو میں ان کو welcome کہوں گا۔

خدا کرے میرے ایک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ان کو بیٹھ کر سوچنا چاہئے ،ان کو قوم اور پاکستان پر رحم کرنا چاہئے۔انہوں نے جو بیڑہ غرق کر دیا ہے اس کو خیر باد کہہ دیں۔میں سمجھتا ہوں یہ قوم پر احسان ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ملک نوشیر خان لنگڑیال صاحب!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! شکریہ۔میں سب سے پہلے یہی گزارش کروں گا کہ یہ بجٹ اس tenure کا آخری بجٹ ہے۔اس سے لوگوں کو بہت امیدیں تھیں کہ یہ ایسا بجٹ ہو گا کہ جس سے غریب لوگوں،مزدور پیشہ اور محنت کشوں کو ریلیف ملے گا لیکن اس وقت لوگوں کو مایوسی ہوئی جب یہ بجٹ دستاویزات ان کے سامنے آئیں۔پنجاب حکومت نے عوام کو جو دھوکا دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی سزا انہیں ضرور ملے گی۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے صحت کے حوالے سے بات کروں گا۔اگر آپ ہسپتالوں کا معائنہ کریں،آپ کو اتفاق ہوا ہو گا اگر نہیں بھی ہوا تو آپ ضرور تشریف لے کر جائیں۔آپ کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں تو وہاں لوگ برآمدے میں پڑے ہوتے ہیں اور انہیں bed نہیں مل رہا ہوتا۔مجھے ایک دفعہ جناح ہسپتال جانے کا اتفاق ہوا تو ایک بہت ہی serious مریض آیا لیکن اس کے لئے سٹریچر دستیاب نہ ہوا۔مجھے اس پر بڑا افسوس ہوا تو میں نے پوچھا کہ کیا یہاں سٹریچر کا کوئی مسئلہ ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہاں صرف گیارہ سٹریچر ہیں وہ خالی نہیں ہیں اس لئے اس مریض کو مجبوراً چارپائی پر لٹا کر ایمرجنسی میں لے جایا گیا۔یہ حال ہسپتالوں کا ہے اور اس کے لئے ہم نے 1650۔ارب روپے کا فنڈ مختص کیا ہے۔اگر ہم اس رقم کو فی کس تقسیم کریں تو 46 پیسے بنتے ہیں۔یہ بہت ظلم ہے کہ پچھلے سال ہم نے 47 پیسے فی کس رکھے تھے مگر ہمیں اس وقت افسوس ہوا کہ وہ پیسے بھی حکومت خرچ نہیں کر سکی تھی اور صرف 33 پیسے فی کس خرچ کئے اور وہ بجٹ ویسے کا ویسا ہی رہ گیا جو محکمہ صحت کے لئے مختص کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر! اسی طرح جنوبی پنجاب کے حوالے سے ہمیں ایک دفعہ پھر نظر انداز کیا گیا ہے اور 80۔ارب روپے کی بہت بڑی figure دے دی گئی کہ ہم نے 80۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے لئے رکھ دیئے ہیں۔یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں،جتنی کتابیں ہمیں دی گئی ہیں اس میں سے مجھے 80۔ارب ڈھونڈ دیں کہ وہ کہاں رکھے گئے ہیں؟اگر white paper کے صفحہ 60 کو بغور پڑھیں تو ایک جگہ پر 10۔ارب روپے کی figure ہے جبکہ دوسری پر 5۔ارب 50 کروڑ کی figure ہے۔ہمیں

کم از کم تمام کتابیں پڑھنے کے بعد یہ 80۔ارب روپے کہیں نظر نہیں آیا، یہ figure صرف دیکھنے کے لئے ہے ہم اس کو خرچ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ایجوکیشن کا ہے۔ میں اس حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے صوبے میں ایجوکیشن کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ ہمارا ایجوکیشن سسٹم total failure کی طرف جا رہا ہے۔ ہمارا growth rate پچھلے سال صرف 0.6 فیصد تھا یہ بڑھنے کی بجائے کم ہو کر 0.4 فیصد ہو گیا ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ صوبہ پنجاب جس پر پورا ملک انحصار کرتا ہے کیونکہ سب سے زیادہ literacy rate پنجاب میں رہا ہے اور پنجاب دن بدن آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے جا رہا ہے۔ ہم نے ایجوکیشن کو اتنا focus کیا ہوا ہے یہ میں نہیں کہتا بلکہ MTDF کے figures ہیں جو حکومت نے خود دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے growth rate کم ہوا ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات یہ ہیں کہ ہم نے 23۔ارب 90 کروڑ روپے ایجوکیشن کے لئے رکھے تھے مگر افسوس کی بات ہے کہ صرف 15۔ارب 80 کروڑ روپے خرچ کئے۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے پیاروں، ایم این ایز، ایم پی ایز اور ایسے لوگوں کو جو مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ ہولڈر یا من پسند ہیں اُن کو 11۔ارب 33 کروڑ 53 لاکھ روپے ایجوکیشن کے بجٹ میں سے دے دیئے۔ ایجوکیشن کا بجٹ بڑھانے کی بجائے 11۔ارب روپے کی رقم نکال کر بھوکے شیروں کے آگے ڈال دی گئی ہے۔ جب ایجوکیشن کا یہ حال ہے تو پھر دوسرے محکموں کا کیا حال ہوگا؟ اسی طرح بلیک بیری 57 لاکھ روپے کے خریدے گئے۔ مجھے اس کا دکھ نہیں ہے کہ بلیک بیری 57 لاکھ روپے کے کیوں خریدے گئے مگر آپ جانتے ہیں کہ بلیک بیری ایک ایسا سیٹ ہے جس کا ہیڈ کوارٹر کینیڈا میں ہے اور ہر چیز ریکارڈ ہوتی ہے۔ ہمارے سیکرٹری سطح کے یا دیگر افسران کے پاس بلیک بیری سیٹ ہیں جن کا ایک ایک لمحے کا ریکارڈ ہیڈ کوارٹر پر save ہو رہا ہے۔ اب ہمارے صوبے کی privacy اور ہماری کوئی بھی بات secret نہیں رہی۔ جس صوبہ میں secrecy نہ ہو تو اس کا کیا حال ہوگا؟ اگر یہی موبائل سیٹ لے کر دینے تھے تو بلیک بیری کی بجائے کوئی دوسرے سیٹ لے کر دے دیتے کیونکہ بلیک بیری کا ایک ایک figure save ہوتا رہتا ہے۔ اب یہ ریکارڈ ہماری حکومت کا حصہ نہیں رہا بلکہ دوسرے ممالک بھی اس ریکارڈ کو دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ گرانٹ دینے کا اختیار خادم اعلیٰ کے پاس ہوتا ہے لیکن ضمنی گرانٹ میں سے 57۔ارب روپے کی اتنی بڑی رقم خادم اعلیٰ نے اپنی من پسند جگہوں پر لگائی۔ اسی طرح

لاہور کے تین roads پر 11۔ارب روپے لگا دیئے جبکہ ہمارے پورے پنجاب کی واٹر سپلائی اور سیوریج سکیموں کے لئے صرف 9۔ارب روپے رکھے گئے۔ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے پچھلے بجٹ میں 26کروڑ64لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی تھی لیکن تمام تر بچتوں کے باوجود 36کروڑ84لاکھ روپے خرچ کر دیئے جس سے آپ خود اندازہ لگا لیں کہ 26اور 36کروڑ روپے میں کتنا فرق ہے؟ اسی طرح میں حکومت پنجاب کو ایک credit دینا چاہتا تھا کہ حکومت پنجاب نے پہلی بائیو ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا آغاز کیا جو پاکستان کی پہلی یونیورسٹی تھی جس سے ہماری ترقی depend کر رہی تھی اور اس سے ہماری ترقی کا معیار کہیں زیادہ ہو جانا تھا۔ اس یونیورسٹی کی opening بھی ہوئی، چار دیواری بھی بن گئی، بلڈنگ بھی شروع ہو گئی، وزیر اعلیٰ صاحب موقع پر جا کر opening بھی کر آئے اور اُن کا stone بھی لگ گیا میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ ایک ایسا credit ہے جو کہ ہمارے صوبہ پنجاب کو مل رہا ہے کہ پاکستان کی پہلی بائیو ٹیکنالوجی کی یونیورسٹی قائم ہو رہی ہے مگر اتنی investment کر کے وہاں پر آشیانہ سکیم ملک ریاض کے حوالے کر دی گئی۔ یہ یقیناً ایک ایسا کام تھا جو پنجاب کے credit میں تاحیات رہنا تھا مگر مجھے افسوس ہوا کہ کچھ نااہل لوگوں کے مشوروں سے ہم اُس credit کو ختم کر بیٹھے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ہم سے صرف وعدے ہوتے رہے ہیں۔ یہ بجٹ مخصوص لوگوں کے لئے نہیں بلکہ پنجاب کے ہر غریب شخص کی خاطر لایا جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اس بجٹ سے کم از کم تقریباً ڈیڑھ سو حلقہ محروم رہتا ہے۔ میں وزیر قانون کی اس حوالے سے respect کرتا ہوں کہ انہوں نے restoration of democracy کے لئے بڑی struggle کی۔ انہوں نے یہاں آکر تین دفعہ وعدہ کیا اور آخری دفعہ وعدہ یہ کیا کہ خادم اعلیٰ صاحب نے مجھے اجازت دے دی ہے کہ پنجاب کے ہر ممبر کو بجٹ ملے گا مگر مجھے افسوس ہوا کہ جس شخص کی میرے ذہن میں respect تھی کہ جب وہ وعدہ کرتا ہے تو میرے خیال میں جاتی عمرہ میں کوئی ایسا قبرستان نہیں ہے جہاں وعدہ شکن کو معافی ملتی ہو اور ہر ایک نے اپنی قبر میں جانا ہے۔ اگر ایسی کوئی مجبوری تھی تو انسان اپنی credibility کسی صورت کسی کی خاطر نہ کھوئے کیونکہ ہر ایک نے اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہونا ہے۔ تین دفعہ وعدہ کرنے کے باوجود ہمارے حلقے کی عوام اس فنڈ سے محروم رہی جس کا نقصان یہ ہوا کہ وہ فنڈ اب lapse ہو رہا ہے۔ ہمارے ضلع کے پانچ ایم پی ایز کو اس وجہ سے ذلیل و رسوا کیا گیا کیونکہ ہمارا تعلق اپوزیشن سے ہے۔ میں آخر میں یہی کہوں گا کہ یہاں ہم تمام سکیموں کے متعلق کہتے ہیں کہ بڑی transparent ہیں جن میں سے میں دو سکیموں کا حوالہ دوں گا۔ ٹریکٹر سکیم کے حوالے سے یہاں

وزیر اعلیٰ صاحب نے کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ایک ٹریکٹر بھی آپ ثابت کر دیں کہ غلط دیا گیا ہے تو میں resign دے دوں گا۔ آڈیٹر جنرل نے تین اضلاع کا آڈٹ کیا جن میں ضلع لاہور، شیخوپورہ اور قصور شامل تھا تو آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق پانچ سو ٹریکٹروں کی بے ضابطگی کی گئی ہے۔ اسی طرح محکمہ تعلیم کے حوالے سے دیکھیں کہ یہاں پر ہر مرتبہ بہت سے ممبران شور ڈالتے ہیں کہ پچھلے بجٹ میں ایک ارب 25 کروڑ روپے مفت کتابیں جو طلباء میں تقسیم کی جاتی ہیں کے لئے رکھے جو ہم پرائیویٹ لوگوں سے چھپواتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ کتابوں میں کتنا margin ہوتا ہے بلکہ ٹھیکیدار نے ایک لاکھ پچیس ہزار کتابیں اُس وقت دیں جب کلاسیں ختم ہو چکی تھیں اور بچے امتحان دے کر گھر جا چکے تھے۔ وہ ایک لاکھ پچیس ہزار کتابیں جو دیر سے دی گئیں اُن کا کون والی وارث تھا؟ اسی طرح تعلیم کے حوالے سے وزیر تعلیم نے وعدہ کیا کہ تمام سکولوں کی SNEs ہو چکی ہیں جہاں تمام کلاسیں لگیں گی۔ مجھے پورے پنجاب کے سکولوں کا تو نہیں پتا لیکن صرف میرے حلقہ میں کم از کم 27 سکول ایسے ہیں جو تعمیر ہو کر مکمل ہو چکے ہیں لیکن پچھلے تین چار سال سے وہاں پر کلاسیں شروع نہیں ہو رہیں۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے یہی request کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس بات کا notice لیا تھا کہ وہاں پر کلاسیں شروع کیوں نہیں ہو رہیں جبکہ سکولوں کی عمارات تباہ ہو رہی ہیں۔ میں آخر میں اس شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ۔

ہم تراشتے رہے منازل کی سنگ راہ
چند لوگ گیلی زمین کھود کر فرہاد بن گئے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں طارق صاحب!

میاں طارق محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے بڑی خوبصورت باتیں ہم نے بھی سنی ہیں کہ وزیر خزانہ نے ٹیکس فری بجٹ پیش کیا ہے۔ مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ اپوزیشن کی طرف سے یہ کہا گیا کہ ٹیکس لگائے جائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کیا آج کسی کے اوپر ٹیکس لگانے کا وقت ہے؟ ایک گھر کا چولہا تو جل نہیں سکتا۔ اگر ایک شخص کسی دوسرے ملک سے دس، بیس یا پچاس لاکھ روپے کما کر یہاں اپنی کوٹھی بناتا ہے تو اُس کے گھر میں بجلی نہیں ہوتی اور اگر بجلی لگ جاتی ہے تو دس، بارہ یا پندرہ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہاں اس بات کا بڑا ذکر ہوا کہ حکومت پنجاب نے آج تک کیا کیا؟ یہاں صرف ایک issue لے لیں کہ وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر مزارعوں کو مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ جب سے پاکستان بنا وہ خانہ کاشت میں موروثی چلے آ رہے تھے۔ پہلی دفعہ بغیر کسی خرچے کے نہ صرف

اُن کو مالکانہ حقوق دیئے گئے بلکہ انتقال کر کے ایک رجسٹری کی شکل میں ہزاروں لوگوں کو اُن کے گھر پر انتقال کی نقل دے دی گئی اور اُس خانہ کاشت میں انہیں مالک بنا دیا گیا۔ لیپ ٹاپ سکیم کے حوالے سے میں کہوں گا کہ اگر یہ سکیم اتنی ہی غلط ہے تو پھر صوبہ خیبر پختونخواہ میں اب پچیس ہزار لیپ ٹاپ کیوں خریدے جا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کے vision، سوچ، محنت اور غریب پروری کے حوالے سے میں کہوں گا کہ اگر پنجاب میں یہ حکومت نہ ہوتی تو جو حشر پاکستان کا ہو رہا ہے وہ پنجاب کا بھی ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا نقصان پاکستان نے اس چار پانچ سالہ دَور میں اٹھایا ہے پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ آج اگر پی آئی اے کو دیکھیں تو وہ بالکل ختم ہونے کو جا رہا ہے، ریلوے کا ادارہ پوری دنیا میں پاکستان کا سب سے بڑا ادارہ تھا لیکن اس کا دیکھیں کیا حشر ہو گیا ہے کہ ریلوے انجن رہے نہ ریلوے بلکہ کچھ بھی نہیں رہا، سٹیل ملز کو دیکھ لیں۔ یہ بات ٹھیک ہے اور کہا جاتا ہے کہ سندھ کے اوپر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں، پنجاب کے اوپر ٹیکس نہیں لگائے جا رہے۔ پنجاب پر ٹیکس تب لگیں جب کوئی صنعتکار اپنی فیکٹری چلا لے۔ صنعتکار بے چارہ صبح اور شام سوچ رہا ہے اور مہینے کے بعد جب وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر حساب کرتا ہے، جب اس کے دروازے پر مزدور آتے ہیں تو فیکٹری کا بھٹہ بیٹھ چکا ہوتا ہے اور یہاں سے ہزاروں فیکٹری مالکان باہر کے ممالک میں جانے کا سوچ رہے ہیں لیکن یہاں ہر قدم تباہی و بربادی کی طرف جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش ہے کہ پچھلی حکومتوں نے کوئی اچھا نہیں کیا۔ گجرات سے میری ایک colleague کہہ رہی تھی ہم نے ایک دور وہ بھی دیکھا ہے کہ آپ کی جگہ پر چودھری پرویز الٰہی صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ یہاں پر کھڑے ہو کر اپنی بات کرتے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتحاد صرف اپنی حکومت کے لئے ہے۔ میں انہیں اس فورم سے التجا کرتا ہوں کہ خدا کے لئے کالا باغ ڈیم سے سستی بجلی پوری دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ اس ڈیم سے پاکستان کو سستی بجلی مل سکتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر اس اتحاد کی وجہ سے کالا باغ ڈیم پر اتفاق ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان ترقی کی راہ پر چل سکتا ہے۔ اگر پاکستان کے ساتھ ہم مخلص ہیں تو ہمیں یہ اقدام اٹھانا چاہئے۔ یہ بات سچ ہے کہ پچھلی حکومتوں نے بھی اس بارے میں کچھ نہیں کیا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اگر پیچھے جانے والوں نے کچھ نہیں دیا

تو ہم بھی وہی کام کریں۔آج پنجاب کو criticize کیا جاتا ہے کہ پنجاب والوں نے بجلی کیوں نہیں بنائی؟ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی سوچ ہر طرف ہے،یہاں انشااللہ تعالیٰ پوری کوشش کی جائے گی اور یہ facility وقت آنے پر ضرور دی جائے گی۔ جو پروگرام شروع کیا گیا ہے اسے باقاعدہ آگے بڑھایا جائے گا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ساڑھے چار سال میں، میں نے اکثر اپنی constituency میں جو کچھ face کیا وہ بتاتا ہوں کہ ایک گاؤں سے ٹیلی فون آتا ہے کہ ہمارا ٹرانسفارمر جل گیا ہے، جیسے بھٹی صاحب نے کہا ہے کہ مہینے کے بعد جب یہ بجلی کا بل وصول کر لیتے ہیں تو وصولی کے بعد جب وہ ٹرانسفارمر جل جاتا ہے تو سارا گاؤں اکٹھا ہو کر واپڈا کے دفتر جاتا ہے تو واپڈا والے کہتے ہیں کہ پیسے نکالو۔ پھر وہ لوگ بے چارے واپس آکر پچاس، سو اور دو چار سو روپے فی گھر لگا کر واپڈا والوں کو پیسے دے کر اپنا ٹرانسفارمر ٹھیک کرواتے ہیں تو پھر بجلی چلتی ہے۔ چار چار، پانچ پانچ دن یہ صورتحال رہتی ہے تو کیا یہ درست نہیں کیا جا سکتا؟ فرض کریں کہ پنجاب حکومت نے فیصلہ کر لیا کہ لاہور اور فیصل آباد کو نئی بسیں دی جائیں تو وفاقی حکومت نے ان بسوں کو کھڑا کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیا وفاقی حکومت یہ فیصلہ نہیں کر سکتی تھی کہ ان بسوں کو سی این جی گیس فراہم کرنے کے لئے ایک علیحدہ سسٹم بنا دیا جاتا۔ کیا عام آدمی کا معیار زندگی بہتر بنانے کے لئے اور اسے گھر سے دفتر تک آنے کے لئے اگر پنجاب حکومت نے سی این جی بسیں چلائی ہیں تو ہم انہیں سی این جی فراہم کر دیں تاکہ مزدور آدمی یا ملازمت والے اپنے گھر سے سستے کرائے پر دفتر یا ڈیوٹی تک پہنچ سکیں۔ ان بسوں کو ختم کرنے کے لئے سوئی گیس کی مزید لوڈشیڈنگ کر دی گئی۔ اگر آج گیس اور بجلی کی لوڈشیڈنگ کے حوالے سے پنجاب کا دوسرے صوبوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ باقاعدہ طور پر ایک پلاننگ کے تحت پنجاب کی فیکٹریوں کو ختم کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے دل کی بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگلے دن دنیا نیوز پر وزیر اعظم صاحب کہہ رہے تھے کہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ آج وفاقی حکومت کو جتنا موقع اور طاقت ملی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر فائدہ ہوا ہے تو صرف چند لوگوں کو ہوا ہے۔ اس ساڑھے چار سال کے عرصہ میں ہونے والے نقصان کا ذمہ دار کون ہے؟ اس نقصان کا اگر اندازہ لگایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے علاقے کی نمائندگی بڑے عرصہ سے کرنے کا شرف حاصل ہے لیکن اتنے بدترین حالات نہیں دیکھے آج یہاں پر یہ سب میرے colleague بیٹھے ہوئے ہیں لوڈشیڈنگ کی وجہ سے اگر وہاڑی میں جلوس نکلا ہے تو آپ دیکھیں کہ وہ لوگ ایم پی اے اور ایم این اے کے گھروں پر گئے ہیں۔

جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو ہم خود سوچ رہے ہوتے ہیں کہ یہ گناہ کس کا ہے اور سزا کسے مل گئی۔ میں کہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ اس بارے میں سوچا جائے۔ ہمیں یہ ضرور مشورہ دیا جاتا ہے کہ آپ کے ووٹ بن جائیں گے لیکن دیکھیں کیا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت ووٹوں کے لئے ہی رقم نہیں دی جارہی؟ لیپ ٹاپ تو ان لوگوں کو دیئے جا رہے ہیں جو حق دار ہیں، گرین ٹریکٹر ان لوگوں کو دیئے گئے جن کے نام قرعہ اندازی میں نکلے اور میرے پاس ثبوت موجود ہیں کہ پیپلز پارٹی نے ٹریکٹر ان لوگوں کو دیئے جو ان کے قریبی رشتہ دار تھے یعنی کسی کو بھی ٹریکٹر میرٹ پر نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! تنویر اشرف کائرہ صاحب نے تین بار وزیر خزانہ کے طور پر بجٹ پیش کیا اور ہم ان کی تقاریر سنتے رہے، بڑی اچھی تقاریر تھیں اور وہ بڑے ہی خوب صورت طریقے سے بجٹ تقریر کرتے تھے۔ یقین جانئے۔ اگر اندر سے پوچھا جائے تو وہ بھی کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت بہت اچھے کام کر رہی ہے۔ اگر اوپر سے پوچھا جائے تو پھر ظاہر ہے کہ جو کچھ کرنا ہے وہی کرنا ہے۔ یہاں پر وفاقی حکومت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہم مظلوم ہیں اور وزیر اعظم صاحب بھی کہتے ہیں کہ میرے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ جب صدر بھی ان کا ہے، وزیر اعظم بھی ان کا، چیئرمین نیب بھی ان کی مرضی کا ہے، چاروں صوبوں کے گورنر بھی ان کی مرضی کے ہیں تو پھر سارا سسٹم ہوتے ہوئے بھی اگر مظلومیت ہے اور پھر بھی کچھ نہیں کر سکے تو میں کہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے اتنی محنت اور کوشش کے بعد یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ یہاں پر بار بار وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اخراجات کا ذکر کیا گیا، ہم اکثر وزیر اعلیٰ ہاؤس جاتے ہیں لیکن ایک چائے کا کپ بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ پنجاب حکومت نے اخراجات پر اتنا کنٹرول کیا ہے کہ 700 گاڑیاں پچھلے بجٹ میں کم کی گئیں۔ یہ بڑی سوچنے والی بات ہے کہ صدر اور وزیر اعظم کے باہر کے ممالک کے دوروں کے 2۔ارب روپے سے زائد کے اخراجات ہیں۔ اگر اتنے اخراجات کئے گئے ہیں تو ان کا output کیا ہے، ایک عام آدمی کو اس کا کیا فائدہ ہوا، کیا اس کی وجہ سے ہماری پی آئی اے بہتر ہو گئی، کیا اس کی وجہ سے ہماری ریلوے بہتر ہو گئی؟ کیا اس کی وجہ سے ہم energy crisis سے نکل آئے؟ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو کوئی بھی اپنا کارخانہ چلاتا ہے، جو کوئی بھی اپنی investment کرتا ہے تو اس کا حساب ضرور لگاتا ہے اور ایک وقت ضرور آئے گا کہ جب یہ قوم سب سے حساب لے گی۔ جو بہتر کام کرے گا لوگ اس کے ساتھ ہوں گے اور جو بہتر کام نہیں کریں گے لوگ ان کے خلاف ہوں گے۔ میری یہ request ہے کہ خدا کے لئے اس ملک کے اوپر ترس کھائیں اور اس ملک پر مہربانی کی جائے۔ یہ

اقتدار کا اتحاد کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی طرف بڑھے، یہ اتحاد کالا باغ ڈیم بنایا جائے کیونکہ ان کے پاس وقت ہے اور اس سے پاکستان ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے کوشش اور محنت سے اپنے ہسپتال ٹھیک کئے، ہم نے تعلیمی ادارے ٹھیک کئے، ہم نے سڑکوں کو بہتر بنایا اور ہم نے جو کچھ کیا اس سے عام آدمی کا معیار زندگی بہتر ہوا لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو crisis ہمارے سامنے ہیں ان کی وجہ سے ترقی کا پہیہ دن بدن slow ہوتا جا رہا ہے اور ہم نقصان میں جا رہے ہیں۔ ہماری وہ فیکٹری اور انڈسٹری بند ہو رہی ہے جس کی طرف ہمیں بڑھنا تھا اور مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ پنجاب حکومت آنے والے وقت میں اس پر ضرور توجہ دے گی۔ میرے حلقہ اتووال سے ڈھالکو جانے والی 23 کلو میٹر لمبائی کی ایک سڑک ہے جس پر میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ چاہتا ہوں اور انہیں note کروانا چاہتا ہوں کہ اس سڑک کو اس ADP میں شامل کریں۔ یہ سڑک پچھلے سال کے بجٹ میں باقاعدہ طور پر منظور کی گئی تھی لیکن میں نے دیکھا کہ ADP میں یہ سکیم نہیں ہے تو میری ان سے گزارش ہے کہ اس سکیم کو ضرور شامل کریں۔ اپنے حلقے کے حوالے سے میں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ میرے حلقے میں ایک امراہائی سکول ہے اس کو گورنمنٹ نے انٹر کالج بنانے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ یہ بھی اس سکیم میں شامل کریں تاکہ لوگوں کو فائدہ ہو۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میاں محمد کاظم علی پیرزادہ!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنی کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے بجٹ کو بنایا ہے اور جو اس پر criticize کر رہے ہیں وہ اکاؤنٹ کے لوگ ہو سکتے ہیں جو بہتر تجاویز بھی دے رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ جو دو تین زیادتیاں ہو رہی ہیں میں اس کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ معیشت کے بارے میں ہم اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ اس ملک میں کوئی bumper crop ہو اور جس دفعہ بھی ہماری فصل بکتی ہے ہماری معیشت یک دم بیٹھ جاتی ہے۔ کاشتکار جو صدیوں سے اس خطے کی خدمت کر رہا ہے اور میرے خیال میں اس خدمت کی وجہ سے اس کو جو عزت اور مقام ملنا چاہئے تھا وہ نہیں ملا بلکہ اس کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ اس دفعہ جب گنے کی فصل آئی تو اس کی procurement پر نوے فیصد فصل کو 100 روپے اور اس سے کم پر خرید کیا گیا۔ جب آخری دس فیصد فصل رہ گئی تو وہ ریٹ بڑھ کر 180 بلکہ ڈبل پر ہو گیا۔ یہ بڑی آسان سی بات ہے ہمارے پالیسی سازوں کے سامنے ہماری حکومتوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کہ جب اس کے ریٹ کو آخری دس دن میں یا آخری دس فیصد کی خرید پر ڈبل کیا گیا ہے تو وہ کس کو فائدہ

دینے کے لئے کیا گیا ہے؟نوے فیصد گنا جو ریٹ سے کم خریدا گیا ہے اس سے کس کا استحصال کیا گیا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر اس سے بالا ہو کر کہ کس کا کس پارٹی سے تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا سب سے پہلے تعلق اپنے خطے سے ہے اور میں سب سے پہلے ان لوگوں کا وفادار ہوں جن کے ووٹوں سے میں منتخب ہو کر یہاں پہنچا ہوں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ اس طرح سے کسانوں کا استحصال ہوا ہے۔ جب گندم کی خریداری کا وقت آیا تو ہماری گندم کو خرید نہیں کیا گیا۔ اکثر کاشتکار سو سے ڈیڑھ سو روپے کے درمیان سستی گندم فروخت کرنے پر مجبور ہوئے۔ ملک اور گھر رویّوں اور انصاف سے بنتے ہیں۔ کفر کی حکومتیں قائم رہ سکتی ہیں لیکن بے انصاف حکومتیں قائم نہیں رہا کرتیں اس لئے اس کے لئے کچھ سوچا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر کاشتکاروں کے کردار کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو وہ آپ کے سامنے ہے۔ جب اس ملک میں مشکل حالات آئے ہیں اور لوگوں کو اپنے کاروبار زیادہ منافع میں نظر نہیں آئے تو ہم نے دیکھا ہے کہ یہاں کے سرمایہ دار اپنی پوری فیکٹری بحری جہاز پر لاد کر بنگلہ دیش، دبئی یا کسی اور ملک لے گیا۔ یعنی وہ اس ملک کے اندر اُس وقت تک شہری ہے جب تک کہ اس کا سرمایہ یہاں بڑھ رہا ہے لیکن کاشتکار اس ملک کا اُس وقت بھی شہری ہے جب اس ملک میں بُرا وقت آئے اور اس وقت بھی شہری ہے جب اچھا وقت سانس لینے کا آئے۔ کچھ عرصہ پہلے جب ہمارے کاشتکار کو کپاس کا اچھا ریٹ ملا تھا اور یہ ریٹ کافی سالوں کے بعد ملا تو اُس وقت بہت تقریریں ہوئیں۔ اسمبلیوں میں تقریریں ہوئیں اور ٹی وی ٹاک شو میں باتیں ہوئیں کہ کاشتکار پر ٹیکس لگایا جائے۔ دس سال بعد، بیس سال بعد ایک اچھی فصل جس نے کسی کاشتکار کو lifeline دی اس پر تو اتنی تقریریں ہو گئیں۔ میں اس حکومت یا آنے والی حکومت کی بات نہیں کر رہا بلکہ ہمارے ساتھ تو پچھلے ساٹھ سال سے یہ ہو رہا ہے جب سے یہ ملک بنا ہے ہمارے ساتھ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ کاشتکار برے حالات میں بھی یہاں بیٹھا ہے اور یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ اس ملک میں جب کسی کے پاس چار پیسے آئیں چاہے وہ کسی بھی لائن کا آدمی ہو چاہے وہ سروس مین، وہ سیاستدان، Industrialist یا سرمایہ دار ہے جب اس کے پاس پیسا آتا ہے تو اس کی پہلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں زمیندار بن جاؤں۔ وہ خود تو چاہتا ہے کہ میں زمیندار بنوں اور وہ اس خواہش کی تکمیل کے لئے فارم ہاؤس تک بنا دیتا ہے لیکن کاشتکار جو اصل میں اس دھرتی کا بیٹا ہے، جو اس دھرتی کے لئے کام کر رہا ہے اس کے حقوق کی پامالی ہو رہی ہے۔ اسی طرح گوشت کو دیکھ لیں۔ بڑے

گوشت یا چھوٹے گوشت کی قیمت اگر -/20 روپے بھی بڑھ جائے تو قصائی کے پھٹے کو اٹھا کر ایک ایسی جگہ پر پھینک دیا جاتا ہے کہ اس کی دنیا لٹ جاتی ہے لیکن مرغی کا ریٹ اگر ڈبل بھی ہو جائے تو کوئی نہیں پوچھتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ اس لئے ہے کہ مرغی کا گوشت سرمایہ دار کا product ہے۔ میں انہی رویوں پر ہی آپ سے بات کروں گا۔ جنوبی پنجاب کی بہت زیادہ بات ہو رہی ہے کہ جنوبی پنجاب اور بہاولپور کو صوبہ بننا چاہئے۔ یہ سارا کچھ اس وجہ سے نہیں ہے، ہمارے سرائیکی بہت وضع دار ہیں اور بڑی قربانی دینے والے لوگ ہیں۔ میں خود بارڈر ایریا کا رہائشی اور نمائندہ ہوں۔ ہم لوگوں، ہمارے خاندانوں اور بزرگوں نے اس ملک کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ جس وقت ہندوستان کی یلغار ہوتی ہے تو سب سے آگے ہم لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔اِس وقت ہمارے ملک کی قیادتوں کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ یہ مسائل ان رویوں سے ختم ہوں گے، یہ بجٹ سے بہتر نہیں ہو سکیں گے۔ میں یہ پہلے بھی گزارشات کر چکا ہوں۔ اس وقت جو قیادت اس ملک کو lead کر رہی ہے اس کو اپنے اندر یہ سوچ پیدا کرنی پڑے گی کہ اس ملک نے ہمیں کیا عزت دی اور ہمیں کس مقام پر پہنچایا ہے۔ اب یہ وقت اس ملک کی خدمت کرنے کا ہے۔ ہمیں بہت بالا نظری، بہت سمجھداری اور بہت ہوش مندی سے فیصلے کرنے چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

منہ سے کہہ دینا کہ صوبے بنا دیں یہ بہت آسان ہے لیکن اس کی بڑی serious complications ہوں گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس آبادی سے میں belong کرتا ہوں ان کے لئے سب کچھ یہی ملک ہے۔ ہماری عزت اسی ملک سے ہے۔ ہم یہاں اگر شریفانہ یا محفوظ زندگی گزار رہے ہیں تو وہ اس ملک کی وجہ سے ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارے اس ملک کو قائم رہنا چاہئے۔ اس کے بعد یہ ثانوی چیزیں ہیں کہ صوبہ کون سا ہونا چاہئے اور اس میں کیا ہونا چاہئے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے وہاں خصوصی توجہ دی ہے۔ میں بہاولپور سے belong کرتا ہوں۔ میرا نہیں خیال کہ کسی ضلع کو یا کسی ڈویژن کو انہوں نے اتنی بار وزٹ کیا ہو گا جتنا بہاولپور کو کیا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں پر ترقیاتی سکیمیں اور بنیادی ضروریات کو بہت غور سے دیکھا گیا ہے اور ان کو پورا کیا گیا ہے لیکن یہ وقت leaderships role play کرنے کا ہے۔ اب بات ان ترقیاتی منصوبوں سے کہیں آگے جا چکی ہے۔ میں آپ کی توجہ اپنے حلقے کے منصوبے کی طرف دلاؤں گا۔ یہ منصوبہ میرے حلقے کا نہیں بلکہ میرے خطے کا ہے۔ بہاولپور ڈویژن میں جب ہماری آپس میں بجٹ کی discussion ہوئی تھی اس وقت بھی ہم نے یہ تجویز دی تھی۔ وہ ہے بہاولپور بہاولنگر روڈ کی dual way کی جائے۔ اس

کی وجہ یہ ہے کہ یہ تقریباً180 کلو میٹر کی روڈ ہے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر والوں کے لئے یہ سڑک استعمال کی جاتی ہے۔ بہاولنگر میں اتنی طبی سہولیات نہیں جتنی بہاولپور میں میسر ہیں۔ اس لئے وہ ہماری lifeline ہے۔ میں یہ بھی تجویز دوں گا کہ farm to market roads کے لئے پہلے بھی بجٹ میں پیسہ رکھا گیا ہے لیکن اس کو ایک قانون کے تحت کہ مواضعات میں جتنی اہم سڑکیں ہیں اس پیسے کو ان پر مختص کیا جائے تاکہ زمیندار اور کاشتکار اپنی produce کو صحیح ریٹ پر فروخت کر سکے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میری ایک اور تجویز یہ ہے کہ جس طرح ٹریکٹر سکیم پر پیسے رکھے گئے ہیں تو بھیک بانٹنے سے حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ یقیناً ٹریکٹر اتنے مہنگے ہو چکے ہیں، یہ ہمارے کاشتکار کا product نہیں ہے اس کی قیمت کا کوئی اور تعین کرتا ہے بلکہ یہ سرمایہ دار کا product ہے۔ اس کی قیمت اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ واقعی اس کا خریدنا ایک کاشتکار اور زمیندار کے بس میں نہیں رہا۔ یہ اچھی سکیم ہے لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری ہمارے علاقوں کی فصلیں ہیں، ہمارے پنجاب کو zones میں بانٹا جائے۔ جن علاقوں climate کے لحاظ جو فصلیں وہاں suit کرتی ہیں وہ فصلیں ادھر کاشت کی جائیں۔ غالباً اس سے متعلق پہلے قانون تھا اور اس میں کہا گیا تھا کہ کس علاقے میں کماد کاشت کیا جائے گا اور کس علاقے میں کوئی دوسری فصل کاشت ہو گی تو اس کے مطابق طریق کار اختیار کیا جائے گا اس پر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی معیاری بیج کے لئے انتظامات کی ضرورت ہے۔ میں تقریباً1994 سے عملی طور پر خود کاشتکاری کر رہا ہوں اور ہم خود اس تجربے سے گزرے کہ ہمیں جو کپاس کا بیج ملتا ہے وہ معیاری نہیں ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ نیت انسان کا بیج ہے تو جب بیج ہی اچھا نہیں ہو گا تو اس پر ہم جتنے اچھے سپرے کر لیں، جتنی اچھی کھاد ڈال لیں اور اس پر جتنی محنت کر لیں ہمیں فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ ہماری agriculture میں prime priority seed ہونی چاہئے تاکہ ہم اپنے کاشتکاروں کو معیاری بیج متعارف کرائیں اور ان کی محنت کا جائز حصہ انہیں ملے۔ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ ہمیں اپنی جائز محنت سے زیادہ یا double معاوضہ ملے۔ ہم کاشتکار ہیں ہم اس طرح سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم نے اپنی محنت سے جو چیز پیدا کی ہے اس cost سے double of cost معاوضہ own کریں لیکن ہماری جو جائز محنت کی کمائی ہے وہ ہم تک پہنچنی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام حکومتیں چاہے وفاقی حکومت یا پنجاب حکومت ہو ہمارے حقوق کے تحفظ کے bound ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں مختصر بات کروں گا۔ ہماری حکومت نے 782۔ارب روپے کا بجٹ دیا ہے، اس میں capital receipt کو شامل کر لیں تو وہ 240۔ارب روپے ہیں اور اگر public account credit کو شمار کریں کیونکہ یہ پیسے بھی عملی طور پر provincial exchequer میں آتے ہیں تو یہ 1109۔ارب اور 44 کروڑ روپے کا بجٹ بنتا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ بتاؤں کہ وفاق 84 فیصد collection کر کے ان کی جھولی میں ڈالے گا اور پھر بھی یہ صوبے اس وفاق کو گالیاں دیں گے جو کہ tax collection جیسا مشکل ترین کام کر کے ان کو پیسا دیتا ہے کہ آپ اس پیسے کو صرف کریں اور اس کو صرف کرنے میں بھی انہیں مشکلات پیش آتی ہیں۔ صوبہ اپنی 16 فیصد collection کرے گا، انتظامی یا ایڈمنسٹریشن کے طور پر ایک اچھا صوبہ کبھی پنجاب ہوا کرتا تھا۔ according to population یعنی جو صوبے کا حجم ہے تو اس لحاظ سے سب سے کم collection ہمارا یہ صوبہ کرے گا اور صوبے کی collection 103۔ارب روپے ہے۔

جناب سپیکر! انرجی پر بڑی تفصیلی بات ہو چکی ہے اور میں صرف دو باتوں پر اشارہ کر کے آگے چلوں گا کہ بجٹ تقریر کے اندر کہا گیا کہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے فیصل آباد، سیالکوٹ، لاہور، گوجرانوالہ اور ملتان کے شہریوں کو بڑی پریشانی ہوئی ہے۔ آپ ذرا دیہاتوں کے اندر رہنے والے ان کاشتکاروں کے بارے میں سوچیں کہ کیا اس لوڈشیڈنگ سے وہ متاثر نہیں ہوئے؟ یا وہ لوگ مسلم لیگ ٹارگٹ کے اندر نہیں کہ اگر ان کو تکلیف ہو بھی جائے تو یہ سمجھتے ہیں کہ دیہاتوں کے اندر رہنے والے لوگوں کے ساتھ اگر ایسا ہوتا ہے جو کہ شہروں کی نسبت ڈبل لوڈشیڈنگ سے متاثر ہیں۔ سنجیدگی کا عالم یہ ہے کہ سندھ جیسا صوبہ جو آبادی کے اعتبار سے پنجاب سے آدھے سے بھی چھوٹا صوبہ ہے اس نے 25۔ارب روپے پاور جنریشن کے لئے رکھا ہے اور ہمارے صوبہ نے 10۔ارب روپے رکھا ہے جبکہ 9۔ارب روپے گزشتہ سال رکھا تھا تو اس کی utilization صرف 2۔ارب روپے ہے یہ figures انہوں نے white paper میں show کر دی ہے لیکن یہ 2۔ارب روپے بھی in actual release نہیں ہوئی۔ چلیں میں مان لیتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ Council of Common Interest کے اندر میں نے یہ initiate لیا تھا کہ صوبوں کو unlimited power generation کی اجازت دی جائے۔ اس سے پہلے جب 50 یونٹ کی اجازت دی تو ایک یونٹ بھی انہوں نے پیدا نہیں کیا، پھر 200 یونٹ تک تھی تو اس وقت بھی انہوں نے کوئی generation نہ کی اور جب سے

unlimited power generation ہوئی ہے تو اس کے بعد بھی انہوں نے ایک یونٹ بجلی یہاں پر پیدا نہیں کی۔ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ شاید بے روزگار لوگوں کو قرضے دینے سے خوشحالی آجایا کرتی ہے اور گزشتہ پانچ سالوں میں صوبہ کے اندر حکومت کرتے ہوئے ہماری مسلم لیگ حکومت نے جتنی ترقیاتی سکیمیں قرضے کے اعتبار سے کیں میں ان کی figures دینا چاہتا ہوں جو آپ نے خود اپنے White Paper میں دی ہیں۔ جب مرکزی حکومت مسلم لیگ(ن) کے پاس تھی تو انہوں نے Yellow Cab Scheme دی جس کے ابھی 25۔ارب روپے کے قریب قرضے واجب الادا ہیں۔ UBL اور HBL پندرہ سال بعد بھی ان قرضوں کے ظلم کا شکار ہیں۔ اگر یہ سکیم ناکام تھی تو ہماری اس حکومت کو دوبارہ اس ناکام سکیم کو شروع نہیں کرنا چاہئے تھا۔ یہ 50ہزار روپے فی کس کے اعتبار سے 3۔ارب روپے کا قرضہ تعلیم یافتہ ہنر مند لوگوں کو دیں گے اور میں ذرا یہ recovery of loans کی ایک figure آپ کو دینا چاہتا ہوں کہ 5۔ارب 21 کروڑ روپے کا انہوں نے تخمینہ لگایا تھا کہ اس سال recovery کریں گے لیکن انہوں نے 53 کروڑ روپے کی recovery کی ہے یعنی یہ 8 فیصد ہماری recovery of loans کی performance ہے جس کی بنیاد پر ہم نئے قرضے دینے کی طرف جا رہے ہیں۔ governances کا یہ عالم ہے کہ اپنے قائم کردہ تخمینہ کا 8 فیصد اکٹھا کیا ہے۔

جناب سپیکر! political point scoring کی طرف کائرہ صاحب نے بات کی تھی۔ گزشتہ سال جب Farm Houses پر ٹیکس لگایا جا رہا تھا تو کہا یہ جا رہا تھا کہ luxuries پر ٹیکس لگا کر ہم غریب عوام کو develop کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ figure بتانا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے 36 اضلاع میں سے Farm Houses کی مد میں جو انہوں نے collection کی ہے وہ 27لاکھ روپے ہے جو صرف میاں برادران اپنے رشتے داروں کے Farm Houses سے لے لیں تو شاید وہ figure بھی اس سے زیادہ بنتی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ collection کی ratio ایک فیصد سے کم ہے اگر ان کی financial team میرے ساتھ اس پر مذاکرات کرنا چاہے تو میں تیار ہوں۔ جب luxury گاڑیوں پر ٹیکس لگایا جا رہا تھا تو گزشتہ سال ہم نے یہ کہا کہ چھوٹے صوبوں کو اعتماد میں لے لیں چونکہ جب ان کا luxury tax کم ہو گا اور پنجاب کا زیادہ ہو گا تو لوگ رجسٹریشن سکھر، ڈیرہ اسماعیل خان اور اسلام آباد میں کروائیں گے، Number of luxury vehicles کم ہو جائے گی نتیجتاً ہماری ایکسائز ڈیوٹی کم ہو جائے گی تو اس وقت بار بار کہنے کے باوجود ہماری financial team نے ہماری یہ بات نہ مانی۔ اب سال کے بعد یہ figure جو انہوں نے white paper میں دی ہے، یہ 12 کروڑ 50لاکھ روپے

تخمینہ تھا جو انہوں نے luxury vehicles پر collect کرنا تھا جبکہ انہوں نے 8 کروڑ 45 لاکھ روپے وصول کیا ہے، 33 فیصد کا shortfall ہے جو کہ ہم نے ان کو ٹیکس لگاتے ہوئے بتادیا تھا۔ صوبے کو ترقی دینے کے لئے ماڈرن میگا پراجیکٹس کی انتہائی ضرورت ہے لیکن جنوبی پنجاب کے لوگ کیوں علیحدگی کی بات کرتے ہیں کیونکہ ٹیکنیکل یونیورسٹی کئی ارب روپے سے سیالکوٹ میں بنے گی، نالج سٹی رکھ ڈیرہ چاہل لاہور کے اندر بنے گا، نالج پارک اربوں روپے سے شیخوپورہ مرید کے میں بنے گا اور State of the Art, Information Technology University جو کہ ارفع کریم پارک میں قائم ہوئی ہے وہاں کلاسیں اسی سال شروع ہو جائیں گی۔ ان چاروں ماڈرن میگا پراجیکٹس کا تعلق لاہور کے گردونواح سے ہے، یہ بھکر والوں کا حق بھی ہو سکتا تھا کہ چار میں سے ایک ڈیرہ غازی خان یا رحیم یار خان کو دے دیا جاتا اور اس سے بڑی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ 80۔ارب روپے جنوبی پنجاب کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا جاتا ہے اور جب utilization کی بات آتی ہے تو لاہور کے لئے اگر 10۔ارب روپے رکھا جائے تو 40۔ارب روپے کی releases ہو جاتی ہیں اور 80۔ارب جو جنوبی پنجاب کے لئے رکھا جاتا ہے تو 5 یا 6۔ارب روپے سے زیادہ اس کی نہیں releases ہوتیں، ان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ 220۔ارب روپے کا A.D.P گزشتہ سال انہوں نے پراجیکٹس کی allocation کے لئے ہم سے مانگا اور اس اسمبلی نے جب دے دیا تو 165۔ارب روپے انہوں نے according to the allocations of the budget and according to the permission of this honourable House استعمال کیا اور 47۔ارب روپے کا انہوں نے جو supplementary خرچ کر دیا جس میں illegitimate expenditures جسے میں expenditures of the Government کہتا ہوں، جب ان کے پاس منظور شدہ allocations کا 55۔ارب روپے موجود تھا تو وہ 55۔ارب روپے جو منظور شدہ تھا اس کو ختم کر کے 47۔ارب روپے انہوں نے supplementary میں کیوں لگایا؟ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اگر کہیں تو آئی جی تبدیل ہو سکتا ہے، چیف سیکرٹری تبدیل ہو سکتا ہے، سیکرٹری تبدیل ہو سکتا ہے لیکن ڈی جی خان کے میڈیکل کالج کو تین سالوں تک انہوں نے ایک روپے release نہیں کیا اور چند دن پہلے آخری financial year کے اندر انہوں نے چند کروڑ روپے issue کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں لوکل گورنمنٹ کو دی جانے والی گرانٹس جو white papers پر ہیں ان کی طرف توجہ دلاؤں گا، مظفر گڑھ، راولپنڈی، سیالکوٹ اور سرگودھا population کے اعتبار سے برابر

ہیں اور پسماندگی میں مظفر گڑھ سب سے نیچے ہے۔ مظفر گڑھ کا حصہ 5۔ارب 51 کروڑ، راولپنڈی 8۔ارب 2 کروڑ، سیالکوٹ 6۔ارب 57 کروڑ، سرگودھا کا حصہ 7۔ارب 95 کروڑ روپے رکھا ہے اور آخری دنوں میں یہ ہو گا کہ مظفر گڑھ کے 3۔ارب روپے surrender کر کے واپس لے لئے جائیں گے اور وہ لاہور کے کسی بڑے چوک یا لاہور میں سے گزرنے والی نہر کے لوہے کے جنگلوں پر لگا دیئے جائیں گے۔ ہمارا سوال آپ کے بجٹ میں مختص کردہ رقوم سے متعلقہ نہیں ہے۔ میں utilization کی بات کرتا ہوں، میں سالانہ releases کی بات کرتا ہوں، آج چوتھا سال ہے اور میں اس حکومت سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے اپنے آئندہ بجٹ کے اندر اضلاع کو جو releases کی ہیں وہ figures دیا کریں کہ ہم نے لاہور کو کیا release کیا ہے، راجن پور کو کیا release کیا ہے، میانوالی کو کیا release کیا ہے اور اٹک کو کیا release کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں ایک اور بات کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا، اتفاق سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے چار سال پہلے اعلان کیا تھا کہ ہم کوئٹہ میں کارڈیالوجی ہسپتال بنائیں گے اور اس میں ایک روپیہ بھی جاری نہ کیا، تین دفعہ allocations جو اسمبلی نے منظور کر دیں ان کو utilize نہیں کیا اور کہا کہ وہاں Law and Order ٹھیک نہیں ہے۔ دھماکے تو لاہور میں بھی ہوتے رہے ہیں، لاہور کے کون سے پراجیکٹ کو آپ نے Law and Order کا بہانہ بنا کر روکا تھا؟ آپ نے کڈنی ہسپتال سوات کو بھی دینا تھا، تین دفعہ allocation کی منظوری اس ایوان نے دی اور وہاں پر ایک روپیہ بھی allocate نہ کیا۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ کے اندر بننے والے ماڈل ویلجز کے متعلق اس تقریر کے اندر اتنے جھوٹ بولے گئے ہیں کہ آپ ایک پارلیمانی کمیٹی بنائیں، اگر یہ سچ ہوا تو میں resign کروں گا اور اگر یہ جھوٹ ہوا تو honourable Finance Minister کی بات میں اس لئے نہیں کرتا کہ وہ Acting Finance Minister ہیں، نومولود فنانس منسٹر ہیں جن کو پتا بھی نہیں ہے کہ یہ بجٹ کیسے بنایا گیا ہے؟ ماڈل ویلجز میں کہتے ہیں کہ ہم نے سکول بنائے ہیں، ٹیکنیکل سنٹر بنائے ہیں، بنیادی مراکز صحت دیئے ہیں، ویٹرنری شیڈز دیئے ہیں، فراہمی و نکاسی آب کا انتظام کیا ہے، بائیو گیس پلانٹ لگائے ہیں، ہم نے سولر لائٹس لگائی ہیں اور تجارتی مراکز بنائے ہیں، اگر یہ آٹھ چیزیں مظفر گڑھ کے ماڈل ویلجز کے اندر ہوئی ہیں تو میں resign کروں گا اور اگر یہ نہ ہوئیں تو کچھ نہ کچھ حکومت کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے

کہ یہ معزز ایوان جھوٹ بولنے کے لئے نہیں ہے۔اس بارے میں، میں تحریک استحقاق انشاء اللہ ایوان میں لاؤں گا۔

جناب سپیکر! میں A.D.P پر بات کروں گا۔ 250۔ارب روپے کا A.D.P ہے جس میں سوشل سیکٹر کو 86۔ارب روپے، انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ کو 63۔ارب روپے، پروڈکشن سیکٹر کو 8۔ارب روپے یہ تقریباً تین فیصد بنتا ہے۔ میں پروڈکشن سیکٹر کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ پروڈکشن سیکٹر میں ایگریکلچر 5۔ارب روپے، فارسٹری 47 کروڑ روپے، وائلڈ لائف 35 کروڑ روپے، فشریز 25 کروڑ روپے، فوڈ 20 کروڑ روپے، لائیو سٹاک ایک ارب 65 کروڑ روپے، انڈسٹریز کامرس اینڈ انوسٹمنٹ 35 کروڑ روپے اور مائنز اینڈ منرلز 30 کروڑ روپے، یہ ہماری حکومت کا vision ہے جس کی شکل میں وہ پوری دنیا کی پروڈکشن کو face کرنا چاہتے ہیں، یہ ہے وہ visionary budget جس میں 70 فیصد agro based economy of the Punjab کے لئے انہوں نے 5۔ارب روپے جو ٹوٹل اے ڈی پی کا پونے 3 فیصد بنتا ہے انہوں نے صرف کیا ہے اور اس 5۔ارب روپے کو یہ further divide کریں گے، کس میں کریں گے؟ agri-pesticides کے لئے، agri-engineering workshop کے لئے، agri-marketing کے لئے، agri-plant production کے لئے، agri-research کے لئے، water management کے لئے اور agri-extension کے لئے؟ انہوں نے agri-engineering workshop کے لئے شرط لگا دی جو agriculturalist بلڈوزر لے گا وہ ڈیزل جیب سے دیا کرے گا جو 65 سال تک گورنمنٹ کی سبسڈی ہوا کرتی تھی۔ Agriculture جو producing unit ہے اس کی سبسڈی ختم کر کے چند شہروں کو آٹا دینے کے لئے 27۔ارب روپے انہوں نے مقرر کر دیئے۔ میں اپنے کاشتکاروں کے بارے میں ایک بات کرتا ہوں کہ ان کو اصلی بیج نہیں ملتا، pesticides نہیں ملتیں، مہنگی اور جعلی ملتی ہیں۔ان کو پانی نہیں ملتا، کھاد نہیں ملتی، بجلی اور ڈیزل نہیں ملتا اور ان سب کے باوجود میرا کاشتکار پاکستان کی اکانومی کے اندر اتنی گندم، کپاس، چاول اور گنا پیدا کرتا ہے کہ ہماری حکومتیں سنبھال نہیں سکتیں۔ صوبائی اور مرکزی حکومتیں ان کو مارکیٹ نہیں کر سکتیں، وہ کاشتکاروں سے خرید نہیں سکتیں۔آج تک آپ نے سُنا ہے کہ پاکستان میں اگر کسی کاشتکار کو جب agriculture friendly environment نہیں ملتی تو کیا وہ زمین بیچ کر بنگلہ دیش، انڈیا یا کسی دوسرے ملک گیا؟ اس کی loyalty اس زمین کے ساتھ ہے اور اس کے مقابلے میں آپ اس industrialist کو promote کرتے ہیں جو environment friendly ہونے کی صورت میں

پاکستان رہتا ہے ورنہ وہ کوریا، بنگلہ دیش اور gulf میں اپنی انوسٹمنٹ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ میں اس کاشتکار کی بات کرتا ہوں جس کے لئے آپ کا incentive جو ہے وہ 5-ارب روپے ہے جو بجٹ کا سوا 2 فیصد حصہ بنتا ہے۔ وہ اتنی production دیتا ہے کہ آپ purchase کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر! Forestry میں 47 کروڑ روپے رکھا ہے آپ forest کو promote کرنا چاہتے ہیں، مجھے یہ بتائیں کہ Fisheries Sector جس میں گزشتہ پانچ سالوں میں 70 فیصد اضافہ ہوا ہے آپ اس کو کیا دے رہے ہیں؟ اس کو 25 کروڑ روپے دے رہے ہیں جو 0.001 percent of the ADP بنتا ہے۔

جناب سپیکر! Food Department کے لئے آپ کے پاس 20 کروڑ روپے ہیں۔ 70 فیصد agro based economy کے اندر آپ کی اگر vision یہ ہے تو معاف کریں یہ کاشت کاروں کے قتل عام کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے گزشتہ سال سے 10-ارب 52 کروڑ کو کم کر کے 8-ارب 62 کروڑ کیا ہے۔ میں اب لائیو سٹاک کی طرف آتا ہوں لائیو سٹاک کا گزشتہ بجٹ 2-ارب اور 50 کروڑ روپے تھا اور آپ کی visionary leadership نے اس کو کم کر کے ایک ارب 65 کروڑ روپے کر دیا ہے۔ ہماری لائیو سٹاک کا problem یہ ہے کہ دو دو، تین تین کلو دودھ دینے والی گائیں اور بھینسوں کی اگر breed improve کر دی جائے، اگر لائیو سٹاک بنانے والے کاشتکاروں کو اس کا شعور دے دیا جائے اور ان کو imported semen کی شکل میں ان کی breed improve کر دی جائے تو ہماری لائیو سٹاک کی پروڈکشن سات گنا بڑھ سکتی ہے اور اس کے لئے آپ کے پاس صرف ایک ارب 65 کروڑ روپے ہیں۔ اگر اس سیکٹر کے اندر value addition of livestock products کر دی جائے تو پاکستان کی برآمدات جس کا ہدف ہم نے 22-ارب ڈالر مقرر کیا ہے اس کے اندر اضافہ کر کے تین گنا تک اس کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ لائیو سٹاک کے سیکٹر میں پنجاب کے اندر اتنا بڑا potential موجود ہے۔

جناب سپیکر! میرا جی چاہتا ہے کہ TEVTA کی کارکردگی آپ کے سامنے رکھوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا جی چاہتا ہے کہ آپ wind up کر دیں۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب والا! آخری بات عرض کرتا ہوں کہ TEVTA سیکٹر ایک ایسا سیکٹر ہے کہ remittances کی شکل میں 12-ارب ڈالر بیرون ملک سے ہمارے پاکستانی ہمیں

بھیجتے ہیں۔ اس وقت ایک لاکھ Paramedics یورپ کو چاہئیں اسی طرح دو لاکھ construction related Technician پورے گلف کو چاہئیں۔ ہمارے پاس population abundant حالت میں موجود ہے اگر ہم ان کی skill development کر کے اپنی اس product کو ان دو جگہوں پر sale کریں، مارکیٹ کریں تو فلپائن کی طرح ہماری remittances ایک نمبر پر آ سکتی ہیں۔ اس وقت problem پیسوں کی نہیں ہے بلکہ governance اور ہمارے چیف منسٹر پنجاب کی ضد کی ہے۔ انہوں نے 2۔ارب روپے گزشتہ سال TEVTA کے لئے رکھا اور اس سال اس کو اڑھائی ارب روپے کر دیا۔ ایک ارب 50 کروڑ TEVTA کے لئے اور خوش آئند قدم یہ ہے کہ انہوں نے ایک ارب روپے ٹیکنیکل یونیورسٹی کے لئے مقرر کیا لیکن اس کی pessimism آپ کے سامنے رکھوں TEVTA کی pessimism یہ ہے کیا کہ 70 ہزار طلباء TEVTA کے اداروں کے اندر enroll ہوتے ہیں، 40 ہزار طالب علم امتحان دیتے ہیں جس میں سے 15 سے 16 ہزار طالب علم پاس ہوتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ international standards کو meet کرنے والے international accredited institution کے طلباء کو balance کرنے والے جو students نکلتے ہیں ان کی تعداد چند سو سے زیادہ نہیں ہے۔ جب تک pessimism base کی بنیاد پر کوالٹی ٹریننگ کے اعتبار سے demand driven کے اعتبار سے need orientation کی بنیاد پر ان کا تقرر نہیں کیا جاتا اس وقت تک انٹرنیشنل مارکیٹ کے اندر ہم اپنی product کی marketing نہیں کر سکتے اس کے لئے میرے پاس کچھ تجاویز ہیں جو میں اپنے معزز وزیر اعلیٰ کو دینا چاہتا ہوں۔ اس وقت انہوں نے چھ ادارے بنائے ہوئے ہیں جو ٹیکنیکل ٹریننگ دیتے ہیں۔ کیوں نہ ان چھ اداروں کو ایک چھتری کے نیچے لایا جائے اور ایک uniform policy بنا دی جائے۔ ایک طرف یہ TEVTA کے تحت لوگوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں، یہ PVTC کے تحت لوگوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں، یہ پنجاب سمال انڈسٹری کارپوریشن کے تحت لوگوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں، سوشل ویلفیئر کے تحت لوگوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں اس کے علاوہ ایگریکلچر ٹیکنیشن کالج کے تحت ٹریننگ دی جارہی ہے۔ اگر یہ ٹیکنیکل ٹریننگ کا subject صوبوں کے پاس آیا ہے تو پھر صوبوں کو ایک uniform policy بنانی چاہئے اور میں اس صورت میں یہ سمجھتا ہوں کہ road sector اور social sector کے پیسوں کو cut لگا کر اگر TEVTA کے اس pessimism based quality کو بہتر کر کے 20۔ارب روپے بھی دے دیئے جائیں تو وہ کم ہوگا چونکہ اس قوم کا سب سے بڑا عذاب بے روزگاری ہے۔ اگر لوگوں کے پاس روزگار آ جائے، اگر لوگوں کے پاس وافر پیسا

آ جائے تو پھر وہ بچوں کو پڑھانا اور صحت کے معاملات کو بھی جانتے ہیں۔ جب تک انرجی سیکٹر کو اور employment sector کو priority پر نہیں لیا جائے گا اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب ترقی نہیں کر سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں آخری بات یہ کہوں گا کہ ہماری تقریر بنانے والے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ہمارے محترم وزیر اعلیٰ کے بارے میں ایک شعر آخر میں لکھا ہے۔ کاش انہوں نے اسی غزل کا وہ اصلی شعر بھی پڑھا ہوتا یا وہ بھی ہمارے محترم وزیر اعلیٰ کو بتایا ہوتا کہتے ہیں

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

جناب سپیکر! درویش اس وقت درویش ہوتا ہے جب اسے عوام الناس درویش کہیں، خسروانہ خصائل والا اس وقت ہوتا ہے جب عوام الناس یہ بات کہیں۔ اپنے منہ میاں مٹھو تو سب بن جاتے ہیں۔ اس ٹیم کو میرا پیغام ہے کہ معزز وزیر اعلیٰ کو اسی غزل کا وہ پہلا شعر ضرور بتائیں یہ جو انہیں کہتے ہیں کہ دائمی اقتدار آپ کے پاس ہے انہیں بتائیں کہ:

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہو گا، یہی اک حرفِ محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ

یہ ڈنگ ٹپاؤ پالیسیاں چھوڑ کر دانش مندانہ پالیسیاں بنائیں جو breed improvement کے ذریعے جو seed کی breed improvement کے ذریعے آنے والے decade کے اندر اس قوم کو اس ترقی کی طرف لے کر جائیں جہاں پر جا کر ہم کہیں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ اور ان کی معاشی ٹیم کی سوچ دانش مندانہ اور دور اندیشانہ تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شمائلہ رانا!

محترمہ شمائلہ رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیمo

عورت کبھی مریم کبھی حوا کبھی زہرہ
عورت نے ہر اک دور میں قوموں کو سنوارا

جناب سپیکر! آپ بھی کہتے ہوں گے کہ بجٹ اجلاس میں بجٹ تقریر کے لئے میں خواتین کے issue پر ایک شعر سنا رہی ہوں لیکن میں اس شعر کو پڑھنے کے لئے مجبور ہو گئی ہوں۔ پنجاب حکومت اور ہمارے وزیر اعلیٰ، خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ایک ایسا بجٹ پیش کروایا جس میں خواتین کے لئے سب سے زیادہ کوٹا بھی مختص کیا گیا، جس میں خواتین کے لئے job vacancies بھی مختص کی گئیں اور سب سے اہم جو میں سمجھتی ہوں جس کے لئے میں اپنی قیادت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ خواتین کو وراثتی حوالے سے جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس کے لئے قانون سازی کی گئی ہے۔ میں اس بجٹ کو ایک تاریخی بجٹ کہنا چاہوں گی کہ خواتین کے لئے اس سے پہلے وراثتی حوالے سے جائیداد کی منتقلی کے لئے جو ٹیکس تھا اس پر بھی ہم نے چھوٹ دے دی۔ اب اس میں خواتین اور مردوں کو بھی اس سے استثنیٰ حاصل ہے اور اب جائیداد کی منتقلی کے لئے انہیں کسی قسم کا ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ یہ ہماری حکومت کا ایک احسن قدم ہے۔ اس کے بعد میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ خواتین کو جو پندرہ فیصد کوٹا دیا گیا ہے یہ میری قیادت اور میری پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی سوچ کا مظہر ہے کہ ہم خواتین کی empowerment چاہتے ہیں، انہیں مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں، ہم خواتین کی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا چاہتے ہیں اور ہم نے اس کا ثبوت اپنا بجٹ پیش کر کے دیا ہے۔ اس کے علاوہ پہلے جن چیزوں پر جاگیرداروں، وڈیروں نوابزادوں، نوابزادیوں کے بچوں کا حق تھا اور غریب عوام کے بچوں کا ٹیلنٹ چھپ کر رہ جاتا تھا ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ان غریب طلباء کے ٹیلنٹ کو پالش کیا، ان غریب طلباء کے ٹیلنٹ کو نکھارا، سنوارا، کالجوں یونیورسٹیوں اور سکولوں میں پرائمری سطح پر debate competition کا انعقاد کیا گیا۔ وہاں Talent Show قائم کئے گئے اور وہاں پر اس طرح کی activities کی گئیں تاکہ طلباء میں غیر نصابی سرگرمیوں کو بھی promote کیا جائے اور پہلے ہمیشہ امیروں کے بچے جہاز پر بیٹھ کر مطالعاتی دوروں پر جاتے تھے اور بڑی بڑی اہم یونیورسٹیوں میں داخلہ لیتے تھے لیکن اب ہماری قیادت اور ہماری گورنمنٹ کی پالیسی کی وجہ سے ایک غریب بچہ اپنی ذہانت کے بل بوتے پر مطالعاتی دورے پر ہاورڈ یونیورسٹی جاتا ہے۔ آج ہم نے غریب کی دہلیز پر انصاف فراہم کر دیا ہے آج ہم نے غریب اور امیر دونوں کے بچے ایک جگہ بٹھا دیئے ہیں۔

دانش سکول اس کا مظہر ہے جس میں ہماری قیادت کی سوچ ہے کہ ہم صرف امیروں کو نہیں بلکہ غریب کے بچوں کو بھی وہی مساوی حقوق دینا چاہتے ہیں جن کا صوبے کا ہر بچہ حقدار ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کے علاوہ یہاں پر ایک اور اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین جو ہمارے معاشرتی رویّوں کی وجہ سے بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہیں، جن کا استحصال کیا جاتا ہے، ان خواتین کے لئے ہم نے ہر تحصیل اور ڈسٹرکٹ سطح پر Shelter Homes کا انعقاد کیا ہے تاکہ معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی کو کنٹرول کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ویسے تو تمام اداروں کے لئے بجٹ مختص کیا ہے اور تمام محکموں کے لئے خطیر رقم مختص کی ہے، سکول ایجوکیشن، سپیشل ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن، ہیلتھ اور اس کے علاوہ فوڈ کے لئے ایک اچھی خاصی رقم مختص کی ہے۔ واٹر سپلائی سینی ٹیشن، سوشل پروٹیکشن، ریجنل پلاننگ اور لوکل گورنمنٹ کیمونٹی ڈویلپمنٹ کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے لیکن ہمیشہ خواتین اور یوتھ کو neglect کر دیا جاتا ہے لیکن اس دفعہ آپ اور اس پورے ایوان نے دیکھا، میڈیا نے دیکھا، میں نے دیکھا کہ خواتین کے حقوق اور خواتین کے لئے ہم نے جو اقدامات کئے ہیں وہ نہایت احسن ہیں اور یہ ہماری قیادت کی سوچ کا مظہر ہے کہ ہم اپنے صوبے کی عورت کو مضبوط اور چٹان کی طرح سامنے لا کر کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: عائشہ احد ملک کی طرح۔

محترمہ شمائلہ رانا: بہن! اپنی باری پر بولنا۔ میں یہاں کہنا چاہتی ہوں کہ کوئی بھی حکومت چاہے وہ جمہوری ہو یا جو بھی ہو وہ مکمل اقدامات نہیں کر سکتی۔ اپوزیشن کا فرض ہے کہ وہ اپنا احسن اقدام پیش کرے، وہ تنقید کرے لیکن positive manners میں، ہم ان کی تنقید سنیں گے۔ میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ خواتین اور یوتھ کے حوالے سے ہم نے جو اقدامات اٹھائے ہیں اس سے پہلے کسی بھی گورنمنٹ کا یہ initiative نہیں رہا۔ ابھی شہری علاقوں میں بھی مسائل ہیں لیکن میں دیہی علاقوں کی بات کر رہی ہوں کہ جہاں پر خواتین کو زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کیا جاتا اور ان کے والدین بنیادی سہولیات کے فقدان کی وجہ سے اپنی بچیوں کو گھروں میں ہی بند کر کے رکھ دیتے ہیں لیکن وزیراعلیٰ صاحب کے اقدام کی وجہ سے اب وہ بچیاں گھروں سے باہر نکلیں گی ان کے لئے بس سروس کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ وہ آج اپنے گھر سے عزت سے اٹھیں گی، اپنے ادارے میں جائیں گی، ادارے سے عزت سے اٹھ کر تعلیم حاصل کر کے اپنے گھر واپس آئیں گی اور جب یہ سب ہو جائے گا تو ایک اچھی ماں بن کر اس ملک اور قوم کی خدمت کریں گی۔ میں کہتی ہوں کہ جب ایک ماں اچھی دے دی جائے تو ایک اچھی قوم

دے دی جاتی ہے یہ میں نہیں بلکہ یہ ہٹلر نے کہا تھا کہ آپ مجھے اچھی ماں دیں میں آپ کو پوری قوم اچھی دوں گا۔ ہمیں پرائمری سطح پر ہی ان چیزوں کو دیکھنا چاہئے، ہمیں نصاب میں ترمیم لا کر ایسی چیزیں لا کر دینی چاہئیں جس میں عورت کو ایک مضبوط عورت کے طور عزت و احترام کے ساتھ سامنے لائیں۔ ہم اپنے صوبے، پاکستان کی عورت کو خصوصاً پنجاب کی عورت کو مضبوط اور طاقتور بنائیں تاکہ وہ اپنے initiative خود لے سکے، وہ اپنے فیصلے خود کر سکے اور اس پر کوئی چیزیں impose نہ کی جائیں۔ وہ اپنے تمام steps خود لے اور میں یہاں پر دوبارہ اپنی قیادت، وزیر خزانہ، میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ایسا عوام دوست، غریب دوست بجٹ جس میں خواتین، یوتھ اور زندگی کے تمام شعبوں پر روشنی ڈالی گئی اور ان کے لئے بجٹ مختص کیا گیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک اچھا قدم ہے اور اپوزیشن کو بھی اس کی تائید کرنی چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ روبینہ شاہین وٹو!

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: بسم اللہ الرحمن الرحیم، شروع کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے جو ساری عزتوں اور ساری عظمتوں کا مالک ہے، وہ جسے چاہے بہت بڑی عزت سے نواز دے اور جسے چاہے ذلت کے گڑھے میں پھینک دے۔

جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے پنجاب کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ عوام کے مسائل کو حل کرنا کسی بھی حکومت کی اوّلین ذمہ داری ہوتی ہے اور ذمہ دار حکومتیں اپنے فرائض کے معاملے میں اتنی حساس ہوتی ہیں کہ مدینہ میں بیٹھا ہوا سربراہ مملکت زمانہ قحط میں پکار اٹھتا ہے کہ اگر فراط کے کنارے بکری کا ایک بچہ بھی بھوک سے مر گیا تو حشر کے دن مجھ سے اس کا حساب لیا جائے گا۔ میں اللہ رب العزت سے دعا کرتی ہوں کہ یا باری تعالیٰ وہ ہم لوگوں کو بھی جنہیں اس نے بہترین منصب سے نوازا اور ان مقدس ایوانوں میں پہنچایا وہ ہمیں وہ سوچ دے دے، ہم سے وہ کام لے جو اس کو پسند ہوں اور وہ کام ہمارے لئے اس دنیا میں عزت اور آخرت میں ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائیں۔

جناب سپیکر! کوئی بھی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کو تعلیم کے بہترین مواقع میسر نہ ہوں۔ جب آپ دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے لوگوں سے پوچھیں گے کہ آپ کی ترقی کا راز کیا ہے تو وہ یہی کہیں گے کہ اس کا راز ہماری تعلیم میں ہے لیکن بد قسمتی سے پاکستان میں طبقاتی نظام تعلیم رائج ہے۔ ہمارے ملک میں امیروں کے بچوں کے لئے پاکستان کے اندر بہترین تعلیمی سہولیات میسر ہیں لیکن غریب کے بچے کو آج کے اس دور میں ٹاٹ پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے کا حق

بھی حاصل نہیں ہے۔ایک latest survey کے مطابق ہمارے ستر فیصد بچے سرکاری سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور سرکاری سکولوں میں وہ بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں جو غریبوں کے بچے ہوتے ہیں۔ اس وقت پنجاب کے ساٹھ ہزار سکولوں میں سے ستر فیصد سکولوں میں missing facilities کی ضرورت ہے۔ آج بھی 35 لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں اور سکول داخل ہونے والے بچوں میں صرف 3.4 فیصد بچے میٹرک تک پہنچ پاتے ہیں۔ پنجاب میں ہزاروں گھوسٹ اور nonfunctional سکول موجود ہیں جن میں گائیں، بھینسیں اور بکریاں بندھی ہیں۔ محکمہ تعلیم کی توجہ نہ ہونے کی وجہ سے سکولوں کی عمارتیں کھنڈر بن چکی ہیں اور آج بھی 35 لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں، ہزاروں سکولوں میں اساتذہ کی کمی اور سہولتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے لاکھوں غریب بچوں کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے۔ سرکاری سکولوں کا معیار تعلیم اتنا پست ہے کہ ایک سروے کے مطابق نصف سے زیادہ بچے اردو کا ایک فقرہ بھی پڑھنے سے قاصر ہیں۔ ہم نے بجٹ میں سنا اور millennium development goal کی باتیں ہوئیں Centre of Excellence کی بات ہوئی، دانش سکولوں کی بات ہوئی، ہمیں بڑی خوشی ہے کہ حکومت غریب بچوں کے لئے دانش سکول بنا رہی ہے وہ ضرور بنائے لیکن سمجھ دار لوگ کہتے ہیں کہ گھر کی بنیاد ہمیشہ مضبوط رکھو۔ وہی گھر ہمیشہ کھڑا رہتا ہے جس کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں، کھنڈر عمارتوں پر رنگ روغن اور سفیدیاں کرنے سے مضبوطی نہیں ہوتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: جناب سپیکر! تعلیم کے شعبہ کے لئے کچھ تجاویز میں خادم اعلیٰ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں کہ ٹیچرز کی تنخواہوں میں فوری طور پر اضافہ کیا جائے۔ اساتذہ کی خالی اسامیوں کو پُر کیا جائے۔ اساتذہ کی سکولوں میں حاضری کو یقینی بنایا جائے۔ سیاسی بنیادوں پر تبادلوں پر پابندی لگائی جائے۔ غریب بچوں کے سکولوں میں عمارت، چار دیواری، ٹائلٹس، بجلی، پانی اور بچوں کے بیٹھنے کے لئے مناسب فرنیچر مہیا کیا جائے۔ غریبوں کے بچوں کو مفت یونیفارم اور کتابیں دی جائیں۔ ہائر ایجوکیشن کے لئے international standard کی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں تاکہ تعلیم کے شعبے میں انقلاب آسکے۔

جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ملک کے systems میں continuity نہیں ہے۔ ایک دفعہ ملائشیا کے وزیراعظم مہاتیر محمد اور ہمارے وزیراعظم اکٹھے سفر کر رہے تھے تو وہاں بات ہوئی کہ ملائشیا کس طرح آگے بڑھ گیا اور پاکستان کیوں ترقی نہیں کر سکا؟ پتا یہ چلا کہ ہمارے ملک میں

بد قسمتی سے جو بھی حکمران آتا ہے وہ صرف اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھتا ہے اور وہ نئے سرے سے شروع کر دیتا ہے۔ میری حکمرانوں سے یہ گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی میں تعلیم کے شعبے کے حوالے سے پچھلے ادوار میں جو قانون سازی ہوئی ہے اس سے بھی استفادہ کریں۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ 1994 میں پنجاب سے Compulsory Primary Education کا Bill پاس ہوا۔1994 میں فروغ تعلیم کمیٹیاں بنائی گئیں اور اسی سال پنجاب میں پچاس ہزار اساتذہ کی تقرری ہوئی۔ان اقدامات سے ملک میں بے روزگاری پر قابو پایا گیا۔یہ اس دور کے اقدامات ہیں جس وقت میاں منظور احمد وٹو پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔

جناب سپیکر! کسی بھی حکومت کے پاس الہ دین کا چراغ نہیں ہوتا کہ وہ راتوں رات مسائل کو حل کر دے۔ جس وقت میں ایم این اے منتخب ہوئی تو میں نے اپنی دادی جان محترمہ امیر بیگم کے نام پر "امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ" قائم کیا۔یہ ٹرسٹ فروغ تعلیم کے لئے پاکستان کی سطح پر کام کر رہا ہے۔اس کے تحت ہم نے اپنے ضلع اوکاڑہ میں سو فیصد لٹریسی پروگرام کا آغاز کیا۔اگر انڈیا کے ضلع کیرالہ میں سو فیصد شرح خواندگی ہو سکتی ہے تو ضلع اوکاڑہ میں کیوں نہیں ہو سکتی؟ مجھے خوشی ہے کہ اس پروگرام کے تحت میں نے حکومت پنجاب اور خادم اعلیٰ کے ساتھ meetings کیں۔ ہم نے ان کا ہاتھ بٹایا اور جو گھوسٹ سکول تھے، جن سکولوں میں گائیں، بھینسیں اور بکریاں بندھی ہوئی تھیں ان سکولوں کو امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ نے take up کیا، انہیں transform کر کے بچوں کو داخل کیا اور اب ان سکولوں میں بارہ سو بچے زیر تعلیم ہیں۔امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ کے پلیٹ فارم سے غریبوں کے وہ بچے جو میٹرک تک تعلیم حاصل کر لیتے ہیں اور ان کے اے پلس گریڈ آتے ہیں لیکن ان کے والدین کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ ان کو کسی اچھے کالج میں داخل کرا سکیں۔امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ کے تحت ایسے تین سو ہونہار طالبعلم پاکستان کی بہترین یونیورسٹیوں میں میڈیکل، انجینئرنگ، ٹیکنیکل اور دوسرے شعبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں بڑی خوشی سے ایوان کے floor پر یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ حکومت جاپان نے امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ کی performance کو دیکھتے ہوئے میرے حلقے کے remote rural area بونگی رام سنگھ کے مقام پر ایک سکول کی عمارت بنانے کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپے کی گرانٹ دی ہے۔ میں یہ بات بھی یہاں خوشی سے بتانا چاہتی ہوں کہ اس سکول کو چلانے کے لئے Punjab Education Endowment Fund کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر!میں شعبہ صحت کی بات کرنا چاہتی ہوں۔بد قسمتی سے جس طرح تعلیم میں ہمارے ملک میں double standards ہیں اسی طرح صحت کے میدان میں بھی امیروں کے لئے توبہترین ہسپتال موجود ہیں،ان کے لئے تو تشخیص اور علاج کی تمام سہولتیں میسر ہیں لیکن غریبوں کے لئے بد قسمتی سے کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ہمارے ملک اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں ستر فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔دیہات میں پینے کا صاف پانی نہ ہونے کی وجہ سے بیماریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔میں یہاں پر ہیپاٹائٹس کا ذکر کروں گی۔آپ remote rural areas میں چل کر دیکھیں کہ ہر چوتھے شخص کو ہیپاٹائٹس کی بیماری لاحق ہے۔ہیپاٹائٹس کی ویکسین بہت مہنگی ہے۔ہیپاٹائٹس کے عام ٹیکے ستر ہزار روپے کے آتے ہیں۔اس کے علاوہ جو Pegasys Injections تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے کے آتے ہیں جو کہ کسی غریب آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔میں حکومت پنجاب کو جگانا چاہتی ہوں کہ آپ کہاں سو رہے ہیں؟میں خادم اعلیٰ پنجاب سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنی تقریر میں بتائیں کہ پنجاب کے کتنے ضلعی ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے ٹیکے غریبوں کے لئے مفت میسر ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!اب آپ مہربانی کرکے wind up کرلیں۔

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: جناب سپیکر!میں بڑی اہم بات کر رہی ہوں۔پینے کا صاف پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے گردے کی بیماریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔خدانخواستہ گردے فیل ہونے کی صورت میں مریضوں کو ہفتے میں دو یا تین دفعہ Dialysis کرانے پڑتے ہیں۔اس پر ایک غریب آدمی کا مہینے میں تیس ہزار روپے خرچ آتا ہے جو کہ اس کے بس کی بات نہیں ہے۔اس کے گھر کے برتن بھی فروخت ہو جائیں تو وہ یہ خرچہ پورا نہیں کر سکتا۔میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہتی ہوں کہ امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ نے پنجاب حکومت کے ساتھ Public Private Partnership کے تحت Ameer Begum Free Kidney Dialysis Centre دیپالپور میں بنایا ہے جہاں پر سالانہ پانچ ہزار Dialysis غریب لوگوں کے بالکل مفت کئے جاتے ہیں۔وہاں پر آٹھ مشینیں کام کر رہی ہیں۔حکومت پنجاب نے اس سنٹر کے لئے ادویات کی مد میں 26 لاکھ روپے کی گرانٹ دی ہے۔میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گی کہ Dialysis ہسپتال دیپالپور کے لئے گرانٹ کو بڑھا کر کم از کم پچاس لاکھ روپے کیا جائے۔وہاں پر ہیپاٹائٹس بی پازیٹو کے مریضوں کے لئے کوئی مشین نہیں ہے اس لئے مہربانی فرما کر وہاں پر یہ مشین مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے شعبہ کے حوالے سے چند تجاویز بھی دینا چاہتی ہوں۔ڈاکٹروں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ینگ ڈاکٹروں کی تنخواہوں میں ڈبل اضافہ کیا جائے تاکہ وہ دیہات میں جاکر اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے سکیں۔ہر ضلع میں ایک State of the Art گورنمنٹ ہسپتال بنایا جائے اور اس ہسپتال میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے لئے مفت ویکسین اور injections کا بندوبست کیا جائے۔تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں جدید لیبارٹریاں قائم کی جائیں۔غریب مریضوں کے فری علاج اور تشخیص کے لئے ان کے ٹیسٹ مفت کئے جائیں۔ان تمام ہسپتالوں میں دل کے مریضوں کی انجیوگرافی،انجیوپلاسٹی اور مفت سرجری کا بندوبست کیا جائے۔اس کے علاوہ غریبوں کے لئے کڈنی ٹرانسپلانٹ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ماضی میں چند درندہ صفت ڈاکٹروں کے روّیے اور کچھ غلط لوگوں کی وجہ سے وہ غریب لوگ جو ٹرانسپلانٹ کرانا چاہتے ہیں اور ان کے پاس donor بھی موجود ہوتا ہے پھر بھی انہیں سپریم کورٹ سے اجازت لینا پڑتی ہے جو کہ غریب آدمی کے لئے بڑا مشکل کام ہے۔میں درخواست کرتی ہوں کہ اس کے طریق کار کو آسان بنایا جائے۔تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں سوشل ویلفیئر اور بیت المال کے دفاتر قائم کئے جائیں تاکہ غریب لوگوں کو علاج کے لئے آسانی سے امداد مہیا ہو سکے۔میں یہاں یہ بھی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ڈینگی سے بچاؤ کے لئے اس سال بروقت اقدامات کئے جائیں۔ماضی میں ہمیں افراتفری میں اقدامات کرنے پڑے اور پاکستان میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگ موت کے منہ میں چلے گئے تھے اس لئے مہربانی کر کے اس مرتبہ ڈینگی سے بچاؤ کے لئے بروقت انتظامات کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں چند ایک ضروری points حکومتی ایوانوں تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ہماری سڑکیں تباہ حال ہیں۔لاہور اور راولپنڈی کی سڑکوں کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کیونکہ یہ بڑی خوبصورت لگتی ہیں لیکن باقی پنجاب کے لوگوں کا دل چاہتا ہے کہ ان کے علاقے کی سڑکیں بھی ایسی ہی ہوں۔خاص طور پر farm to market roads کی حالت انتہائی خستہ ہے۔پچھلی حکومتوں میں ضلع کی سڑکوں کا انتظام ضلعی گورنمنٹ کے پاس ہوتا تھا اور ماضی میں ضلعی حکومتوں کے پاس بڑے فنڈز بھی ہوتے تھے جو کہ اس وقت نہیں ہیں۔میں وزیراعلیٰ صاحب سے مطالبہ کرتی ہوں کہ فوری طور پر تمام اضلاع کی سڑکوں کو پنجاب حکومت اپنے under لے اور ان کی مرمت کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں محکمہ ریونیو کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ اس محکمہ کی کارکردگی انتہائی مایوس کن ہے۔ آج کے دور میں بھی مقامی پٹواری غریب کاشت کاروں کی قسمت کا مالک بنا ہوا ہے۔ اکیسویں صدی میں بھی اگر آپ محکمہ کے ریکارڈ کو computerized نہیں کرائیں گے تو پھر کب کرائیں گے؟

جناب سپیکر! میں گندم کی procurement کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ اس کو پنجاب میں بُری طرح politicize کر دیا گیا ہے اور وہ کاشت کار جن کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ن) سے نہیں ہے اُنہیں باردانہ حاصل کرنے میں بڑی دقت کا سامنا ہے کیونکہ باردانہ صرف مسلم لیگ (ن) کے لوگوں کو مل رہا ہے لہذا اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ڈویلپمنٹ فنڈز کی بات کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے تین سال سے اپوزیشن ممبران کو بُری طرح نظر انداز کیا ہے۔ کیا ہم اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں، کیا ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو ووٹ نہیں دیا، کیا ہم نے اُن کو اعتماد کا ووٹ نہیں دیا اور کیا ہم لوگوں کے ووٹ لے کر نہیں آئے ہیں؟ یہ الیکشن کا سال ہے تو میں وزیر اعلیٰ صاحب سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اس سال اپوزیشن ممبران کو دُگنے فنڈز دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں غریبوں کے مالکانہ حقوق کی بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔ وہ غریب لوگ، مزدور، ہاری اور کسان، جو بااثر اور بڑے زمینداروں کی زمینوں میں بیٹھے ہیں وہ جب چاہیں اُنہیں بے گھر کر دیں۔ 1994 میں ان کے لئے ایکٹ پاس ہوا تھا اور پنجاب کے 3 ہزار دیہات میں غریب لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے گئے تھے جن میں سے 1200 کالونی کے دیہات تھے اور 1800 شام لاٹ کے دیہات تھے۔ کچھ اضلاع میں سندیں بھی تقسیم ہو چکی ہیں تو میں حکومت سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اُس legislation کو دیکھیں اور پنجاب کے غریب اور بے گھر لوگ جہاں پر بیٹھے ہیں اُنہیں وہیں پر مالکانہ حقوق دیئے جائیں تاکہ کل کو وہ بھی کہہ سکیں کہ یہ ہمارا گھر ہے اور وہ بھی اپنے بچوں کو بتا سکیں کہ یہ گھر تمہارے باپ نے تمہارے لئے چھوڑا ہے۔

جناب سپیکر! جنگلات کا بہت بُرا حال ہے آپ کو سڑکوں کے کنارے درخت نظر نہیں آئیں گے اور یہ بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ میری ایک تجویز ہے کہ محکمہ جنگلات، محکمہ تعلیم، محکمہ ہائی وے اور محکمہ صحت کو پابند کیا جائے کہ وہ اس campaign میں حصہ لیں تاکہ ہمارا پنجاب سرسبز ہو اور pollution ختم ہو۔

جناب سپیکر! مجھے اندازہ ہے کہ آپ بڑے passion اور smiling face کے ساتھ تمام ممبران کی تقاریر سنتے ہیں۔ میں لاء اینڈ آرڈر پر بات کر کے اپنی تقریر کو wind up کرتی ہوں۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال انتہائی سنگین ہے میں اپنی تحصیل دیپالپور کی بات کرتی ہوں جو پاکستان کی سب سے بڑی تحصیل ہے وہاں پر یہ صورتحال ہے کہ وہاں پر مسلم لیگ (ن) کے ممبران کو چونکہ کوئی ڈی ایس پی پسند نہیں آتا تو پچھلے چار ماہ سے وہاں پر کوئی ڈی ایس پی نہیں ہے۔ انہوں نے پہلے ایک ڈی ایس پی کا تبادلہ کرایا، پھر دوسرے کا کرایا اور پھر تیسرے کا تبادلہ کرایا۔ اُس کے بعد ڈی آئی جی صاحب نے وہاں پر انتہائی دیانتدار اے ایس پی ڈاکٹر رضوان صاحب کو لگایا لیکن مسلم لیگ (ن) کے ممبران نے اُن کو بھی ٹرانسفر کروا دیا۔ وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کا دورہ ہوا تو ان لوگوں نے وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کو اس طرح سے misguide کیا کہ وہاں کے ایم این اے سید شاہ نواز کرمانی صاحب کے بیٹے سید وقار شاہ اور اُن کے بھتیجے سید مراتب شاہ جو وہاں پر تحصیل ناظم بھی رہے ہیں اُنہیں گرفتار کروایا اور اُن کو بے عزت کیا میں آج کی اس تقریر میں اس پر بھرپور احتجاج کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت لیتی ہوں اور آخر میں، میں صرف ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے حکومتی بنچوں سے ہمارے بھائی نے بڑی اچھی بات کرتے ہوئے روّیوں کی بات کی ہے۔ ہم نے پچھلے دنوں قومی اسمبلی کا اجلاس دیکھا اور وہاں پر ہمیں جو روّیہ دیکھنے کو ملا اُس پر ہمیں بڑا دکھ ہوا۔ میں اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کے اپنے تمام ممبران اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کے ممبران کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ کے موقع پر نہایت صبر، تحمل اور بُردباری کا مظاہرہ کیا اور انہوں نے بڑے حوصلے کے ساتھ بجٹ سُنا۔ پاکستان کو اس وقت اندرونی اور بیرونی بے شمار چیلنجز کا سامنا ہے اور ہمیں اپنی انہی غلطیوں کی وجہ سے ان حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اب ہم مزید کسی ایسی غلطی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہم نے اگر پھر کوئی غلطی کی تو کل کو ہماری آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی اور انہی روّیوں کے بارے میں شاید کسی شاعر نے کہا تھا کہ:

پیام زیست سُنائیں گے شہر وبستی میں
نویدِ صبح کے گھر گھر دیئے جلائیں گے

جہاں جہاں بھی ہے اندھیرا وہاں بھائیو
لہو اپنا بھی دے کر دیئے جلائیں گے
بہت شکریہ۔ پاکستان پائندہ باد

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ صاحب!

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! ڈاکازنی کی وارداتوں کے مجرب نسخوں پر مشتمل بجٹ 13-2012 اس مقدس ایوان میں پیش کر کے اس کی فضاؤں کو آلودہ کیا جا چکا ہے۔ صفحہ قرطاس پر بکھرے ہوئے یہ الفاظ درحقیقت الفاظ نہیں بلکہ حکومت پنجاب کی mismanagement اور پنجاب کی عوام کے سسکتے کراہتے ہوئے مسخ شدہ بے گوروکفن وہ نعشیں ہیں کہ جن کی اذیت ناک کراہوں سے عالم بالا بھی لرزہ براندام ہو چکا ہو گا اور جو عالم جاہ کنی میں نوحہ کناں ہیں:

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہی مرضی میرے صیاد کی ہے

جناب والا! ہمارے صوبہ کے وزیر خزانہ جنہیں میں نوزائیدہ وزیر خزانہ کہوں گا کیونکہ اُنہیں ایک دن پہلے ہی یہ اعزازی بوجھ بھی سونپ دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی سائیکی کے اعتبار سے نہایت طمطراق طریقہ سے یہ بجٹ پڑھا، یہ چیف منسٹر پنجاب کی مدح سرائی میں اتنے آگے نکل گئے کہ انہیں اپنے ضمیر کے لہجے کی آواز سُنائی نہ دی اور یہ ذلت آمیز بجٹ کو آسمانی صحیفہ سمجھ کے پڑھتے ہی چلے گئے۔

وہ شاخ گل پہ زمزموں کی دُھن تراشتے رہے
نشیمنوں پہ بجلیوں کے کارواں گزر گئے

جناب والا! دوسری طرف یہ ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے پنجاب اسمبلی میں جس قدر نظم وضبط کا مظاہرہ کیا ہے تاریخ میں شاید ہی اُس کی کوئی مثال ملتی ہو۔ قومی اسمبلی کا حالیہ اجلاس آپ کے سامنے ہے کہ جہاں ایوان مچھلی منڈی بنا رہا تو میں اپنے تمام ممبران کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جمہوریت کی روایات کی پاسداری کی۔

جناب والا! اب میں بجٹ کے چند چیدہ چیدہ نکات کی طرف آؤں گا۔ 27۔ارب 50 کروڑ روپے آٹے کی قیمت کو مناسب سطح پر لانے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ان حکمرانوں کو ابھی تک ماضی قریب کی سستی روٹی سکیم اور اس میں ہونے والے گھپلوں پر کوئی احساس ندامت نہیں ہے کہ جس میں تنوروں کے شعلوں میں سسکتے ہوئے عوام کا مستقبل جلا ڈالا گیا۔ کیا یہ ان کے خلاف کوئی تحقیقات کرنے کا

ارادہ بھی رکھتے ہیں یا کسی نئی پلاننگ میں ہیں کہ جو لہو ان کے بدن میں بچ گیا ہے اُسے کس طرح نکالا جائے تو یہ مل بانٹ کر کھانے کے چکر میں ہیں۔

نہ جانے کتنی آنکھوں سے یہاں دل کا لہو ٹپکا
یہ کن لوگوں کے دامن ہیں کہ کبھی تر نہیں ہوتے

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے صرف 80۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ پچھلی دفعہ 70۔ارب روپے تھے اور صرف 20۔ارب روپے utilize ہوئے ہیں۔ ہمارے صوبہ کا سب سے پسماندہ علاقہ جہاں لوگ احساس محرومی کی وجہ سے اپنے بچوں تک کو ذبح کر ڈالتے ہیں، جہاں کئی عمر رسیدہ جوان لڑکیاں گھروں میں دَم گھٹ کر غربت کے ہاتھوں سسک سسک کر مر جاتی ہیں کچھ اور راہوں پر چلی جاتی ہیں۔ اس جنوبی پنجاب کے لئے صرف 80۔ارب روپے رکھا گیا ہے لیکن میں جب یہاں لاہور کے خوشنما باغوں اور سڑکوں کو دیکھتا ہوں تو یہ کھلا تضاد نظر آتا ہے۔ یہ تو بہت منافقانہ روّیہ ہے مجھے لاہور کی ترقی سے کوئی عار نہیں ہے میں تو چاہتا ہوں کہ میرے ملک کا گوشہ گوشہ سنوارا جائے۔ اس کے چپے چپے پر یہ پتا چلے کہ خادم اعلیٰ نے واقعی عوام سے ہمدردی کی ہے لیکن افسوس کہ

غریبوں کے لہو کی ہو یہ ارزانی مگر کب تک
چراغوں میں جلے گا خون انسانی مگر کب تک

جناب سپیکر!

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

وزیر اعلیٰ پنجاب ان ایام میں جب الیکشن آنے والے ہیں مینار پاکستان پر ڈیرہ جمائے بیٹھے ہیں۔ وہاں عوام کے لئے ٹریفک کا انتہائی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ کئی لوگ اس تیاری میں ہیں کہ وہاں جا کر خودکشی کریں اور انہیں اپنے مسائل بتائیں۔ وہاں بھی اس کے پاس لوگوں کو ملنے کا وقت نہیں ہے۔ اوظل الٰہی! پریس کلب کراچی کے سامنے آج ایک آدمی نے خودکشی کی ہے۔ سروسز ہسپتال کے وہ دس بچے، وہ معصوم بچے ان کا کیا قصور تھا، چلیں انہیں ابھی زندگی کی راہیں دیکھنی تھیں، ابھی تو کئی شادیانے ان کے کانوں نے سننے تھے، ابھی تو ان میں جواں مردی اور ملک کی خوشحالی کا بیڑا اٹھانے کا جذبہ بھی آنا تھا۔ او فرمانروائے وقت! او ظالم و جابر حکمران! ان معصوم بچوں سے زندگی کی نعمت چھین لی گئی اور بجٹ میں کہا جا رہا ہے کہ امیر الدین میڈیکل کالج کے لئے کچھ رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور شعبے میں جگر کی پیوندکاری کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔ میرے بھائی! یہ سب کچھ بجا سہی لیکن سروسز

ہسپتال کے نرسری وارڈ کو کھنڈرات بنانے کا حق آپ کو کس نے دیا ہے؟ دوسرے ہسپتال جو کہ پرانے ہیں لیکن ان پر رقم خرچ نہیں کی جا رہی جو صرف اور صرف خُورد بُرد کی جا رہی ہے۔ خدارا اس قوم پر رحم کیجئے یہ پانچ سات ماہ ہم تو اوکھے سوکھے گزار لیں گے لیکن

"آپ کی داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں"

جناب قائم مقام سپیکر: مڈھانہ صاحب! wind up کریں۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! وقت میرا حق ہے۔ یہ جب دیا جا چکا ہے تو طبع نازک پر کچھ گراں نہ گزرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ وقت کا خیال کریں۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ پنجاب مطلق العنان شخصیت کا حامل فرد کہ جو اپنے حسب منشاء تمام فنڈز کو utilize کرانا چاہتا ہے۔ میں بڑا جانتا absoluteness ہوں کہ میرے (ن) لیگ کے بہت سے بھائی بے چارگی میں ہیں لیکن مجبوریوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ میں جانتا ہوں لیکن ان کا بھرم رہنے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، جناح آبادی اور کچی آبادیوں کی جو سکیمیں ہیں ان کا مجھے تو کوئی out put پچھلے بجٹ میں نظر آیا اور نہ اب نظر آ رہا ہے تو نجانے کن راہوں پر ہمارے ملک اور صوبہ کو بد قسمتی سے لئے جا رہے ہیں؟ اس کے برعکس 1973 کا آئین بحال کرنے والے جو آج مسندوں پر بیٹھے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید کے احسانات کو اس قوم کو یاد کرنا چاہئے کہ جب اس نے بھٹو کالونیاں بنائیں تو وہاں بلا تفریق جماعت ہر آدمی کو گھر دیا گیا اور آج تک جب ہم وہاں سے گزرے تو کئی آنچل ہمیں دعائیں دیتے ہوئے نظر آئے اور کئی ماؤں نے ہمارے ماتھے کے بوسے بھی لئے ہیں۔

بر وقت آگہی کی سزا دیجئے مجھے
سقراط ہوں تو زہر پلا دیجئے مجھے

لیکن سچ بات تو سننی ہو گی۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبہ کے تھانہ کلچر سے میرے (ن) لیگ کے بھائی بھی بخوبی واقف ہیں کہ جہاں صرف اور صرف سیاسی انتقام کی روش کو ہر نواز دور میں اپنایا گیا۔ اس کی بے شمار زندہ مثالیں ہیں میں کسی ایک واقعہ کی طرف specification میں نہیں جاؤں گا کہ وہاں پر کس طرح ہر چیز کو

criminalize کیا جاتا ہے اور جھوٹی FIRs کاٹی جاتی ہیں، media trial ہوتے ہیں۔ یہ تو تھوڑا سا عرصہ ہے گزر جائے گا ابھی تو بہت وقت پڑا ہے۔

اندھے ہیں زندگی کے نگہباں بنے ہوئے
بہروں نے تھام رکھی ہے قانون کی لگام

اس بجٹ میں دس ہزار قصابوں کی بھرتیاں کی جائیں گی جو ان کے اپنے ہوں گے، جو میرٹ پر نہیں ہوں گے، جو پیپلز پارٹی کے ایم پی اے کی صوابدید پر نہیں ہوں گے وہ صرف اور صرف ان کے اپنے بندے ہوں گے۔ اسی طرح Criminal Justice System کے تحت جو ساٹھ کروڑ روپے کی لاگت سے ماڈل پولیس سٹیشن قائم کئے جا رہے ہیں یہ در حقیقت ایک جدت کے حامل عقوبت خانے ہوں گے۔ ان کا یہ ایک vision بنا ہوا ہے، ماضی گواہ ہے آپ ان کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو میں ویسے ہی بات نہیں کر رہا۔ یہ وہ عقوبت خانے ہوں گے جہاں یہ لوگوں کو ماضی بعید میں اذیتیں دیتے رہے ماضی قریب میں بھی اذیتیں دیتے رہے لیکن مستقبل میں انشاء اللہ اس طرح نہیں ہو گا کیونکہ یہ عوام ان کو باور کرا دے گی۔

جناب والا! دانش سکول سسٹم کی جگہ اگر پرانے سکولوں کی عمارات کو کھنڈرات نہ بننے دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس قوم پر ایک احسان عظیم ہو گا۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب جنہیں اکثر ٹی وی پر دیکھتے ہیں تو آخری وقت جو ہوتا ہے وہ حواس باختگی کی کیفیت میں آ جاتے ہیں۔ وہ کبھی سپیکر کو ہاتھ اور کبھی لات مارتے ہیں۔ او بھئی! یہ تو وقت گزر گیا ہے اور چھ سات ماہ رہ گئے ہیں۔ اسے پتا ہے کہ آگے نہیں آنا اس لئے حواس باختہ تو ہو گا۔

جناب سپیکر! کافی اور باتیں ہیں میرے خیال میں آپ کی پیشانی پر بھی شکنیں آ رہی ہیں۔ میں صرف دو باتیں اور کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ بھی تھک گئے ہیں۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا، لاکھوں سہاگنیں بیوہ ہوئیں، لاکھوں بھائیوں اور باپوں کے سامنے بہنوں اور بیٹیوں کی عصمت دری ہوئی، لڑکیاں گھروں کے اندر سے اٹھالی گئیں، پھالوں سے معصوم بچوں کو روند ڈالا گیا یہ اسی لاہور کے واقعات ہیں لیکن یہ نہیں مانیں گے۔

شرمندہ ہوں یہ فضائیں ایسے حکمرانوں پر
خون کے آنسو روتی ہے یہ نگری

ہم تو صرف یہ دعا ہی کر سکتے ہیں کہ:

دعا کرو کہ فرشتہ بہار زندہ رہے
گلوں کی باس چمن کا نکھار زندہ رہے
ہزار بار میں پیوند خاک ہو جاؤں
میرا وطن میرے پروردگار زندہ رہے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ایوان کا وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔رائے محمد شاہجہان خان صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ

اک فیض تمہی تنہا ہو جواب تک دُکھ کے رسیا ہو
ورنہ اکثر دل والوں نے درد کا رستہ چھوڑ دیا ہے

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی maturity حاصل کی اور حکومت پانچواں بجٹ پیش کر رہی ہے۔ میں اس system کے mature ہونے پر آپ کو اور اپنے سارے بہن بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔آج پنجاب کا پانچواں بجٹ پیش کیا گیا ہے۔آج The economic document of the Punjab پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس vision اور theme کو دیکھنا پڑے گا جس کے تحت پنجاب کا یہ بجٹ ترتیب دیا گیا ہے۔اس میں جو فلسفہ کارفرما نظر آتا ہے اور جن economic فلسفہ کاروں نے یہ بجٹ ترتیب دیا ہے یہ ان کی سوچ کی غمازی کرتا ہے۔یہ بجٹ urban and rural divine کو گہرا کرنے والا بجٹ ہے۔یہ محنت کشوں اور کسانوں کو قتل کرنے والا بجٹ ہے۔اس بجٹ کی allocations مختلف جماعتوں کے نعروں سے متاثر ہو کر کی گئی ہیں۔اس میں کوئی سیاسی یا معاشی فلسفہ نظر نہیں آتا بلکہ یہ ایک non-visionary بجٹ ہے۔پنجاب کے حکمران جب اٹھارہویں ترمیم پر sign کر رہے تھے تو نیچے سے ایک کاغذ کھسکا رہے تھے جس پر لکھا تھا کہ دو مرتبہ کی وزارتِ عظمیٰ کا قانون amend کیا جانا ہے۔ وہ اس arena کو نہیں دیکھ رہے تھے جس میں پنجاب داخل ہونے جا رہا ہے۔ پنجاب کی خوشحالی اور ترقی کے

لئے پنجاب کے ان ساہو کار حکمرانوں کو اُس وقت احساس نہیں ہوا۔ باقی صوبوں کے وزیر اعلیٰ اپنی اپنی عوام کے لئے اپنا حصہ کھینچ کر لے جا رہے تھے مگر یہ اپنے مفاد میں لگے ہوئے تھے۔ پاکستان کے مالی معاملات کی تقسیم ہو چکی ہے مگر پنجاب کی dependency مرکز پر مزید بڑھ گئی ہے۔ پنجاب کو یہ سمجھنا چاہئے تھا کہ یہ document sign کرنے سے پہلے ہم اُن معروضی حالات اور زمینی حقائق کو دیکھ لیں کہ ہم کس era میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان کرتوتوں اور کارناموں کے ہوتے ہوئے شاید وزارتِ عظمیٰ ملنی بھی ہے یا نہیں لیکن آپ نے پنجاب کے عوام کا مستقبل صرف اپنی ذاتی خواہش کے لئے داؤ پر لگا دیا۔ اس بجٹ کا سب سے بڑا failure یہ ہے کہ پچھلی مرتبہ بجٹ اجلاس میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد پیدا ہونے والے حالات سے ہم واقف ہیں لیکن اِن کو احساس تھا، ہوا اور نہ ہو گا۔ آج اگر آپ اس بجٹ کا document پڑھیں تو اِس کے اندر non development expenditure کو cut نہیں کیا گیا اور کوئی space نہیں بڑھائی گئی۔ آپ کے ہمسایہ صوبہ سندھ میں صرف پانچ کھرب کا بجٹ ہے جس میں 231۔ارب روپے کا صرف developmental بجٹ ہے کیونکہ انہوں نے اپنی developmental space کو بڑھایا ہے اور ہم نے اُن سے متاثر ہو کر 250۔ارب روپے کا اعلان تو کر دیا لیکن اگر ہم اپنی expending کو دیکھیں تو وہ 171۔ارب روپے کے کئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ It's a failure of the system, it's the failure of the mechanism. یہ حکومت پنجاب کے حصہ میں failure ہے کہ وہ ہماری funding کو execute نہیں کر سکی اور ہمارا حق ہمیں نہیں دیا گیا۔ اگر کوئی چیز implement یا execute کی گئی تو وہ صرف فیروزپور روڈ ہے اور نعوذ باللہ وہ پنجاب کا سیاسی خانہ کعبہ ہے جس کو جو بھی راستہ جاتا ہے اُس کی ترقی اور ترویج کی گئی ہے اور اس کے لئے میٹرو بس سروس چلائی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بتاؤں کہ پنجاب کے کاشتکاروں کی land revenue کی مد 10621 ملین روپے ہیں۔ جسے وزیر خزانہ صاحب note فرمائیں جو ابھی نومولود ہیں اور اگر کوئی پکے وزیر خزانہ ہوتے تو میری باتوں کو concede کر سکتے۔ اربن immovable پراپرٹی کا ٹیکس 1495 ملین روپے ہے اربن کے تین Heads ہیں ایک کے لئے 192 ملین روپے دوسرے کے لئے 431 ملین روپے اور تیسرے کے لئے 63 ملین روپے ہیں۔ اربن ڈویلپمنٹ کے لئے اتنی بڑی allocation کی گئی ہے۔ ہمارا 10 کھرب روپے land revenue بنتا ہے لیکن ہمیں صرف 2۔ارب روپے کے گرین ٹریکٹر اور 2۔ارب روپے کی farm to market road دی جاتی ہے۔ کاشتکار

پٹواری کو فیس اور رشوت دے کر اپنی فرد لیتا ہے، اسسٹنٹ کمشنر کو پیسے دے کر اپنی زمین کا انتقال کرواتا ہے، ایس ایچ او کو پیسے دے کر اپنی ایف آئی آر درج کرواتا ہے اور تفتیشی افسر کو پیسے دے کر اپنی جان چھڑواتا ہے یعنی ہمیں دو ہاتھوں سے لوٹا اور استحصال کیا جا رہا ہے۔ آپ غور سے دیکھیں کہ ہم کاشتکار صوبہ کو جو کچھ دے رہے ہیں وہ بھی ہمیں لوٹایا نہیں جا رہا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس حکومت نے ایڈمنسٹریشن میں کیا کچھ کیا ہے؟ آج کل کے چیئرمین پی اینڈ ڈی کی بڑی ستائش کی گئی ہے مگر اُس نے ACS ہوتے ہوئے ایک پالیسی بنائی کہ جو اسسٹنٹ کمشنر یا ڈی ڈی او(آر) لگے گا وہ ایک سال کے لئے وہاں رہے گا اور اسے وہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ لوگ اندھے نہیں ہیں اور ایم پی ایز کا کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ centralized کرپشن کی گئی ہے اور تمام محکمے اپنے پاس رکھ کر تمام اسامیوں کے پیسے لئے گئے ہیں جس سے پنجاب کا ہر بچہ واقف ہے۔ آپ نے 72۔ارب روپے صحت عامہ پر خرچ کر ڈالے لیکن اس کے بدلے نوزائیدہ بچوں کو موت ملی۔ پنجاب کے غریب آدمیوں کے لئے ادویات نہیں ہیں اور جو بندہ ڈاکٹر اکرم جاوید جیسے آدمی کو ساتھ لے کر چلے گا جن کے اپنے پرائیویٹ ہسپتال ہیں وہ آپ کو کیوں advice کرے گا کہ گورنمنٹ کے under چلنے والے ہسپتالوں کو قائم رکھا جائے؟ آپ نے اپنا non developmental بجٹ کم نہیں کیا۔ اگر آپ میں vision ہوتا تو اپنے service style کو بدلتے اور اپنی permanent liabilities میں اضافہ نہ کرتے بلکہ اس میں cut کرتے۔ یہاں پر پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ کو لایا جاتا اور جو بچے سکولوں سے professional education حاصل کر کے اساتذہ بھرتی ہونے کے لئے آ رہے ہیں اُن کو ملا کر ایک گروپ بنایا جاتا جن کو ہم پنجاب بنک کے ذریعے interest free loans دیتے اور ہم ایسی investment کرتے جن کی ہمیں return کی کوئی امید نہیں تھی لیکن کل کو ہم اُن کی permanent liabilities سے جان چھڑاتے۔ ڈاکٹروں کو پیسے دیئے جاتے تو وہ دُور افتادہ علاقوں میں اپنے ہسپتال بناتے تاکہ آپ کے wear and tear کے اخراجات کم ہو جاتے۔ آپ صحت عامہ کے حوالے سے تفریحی شعبہ میں پارکوں کے لئے investment کریں، Consortium بنائیں اور اپنی سڑکوں پر tools لگائیں تاکہ ہر سڑک self reliant ہو۔ investment bonds جاری کئے جائیں اور عوام میں تشہیری مہم چلائی جائے تاکہ وہ پنجاب میں investment کریں اور وہ منافع جو بڑے بڑے سرمایہ کاروں اور بنکوں کی جیب میں جاتا ہے وہ عوام کو دیں۔ ہم روزانہ 15 کروڑ روپے wheat procurement پر سود کی مد میں بنک کو ادا کرتے ہیں اور 32۔ارب روپے کی رقم شہریوں کو کھلانے کے لئے گندم رکھی مگر مظلوم اور غریب کاشتکار جو

رات کے اندھیرے اور سانپوں کے سروں پر پاؤں رکھ کر پانی لگاتا ہے جو وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن جیسے شہری لوگوں کو اناج اور سبزی بھیجتا ہے اُس کی betterment کے لئے آپ نے کچھ بھی نہیں رکھا۔آپ کا ملتان میں زرعی آلات کا ایک کارخانہ ہے اس حوالے سے آپ کے Receipts میں sale of agri machinery کا ایک Head ہے جس میں کوئی آمدنی متوقع نہیں ہے۔اس کا مطلب ہے کہ You are not going to search for the new innovations. آپ نہیں چاہتے کہ ان کو نئی ایجادات سے واقف کرایا جائے۔آپ پنجاب کے بچے کو باہر لے گئے خدارا اب مستریوں کو بھی باہر لے جائیے۔ہم زمینداروں کو زرعی اور ڈیری کے لئے مشینری چاہئے۔زراعت کے اندر ہمارا لائیو سٹاک کا GDP میں 31.5 فیصد حصہ ہے۔ٹیکسٹائل یا شوگر انڈسٹری مافیا کا 3.5 فیصد سے اوپر GDP نہیں جاتا لہٰذا اِن کو چاہئے کہ اس انڈسٹری کو patronize کرتے مگر یہاں پر اپنی ڈیریاں بنالی گئیں۔ آج ہمیں ڈیری اور لائیو سٹاک میں دو بڑے مسائل کا سامنا ہے جس میں ایک genetic control ہے تاکہ ہم اپنی گائیوں اور بھینسوں کی نسل اچھی بنا سکیں جو زیادہ سے زیادہ دودھ اور گوشت پیدا کر سکیں۔ دوسرا manpower کی کمی کی وجہ سے یہ شعبہ انحطاط کا شکار ہے اس لئے ہمیں ڈیری کے لئے light مشینری چاہئے جو پاکستان میں ہی تیار ہو۔اگر خادمِ اعلیٰ اپنی شاہ خرچیوں، اپنے دَوروں اور اپنے symbolic اقدامات سے ٹائم نکال سکیں تو وہ انجینئروں کی ٹیم باہر چائنا، جرمنی، روس یا فرانس میں لے جائیں اور وہاں سے مشینری لائیں جو یہاں پر تیار ہو اور وہ ہم زمینداروں کو ملے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک اہم مسئلہ energy crisis کی طرف آنا چاہتا ہوں۔اگر پچھلے بجٹ کی میری تقریر دیکھی جاتی اور کوئی سننے والے کان ہوتے تو میں نے اُس وقت بھی کہا تھا کہ یہ نہروں پر چھوٹے ڈیم نہیں بنائیں گے اور سولر کی طرف بھی نہیں جائیں گے کیونکہ میں نے ایک سال پہلے اسی floor پر کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ یہ شوگر ملوں کی بجلی کی طرف جائیں گے۔آج آپ کی بجٹ تقریر میں لکھا ہے کہ ہم نیپرا کے پاس گئے لیکن ہمیں ریٹ نہیں ملا۔یہ جو آپ کا خادم وزیر اعلیٰ، درویش وزیر اعلیٰ مینار پاکستان پر اپنی سرکس لگائے بیٹھا ہے جس کی وجہ ہم ہیں نہ آپ ہیں اور وہ ٹی وی پر روز ہاتھوں میں پنکھے دے کر خبریں چلواتا ہے۔ارے کون سا rate چاہئے شوگر ملوں کو on the floor of the House بتایا جائے کہ شوگر ملز ایسوسی ایشن گنے کا کون سا rate چاہتی ہے؟ ہم لے کر دیں گے اور ہم Resolution پاس کریں گے اور ہم وفاقی حکومت کے گلے پڑیں گے کہ یہ 3200 میگاواٹ بجلی لینی ہے اور Competition Commission کا سربراہ رات سے ٹی وی پر چلا رہا ہے کہ پنجاب کے اندر

نئی شوگر ملوں کے لگانے پر پابندی اٹھائی جائے تاکہ مقابلہ ہو لیکن یہ تو سانپ بیٹھے ہیں اور پچھلی دفعہ بھی کہا گیا کہ circular debt ادا نہیں کر سکتے۔ کوئی تجارتی اجارہ دار نہیں چاہتا کہ اس کا کاروبار خراب ہو۔ 400۔ارب روپے circular debt کے رینٹل پاور لگائے گئے تاکہ ان کی monopoly اور بدمعاشی ختم ہو لیکن یہ کالعدم قرار دے دیئے گئے۔ کس کا خون چوسا؟ ہمارا آپ کا اور عوام کا۔ آج ہماری جی ڈی پی گر رہی ہے۔ پنجاب 62 فیصد بجلی کا استعمال کرتا ہے، گیس کا بھی اتنا ہی کرتا ہے اور اب ہم خود انحصاری کی طرف نہیں جائیں گے۔ ہمارا agro based economy پر انحصار ہے حتیٰ کہ ہماری power generation بھی ادھر ہی shift ہو چکی ہے۔ یہیں سے ہم اگائیں گے اور یہیں سے ہم کھائیں گے اور اپنا ملک چلائیں گے۔

جناب سپیکر! قوم کو بتایا جائے اور on the floor of the House بتایا جائے کہ کون سا rate آئی پی پیز کو چاہئے۔ Capital receipt میں وزیر خزانہ صاحب! دھیان سے پڑھئے گا کہ realization under monopolies and restrictive trade practices میں آپ کو کوئی آمدنی متوقع نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دنیا کے اندر جتنی بھی بڑی ملٹی نیشنل companies, monopolist companies ہیں جو abnormal profit کماتی ہیں تو وہ state کو serve کرتی ہیں اور وہ social sector کو serve کرتی ہیں، وہ حکومت کو ایسے منصوبے دیتی ہیں جن کے تحت ملک کا فائدہ ہو۔ اگر ایک طرف سے نچوڑا جاتا ہے تو دوسری طرف سے دیا جاتا ہے لیکن یہاں ایسا کچھ نہیں ہے۔ یہ بجٹ پنجاب کے عوام کے ساتھ کھلواڑ ہے، یہ بجٹ محنت کش، کسان، مزدور اور زمیندار کا قتل ہے اور اگلا الیکشن slogan ہے جو کبھی بھی اچھی نیتوں کے بغیر نہیں جیتا جا سکتا۔ پیرزادہ صاحب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں کہ یہ جنوبی پنجاب ان 31 فیصد فنڈز سے نہیں رکنے والا۔ یہ سب ممبران، آپ کے ممبران بھی اور ہم بھی توقیر چاہتے ہیں۔ پولیس والوں سے پوچھا جائے جنہیں ہم 62۔ارب روپے دے رہے ہیں تو کتنے ایم پی ایز نے اغوا برائے تاوان کیا ہے، کتنوں نے قتل کئے ہیں، کتنوں نے ڈاکے مارے ہیں؟ روز عوام کو لوٹتے ہیں، اپنی مرضی کے ایس ایچ او لگا رکھے ہیں کیونکہ روزانہیں centralize corruption جاتی ہے۔ اگر ان ایماندار آئی جی اور ڈی آئی جی کے assets چیک کریں تو اتنے بڑے بڑے "سان" نکلیں گے کہ عقل دنگ رہ جائے گی اور آخر میں ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

میخانوں کی رونق ہیں، کبھی خانقہوں کی
اپنا لی ہوس والوں نے جو رسم چلی ہے
دلداریٔ واعظ کو ہم ہی باقی ہیں ورنہ
اب شہر میں ہر رندِ خرابات ولی ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! توانائی کے بحران پر ہمارے پنجاب کے بجٹ میں بے حد تنقید کی گئی ہے اور پانچ صفحات پر مشتمل بجٹ تقریر میں جناب وزیر خزانہ نے وفاقی حکومت پر تنقید کے انبار لگا دیئے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے جس وقت اپنی تقریر پڑھی تو مجھے بڑی حیرانی ہو رہی تھی کہ اس کا بجٹ تقریر سے کیا تعلق ہے؟ جب پنجاب کے عوام نے وزیر خزانہ کی تقریر سنی تو انہوں نے دیکھا اور اندازہ لگایا کہ اس میں پنجاب کے عوام کے لئے کچھ بھی نہیں ہے سوائے تہمتیں لگانے، ایسی باتیں کرنے جن کا تنقید برائے تنقید کے سوا اور کچھ مطلب نہیں ہے۔ اگر وزیر خزانہ لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے، پنجاب کا لاء اینڈ آرڈر بہتر کرنے کی بات کرتے تو شاید پنجاب کے عوام ان کو appreciate کرتے، اگر پولیس آرڈر 2002 کی بات کرتے جس میں پنجاب کے عوام پس رہے ہیں کیونکہ لوگوں کو ایک تھانیدار کے مرہون منت کر دیا گیا ہے۔ اس میں ڈی ایس پی، ایس ایچ او، ڈی پی او، اور نہ ہی آر پی او کچھ کر سکتا ہے۔ تھانیدار صاحب کی مرضی ہے جو کسی کی تقدیر کا فیصلہ لکھ دے۔ بارہا اس floor پر ہم یہ گزارش کر چکے ہیں کہ پولیس آرڈر 2002 میں بہتری کی ضرورت ہے، اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے پنجاب کا لاء اینڈ آرڈر خراب ہو رہا ہے لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔

جناب سپیکر! اس وقت انتظامیہ کنٹرول سے باہر ہو گئی ہے۔ پولیس اپنی مرضی کر رہی ہے، اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی سی او کے دفتر اپنی مرضی کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ایک mechanism کے تحت ایک system ضرور چل رہا ہے لیکن عوام کو کچھ deliver نہیں ہو رہا۔ ان چیزوں کا آپ کو پتا چلے گا جب عام انتخابات ہوں گے اور نگران حکومت ہو گی۔ جس وقت تمام پارٹیاں حکومت سے باہر ہوں گی تو پھر عوام بتائیں گے کہ ہمارے ساتھ پٹواریوں، تحصیلداروں نے اس حکومت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے تھانیداروں، ایس ایچ اوز اور ڈی ایس پیز نے اس پولیس آرڈر 2002 کے تحت کیا زیادتیاں کی ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت پانچ مرلہ سکیموں کے پلاٹوں کی تقسیم جاری ہے اور لوگوں کو پلاٹ دینے کے لئے کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن میں نمبردار جو سرے سے مسلم لیگ(ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کا مخالف ہے، ایک ہیڈ ماسٹر اور ایک بے بس امام مسجد کو شامل کر دیا گیا ہے۔ یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کے پیٹرن پر پانچ مرلہ کالونیاں بنا کر تقسیم تو کی جا رہی ہیں لیکن عوام کے ساتھ انصاف نہیں کیا جا رہا ہے اور میں precedent quote کر سکتا ہوں کہ اس وقت میرے حلقہ میں یا میرے ضلع سرگودھا میں کتنے لوگوں کے ساتھ ناانصافیاں ہوئی ہیں۔ حکم تو یہ ہوا ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر کمیٹیاں فیصلے کریں لیکن مساجد میں لسٹیں بنائی جاتی ہیں اور گھر جا کر انتظامیہ ان لسٹوں کی ترتیب کو ختم کر کے اپنے من پسند لوگوں کو پلاٹوں کی تقسیم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا کہ وزیر خزانہ یہ کہتے کہ ہم نے تمام BHUs میں ڈاکٹر لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سرگودھا، لاہور، اسلام آباد، بہاولپور، ملتان سٹی کے ہسپتالوں میں ضرور ڈاکٹر ہوں گے لیکن آپ ان دور دراز علاقوں کا اندازہ لگائیں کہ جہاں دیہاتوں میں BHUs تو ہیں لیکن ڈاکٹر نہیں ہیں۔ BHUs تو بنے ہوئے ہیں لیکن ڈسپنسر نہیں ہیں۔ اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے اور جیسا کہ آپ نے وزیر خزانہ کی تقریر میں سنا کہ بلوچستان کے کارڈیالوجی کے لئے ہم نے پچھلے سال بھی پیسے رکھے تھے، اس سے پچھلے سال بھی رکھے تھے اور اس سال بھی رکھ رہے ہیں لیکن ہمیں وہاں پر کوئی کارڈیالوجی بنانے نہیں دے رہا۔ آپ نے وہاں پر MLC کو ہائر کیا ہے لیکن میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ سے کارڈیالوجی سنٹر وہاں بلوچستان میں نہیں بن رہا تو آپ مہربانی کر کے سرگودھا میں بنادیں تاکہ وہاں پر دور دراز کے علاقوں کے مریضوں کو فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! انٹرن شپ کے لئے اربوں روپے رکھے گئے ہیں اور انٹرن شپ نوجوانوں کو دیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ الیکشن کے موقع پر یہ ایک سیاسی رشوت ہو گی۔ آپ چار ماہ کے لئے گریجویٹ لوگوں کو انٹرن شپ پر دس ہزار روپے پر رکھیں گے تو اس کے بعد ان کا کون والی وارث ہو گا؟ میں وزیر خزانہ سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انٹرن شپ پروگرام کا مستقبل کیا ہے، یہ اربوں روپے صرف لوگوں کو سیاسی رشوت کی نذر کرنے ہیں یا اس کے لئے کوئی دوررس پالیسی بنانے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر! نہری پانی کی اس وقت کمی ہے اور brackish areas میں sweet water زمینوں میں دستیاب نہیں ہے لیکن وہاں پر بھی وارابندی کی جا رہی ہے اور rotational

programme چلایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے پنجاب کے عوام پریشان ہیں۔بہت سے علاقوں میں چارہ کاشت نہیں ہو سکا، کپاس کاشت نہیں ہو سکی اور بہت سے علاقوں میں گرمیوں کی فصلیں ابھی تک کاشت نہیں کی جا سکیں۔

جناب سپیکر! میرے ضلع سرگودھا میں الحمد للہ باغات کی بہتات ہے اور آپ دیکھیں کہ وہاں پر نہری پانی کی کمی کی وجہ سے باغات کس طرح بے حال ہو رہے ہیں۔وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں پنجاب ٹرانسپورٹ اور اربن ٹرانسپورٹ کی بات کی ہے۔آپ نے کبھی دیکھا کہ دور دراز کے دیہاتوں کے لوگ کس طرح شہروں کی طرف travel کر کے آتے ہیں یا دور دراز کے لوگوں کو ایک DHQ جانے کے لئے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ اگر وزیر خزانہ اس پر کچھ بات کر سکتے ہیں یا وزیراعلیٰ پنجاب کو کوئی تجویز دے سکتے ہیں تو میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ اربن ٹرانسپورٹ کے لئے چائنا سے جو 1200 بسیں لے رہے ہیں خدارا ان میں سے کچھ بسیں دیہاتی علاقوں کے لئے بھی donate کریں اور وہاں پر بھی وہ ٹرانسپورٹ سروس launch کریں تاکہ ان لوگوں کو بھی فائدہ مل سکے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال انہوں نے زمینوں کی نیلامی کی ہے اور من مرضی کے لوگوں کو پلاٹ تقسیم کئے گئے ہیں۔انہوں نے اپنی مرضی سے شہری اور دیہی علاقوں میں پلاٹ خریدے ہیں جس سے عام لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔اگر اس سے کوئی خاطر خواہ آمدن آئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بڑی آمدن نہیں ہے کہ جس سے پنجاب حکومت کو کوئی فائدہ ہو سکے۔میری پھر بھی وزیراعلیٰ سے یہ گزارش ہے کہ اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے۔میں Laser Leveler کے بارے میں ہمیشہ اپنی تقریر میں بات کرتا ہوں کیونکہ میرا تعلق ایک دیہاتی علاقے سے ہے کہ Laser Leveler سے چھوٹے کسانوں کو بہت فائدہ ہو رہا ہے۔جہاں پر ان کی زمینوں کو level کیا جاتا ہے تو وہاں انہیں زمینوں کو پانی کم دینا پڑتا ہے۔جس سے نہری پانی کی بچت ہوتی ہے لیکن آپ یہ ضرور چیک کر لیں کہ محکمہ زراعت نے Laser Leveler خریدنے کے لئے ایک process شروع کیا ہے جو آٹھ ماہ سے شروع ہے۔آپ لاکھوں روپے ان ڈائریکٹروں کو تنخواہیں دے رہے ہیں لیکن اس کی out put نہیں ہے۔اگر ان Laser Leveler کو بروقت خریدا جائے اور زمینداروں اور کسانوں تک یہ سہولت پہنچائی جائے تو اس طرح پانی کی بچت ہو گی، فصلیں زیادہ ہوں گی اور زمین بھی کاشت کے قابل ہو سکے گی۔سیڈ کارپوریشن کے بارے میں باتیں ہوئی ہیں تو میں ایک چھوٹا کسان ہونے کے ناتے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ سیڈ کارپوریشن

کا معیار چیک کر لیں۔اس وقت جو بیج سیڈ کارپوریشن پنجاب میں فراہم کر رہی ہے اس بیج کا معیار چیک کر لیں، گندم کا معیار چیک کر لیں، چاول کا معیار چیک کر لیں اور کپاس کا معیار چیک کر لیں آپ کو پتا چلے گا کہ سیڈ کارپوریشن جو بیج فراہم کر رہی ہے وہ third class ہے جو اُگنے کے قابل ہی نہیں ہے۔اس میں ایک سپیشل کمیٹی قائم کی جائے۔وزیراعلیٰ پنجاب بہت اچھی ٹاسک فورسز بناتے ہیں اور وہ ٹاسک فورسز بنانے کے بڑے ماہر ہیں۔میری وزیراعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ وہ سیڈ کارپوریشن کے لئے ایک اچھی سی ٹاسک فورس قائم کریں جو پنجاب کے غریب کسانوں تک اچھا بیج پہنچائے تاکہ پنجاب کے چھوٹے کسانوں، بڑے کسانوں، زمینداروں اور کاشتکار طبقے کا فائدہ ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس بجٹ میں پنجاب حکومت نے منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اور مائنز کے بارے میں کوئی ایسی پالیسی وضع نہیں کی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں زراعت کا شعبہ جس طرح سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اگر اس وقت منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اور مائنز اینڈ منرل ڈیپارٹمنٹ پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے تو پنجاب حکومت کو بہت سارا ریونیو مل سکتا ہے جس سے پنجاب کے معاملات چلانے میں بڑی آسانی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک اہم مسئلے کی طرف پنجاب حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔واٹر سپلائی سکیم کا دیہاتوں میں بہت اہم مسئلہ ہے۔دیہاتوں میں واٹر سپلائی سکیم کی فراہمی تو کر دی جاتی ہے، کروڑوں روپے لگا کر یہ سکیمیں بنا دی جاتی ہیں لیکن ان کو سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے۔ان کو غیر ذمہ دار user کمیٹیوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے لیکن چند ماہ کے بعد وہ ناپید ہو جاتی ہیں اور چلنے کے قابل نہیں رہتیں۔لوگوں کو پانی کی سپلائی بند ہو جاتی ہے، billing کا سسٹم ختم ہو جاتا ہے۔میں پنجاب حکومت کو یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ واٹر سپلائی سکیم ضرور بنائیں، اس کا کروڑوں روپے ضرور خرچ کریں اور اُن لوگوں پر خرچ کریں جہاں brackish line area ہے لیکن اس کو بہتر کرنے کے لئے، آپریشن بہتر کرنے کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر کا Operation and Maintenance Wing قائم کریں تاکہ اس سکیم کو بہتر طریقے سے چلایا جا سکے اور اس کے ذمہ دار افسران اس کو اپنی custody میں لے سکیں۔میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔36 کے 140,133,129,127,119 جنوبی اور شاہین آباد ٹاؤن میں پینے کا پانی بالکل نہیں ہے۔اس جدید دور میں بھی لوگ دُور دُور سے پانی لے کر آتے ہیں اور انہیں اپنی ٹرانسپورٹ پر پانی لانا پڑتا ہے۔یہ میرا استحقاق نہیں ہے کہ میں بطور اپوزیشن ممبر مطالبہ کروں لیکن

بطور عوامی نمائندہ ہونے کے میرا پنجاب حکومت سے یہ مطالبہ بنتا ہے۔یہ میرا استحقاق ہے کہ میں وزیر خزانہ سے یہ مطالبہ کروں کہ ان دیہاتوں کو اگر آپ اس بجٹ میں شامل کر کے واٹر سپلائی سکیم سے مستفید کریں تو یہ آپ اور خادم اعلیٰ پنجاب کی بھی نیک نامی ہو گی۔اس میں میرا بھی contribution ہو جائے گا لہذا پنجاب حکومت اس نیکی کے کام اور کار خیر میں اپنا حصہ ڈالے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔میں اس کے ساتھ ساتھ اپنی قیادت جناب آصف علی زرداری صاحب، جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کی پارلیمانی پارٹی اور allies کو advise کیا کہ آپ نے پنجاب کے بجٹ کو بڑے پُرامن طریقے سے سننا ہے، اس میں اپنی participation کرنی ہے اور بجٹ تجاویز دینی ہیں۔الحمد للہ پنجاب کا بجٹ اس ایوان میں بیٹھ کر پاکستان پیپلز پارٹی نے بڑے پُرامن طریقے سے سنا ہے لیکن اس کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا لیکن ہمارے صوبے کی بد قسمتی ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہاں پر بندوں کا بھی انتظام کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تُسی اپنے آپ نوں بندہ ای سمجھو۔(قہقہہ)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! مجھے خوشی ہوتی اگر رات کے راجہ اپوزیشن لیڈر بھی یہاں بیٹھے ہوتے، ہم جیسے کارکنوں کی تجاویز کو سنتے اور اپنی کوئی مثبت رائے دیتے لیکن چونکہ ان کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا۔میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ 782۔ارب روپے کا ایک مثالی بجٹ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس بجٹ میں 250۔ارب روپے ہم نے ڈویلپمنٹ فنڈ کے لئے رکھے ہیں یہ پچھلے سال کی نسبت 30۔ارب روپے زیادہ ہیں۔انشاء اللہ یہ ایسا بجٹ ہے جس کے اندر ایک غریب کی بات کی گئی ہے، ایک سٹوڈنٹ کی بات کی گئی ہے اور مجھے یہ کہنا ہو گا کہ 43۔ارب روپے ہم نے ایجوکیشن کے لئے رکھے ہیں اور تقریباً 25۔ارب روپے ہم ڈویلپمنٹ کے لئے لگا رہے ہیں۔59 کے قریب کالج اور ongoing سکیموں کو مکمل کر رہے ہیں۔قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے

مطابق ہر گرلز ڈگری کالج کو بسیں دینے کے لئے ایک ارب روپیہ allocate کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا وژن غریب پرور ہے اور یہ طالب علم کے لئے ہونا ضروری تھا۔ میں اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ ایک ذہین طالب علم کو اگر محنت کے بل بوتے پر لیپ ٹاپ دیا جاتا ہے، جو بالکل میرٹ پر دیا جاتا ہے۔ اگر میاں محمد شہباز شریف صاحب لیپ ٹاپ دے رہے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اپوزیشن اس پر خوش ہوتی کہ سٹوڈنٹس کو یہ لیپ ٹاپ بلاتفریق دیئے جا رہے ہیں۔ ہم نے اسی سکیم کو انشاء اللہ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور ہم نے اس میں 4۔ارب روپے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ انشاء اللہ سوا لاکھ students کو لیپ ٹاپ ان کی کارکردگی کی بناء پر ملے گا اور اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے Endowment Funds میں سے ہر ضلع میں topper student کو اس لئے دیئے ہیں تاکہ وہ اپنی ذہنی tension سے بالاتر اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکیں۔ ہم نے Endowment Funds میں 2۔ارب روپے کا اضافہ کیا ہے جو اب آپ کی دعاؤں سے 10۔ارب روپے ہو چکا ہے اور یہ ان students کا حق بنتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم Punjab Foundation کی طرف جائیں گے تو تقریباً اس مد میں ہم نے ساڑھے 6۔ارب روپے رکھے ہیں اور ہم نے اس میں بلاتفریق سکالر شپ دیئے ہیں۔ ہم نے اسی طرح TEVTA کے لئے ڈیڑھ ارب روپیہ رکھا ہے، آئی ٹی یونیورسٹی کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک طالبعلم محنت کرے گا تو ultimately اس سے ملک ترقی کرے گا لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہاں پر بڑی بات کی گئی ہے اگر میاں محمد شہباز شریف عوام کو facilitate کرنے کے لئے LTC چلاتے ہیں، ایک اچھی سکیم کو promote کرتے ہیں تو وہ عوام کو سہولت مہیا کرتے ہیں۔ یہاں تو ملک کی بدقسمتی ہے کہ عوام کے پاس جو غریب کی سواری تھی، 550 ریلوے کے انجن تھے ان کو jam کر دیا گیا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ جب صبح طالبعلم اس ٹرین پر بیٹھ کر شہر میں اپنے ادارے کی طرف آتا تھا اس کا راستہ روکا گیا ہے۔ ایک مزدور جو مزدوری کرنے کے لئے شہر کی طرف آتا تھا تاکہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے اس کی ٹرین بند ہو گئی ہے، ایک کسان اور زمیندار جو گاؤں سے سبزی بیچنے کے لئے آتا تھا یا کھاد لینے کے لئے آتا تھا اس کی گاڑی روک دی گئی۔ اس کے باوجود اگر میں اس طرف آؤں کہ آج کیا ہو رہا ہے؟ اگر میاں محمد شہباز شریف صاحب مینار پاکستان کے سائے تلے بیٹھ کر پاکستانی عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کر رہے ہیں تو یہ عوامی لیڈر ہونے کا عملی طور پر ثبوت ہے جو کہ شہباز شریف دے رہے ہیں۔ یہ کہنے اور کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ایسا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ یہ شہباز شریف ہی ہے جو سیلاب کے متاثرین کے ساتھ گرمی کی شدت

میں مرتا ہے جیتا ہے اور ان کے ساتھ رہتا ہے۔انشاء اللہ 17۔جون کو لاہور کے اندر ہم پر امن رہنا چاہتے ہیں اور ہم پُر امن پاکستانی ہیں لیکن پاکستان کے اداروں کو تباہ و برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتے ہیں۔جب ہم نے انرجی کانفرنس بلوائی جس میں تمام صوبوں کے وزیر اعلیٰ آئے اور وزیر اعظم صاحب نے یہاں پر اعلان کیا لیکن حسب توقع انہوں نے وعدے کی خلاف ورزی کی، اس میں وہ نہ کوئی amendment کر سکے اور نہ ہی کوئی فیصلہ کر سکے۔میں پوچھتا ہوں پنجاب کی عوام کا کیا قصور ہے کہ یہاں پر 18 گھنٹے بجلی بند ہوتی ہے؟ کیا قصور پنجاب کے students کا ہے کہ ان کے امتحان ہوتے ہیں تو ان کے لئے بجلی نہیں ہے اور امتحانی سنٹروں میں بیٹھتے ہیں تو بجلی نہیں ہوتی؟ پنجاب کے مریضوں کا کیا قصور ہے کہ ہسپتالوں میں بھی 20 گھنٹے تک بجلی نہیں آتی؟ ہاں ہمیں ان 10 بچوں کا افسوس ہے کیونکہ وہ ہمارے ہی بچے تھے۔ہمیں ان بچوں کے والدین سے افسوس اور ہمدردی ہے لیکن وہ شارٹ سرکٹ کیسے ہوا؟ وہ بجلی کی لوڈشیڈنگ کا نتیجہ ہے۔وہ 10 بچے نہیں بلکہ روزانہ سینکڑوں لوگ پورے پاکستان میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے مر رہے ہیں اور موت کی آغوش میں جا رہے ہیں۔افسوس صد افسوس کہ یہ پرویز مشرف کی پالیسیوں کا تسلسل ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف نے ہمت اور جرأت کرتے ہوئے 10۔ارب روپے energy crisis اور ہائیڈرل بجلی کے لئے رکھے ہیں، یہ نندی پور کا پراجیکٹ اور چیچو کی ملیاں والا پراجیکٹ کے ذمہ دار لوگ جنہوں نے کہا تھا کہ مشینری نہ دی جائے ان کے خلاف بھی action ہونا چاہئے۔میں سمجھتا ہوں کہ IPP کو ادائیگی کس نے کرنی ہے؟ پنجاب کے اندر بلوں کی 98 فیصد collection ہے اور یہاں پر leakage بھی بہت کم ہے لیکن پنجاب کی عوام کو کیوں سزا دی جاتی ہے، کیوں انڈسٹری بند کی جاتی ہے اس لئے کہ پنجاب میں انہوں نے مسلم لیگ (ن) پر اعتماد کا اظہار کیا ہے باقی صوبے بھی ہمارے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر دس مہینوں کے اندر آصف علی زرداری صاحب کی ٹیم عیش و عشرت کے لئے 1100۔ارب قرضے لے سکتی ہے تو اڑھائی سو ارب اور قرضے لے لیتے تاکہ IPP کی ادائیگیاں کرتے اور عوام کو بجلی کی لوڈشیڈنگ کی مصیبت سے جان چھڑا دیتے لیکن یہ ان کا پروگرام نہیں ہے بلکہ ان کا پروگرام ہے "غریب کے بچے کے منہ سے روٹی کا نوالہ چھیننا" یہ شہباز شریف اور نواز شریف ہیں جو غریب کے مستحق بچوں کو پیلی ٹیکسی دیتے ہیں تاکہ وہ روزگار حاصل کرے اور رزق حلال اپنے بیوی اور بچوں کو کما کر دے۔یہ میاں محمد شہباز شریف ہے جس نے ایگری کلچر گریجویٹ کے لئے 20 ہزار ٹریکٹر دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ وہ محنت مزدوری کریں، پاکستان کو خوشحال کریں اور اپنے گھرانے کو خوشحال کریں تاکہ ان کیری لوگر بلوں سے ہماری جان

چھوٹ جائے۔ جس کے بدلے میں ہمیں پاکستانیوں کے جان کے نذرانے دینے پڑتے ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ آج پنجاب کے اندر infrastructure کے لئے شہباز شریف صاحب نے 73۔ارب روپے رکھے ہیں۔ انہوں نے roads کے لئے 31۔ارب روپے رکھے ہیں تاکہ roads بہتر ہوں، خوشحالی آئے اور شہروں کی طرف لوگ جائیں گے، ultimately ان کا رجحان دیہاتوں سے ہٹ کر شہروں کی طرف نہیں جائے گا۔ اگر آج لاہور کے اندر رنگ روڈ بنا ہے تو وہ بھی پورے پاکستان کی عوام کے لئے بنا ہے اور اگر Mass Transit Bus چلا رہے ہیں تو وہ پورے پنجاب کی عوام کے لئے چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے یہ کہنا ہے کہ ان حالات میں ہم نے نئے تھانے اور ماڈل تھانے بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تقریباً ½3۔ارب روپے نئے تھانے، عدالتیں اور جیلوں کے لئے رکھے ہیں تاکہ جو لوگ وہاں پر جاتے ہیں ان کو بھی اچھے طریقے سے وہ accommodate کر سکیں۔ یہ بد قسمتی ہے کہ ملک کے اندر ایسے حکمران غاصب ہو چکے ہیں جو میں نہ مانوں کی رٹ لگا کر پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے کلیے اور مشن پر لگے ہوئے ہیں۔ آج یہ پنجاب ہے جس کے اندر ایسا بجٹ آیا ہے کہ جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ آج آبپاشی کی promotion کے لئے ہم نے 11 بلین روپے رکھے ہیں تاکہ نہری نظام کو اچھے طریقے سے چلا سکیں لیکن بد قسمتی کہ ایک آمر کے دور میں ہمارے دریا خشک ہوئے اور ان کا تسلسل چلتا آ رہا ہے۔ اس سال خادم اعلیٰ پنجاب نے بجلی کے لئے 10۔ارب روپے رکھے ہیں اور انشاء اللہ یہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی خوشحالی کا سبب بنے گا۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ وزیر داخلہ جو کچھ کہتے ہیں ان کو پتا نہیں کہ وہ کراچی روشنیوں کے شہر میں کیا کروا رہے ہیں؟ یہ government میں بیٹھا ٹرائیکا پاکستان کے Industrialists، وہاں کے انڈسٹری owners سے کس طرح بھتا لیتے ہیں اور کراچی میں کس طرح target killing ہو رہی ہے۔ بنوں کی جیل میں سے 400 آدمی چھڑوا لئے جاتے ہیں اور کوئی action نہیں لیا جاتا۔ یہ پنجاب ہے کہ جس میں کوئی جرم کرتا ہے چاہے وہ ایم پی اے یا ایم این اے ہے یا وہ کتنا ہی بااثر کیوں نہیں ہے اس پر مقدمہ بھی درج ہوتا ہے اور وہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرتا ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ انشاء اللہ جس طرح میاں محمد شہباز شریف 18 گھنٹے کام کرتے ہیں تو یہ پنجاب اور پاکستان کی خوشحالی کا پیش خیمہ ہے لیکن اگر باقی صوبوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے کہ کس محنت اور لگن کے ساتھ کام کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ اس کا رزلٹ یہی ہو گا کہ جو کہ علامہ اقبال کا پاکستان تھا اور قائد اعظم کا پاکستان تھا لیکن بد قسمتی ہے کہ یہ علی بابا چالیس چوروں نے ملک کے اندر جو کچھ کر دیا ہے، اگر یہ Rental Power Project میں 50۔ارب روپے کمیشن نہ کھاتے تو آج

پنجاب اور پاکستان کا یہ حال نہ ہوتا۔ ان کے کابینہ کے وزیر کورٹ میں جا کر کہتے ہیں کہ 50۔ارب روپے کی کرپشن ہو گئی ہے تو وہ لوگ آج بھی کابینہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب تک کرپٹ ٹولے کو کرپشن کی سزا بلاتفریق نہیں دی جائے گی اس وقت تک یہ نظام صحیح نہیں ہو گا۔ بلاتفریق جو ملک کو لوٹتا ہے اس کے خلاف action ہونا چاہئے لیکن نیب کا ادارہ ہو یا الیکشن کمیشن کا وہ ایسا ادارہ ہونا چاہئے جو پاکستان کی تاریخ کے اندر ایک تاریخی کردار ادا کر سکے۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کی حکومت کے بجٹ کو دیکھ کر جن کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں ان کو یہ بجٹ ہضم نہیں ہو رہا۔ مرکز میں ہم احتجاج کر رہے ہیں؟ وہاں پر کیا ہوا ہے وہاں پر بیرونی قرضے لئے گئے ہیں، وہاں پر IMF کی قسط دینے کے لئے قرضے لئے گئے ہیں۔ یہ ملک کی بدقسمتی ہے کہ 60 سالوں میں اتنے قرضے نہیں لئے گئے جتنے ان 4 سالوں میں لے گئے ہیں۔ یہ میڈیا کی آنکھ دیکھتی ہے، ہر آدمی کہتا ہے میں نہیں کہتا بلکہ آپ جا کر تاریخ دیکھ لیجئے کہ یہ قرضے کون لے رہا ہے؟ کیری لوگر بل کے جو ڈیڑھ سوا ارب روپے سالانہ آتے ہیں ان کے بدلے میں کیا ہو رہا ہے؟ اب جو ڈاکٹر شکیل آفریدی بطور امریکن جاسوس پکڑا گیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس کو چھوڑیں گے تو ہم آپ کی امداد بحال کریں گے۔ حیلے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہم دوسرا ریمنڈ ڈیوس نہیں جانے دیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب کی خوشحالی ہو اور یہ خوشحالی اسی وجہ سے ہے کہ آج اگر یہ کچی آبادی کی بات کرتے ہیں تو پچاس، ساٹھ سال جب سے پاکستان بنا ہے کچی آبادی میں رہنے والے غریب کو مالکانہ حقوق نہ ملے اس کو رجسٹری کا حق نہ ملا، یہ شہباز شریف ہی ہے جس نے کہا ہے کہ جون میں، اسی مہینے کے آخر میں مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور ان کو مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں۔ کسی پٹواری یا کسی محکمے کے آدمی کی جرأت نہیں ہے کہ وہ ان سے ایک پیسا بھی وصول کر سکے ہم نے میرٹ پر 72 ہزار ایجوکیٹرز بھرتی کئے ہیں کوئی مائی کا لال ثابت کر دے کہ چیف منسٹر، کسی منسٹر نے اور کسی ایم پی اے نے ایک بھی ایجوکیٹر میرٹ سے ہٹ کر بھرتی کیا ہو لیکن باقی صوبے اور مرکز میں جس طرح ریٹ اور بولیاں لگتی ہیں سب کو پتا ہے۔ انشاء اللہ ہم دس ہزار پولیس کانسٹیبل مزید بھرتی کر رہے ہیں یہ سب کچھ ہم نظام کو کنٹرول کرنے کے لئے کر رہے ہیں اور انشاء اللہ جو مزید 16 ہزار ٹیچر بھرتی ہوں گے وہ بھی میرٹ پر بھرتی ہوں گے۔ مجھے آخر میں یہ کہنا ہے کہ جس طرح ایک ٹی وی چینل کی نشریات کو بند کیا جا رہا ہے یہ وفاقی حکومت اور نیپرا کو زیب نہیں دیتا کہ رائل نیوز ٹی وی کی نشریات کو بند کیا جائے۔ یہ جمہوری ملک ہے اور یہاں پر ہر آدمی کو حق حاصل ہے لہذا شہباز شریف کے vision پر میاں محمد نواز شریف نے یہ جو بجٹ پیش کیا ہے یہ

پورے پاکستان میں سب کے لئے مثال ہے اور ہم مانتے ہیں کہ ہم نے تاجر کو promote کیا ہے، تاجر ہمارے بھائی ہیں، پاکستانی ہیں اور اگر 680 بلین روپے ہمیں این ایف سی ایوارڈ کے تحت ملیں گے تو انشاء اللہ 131 بلین روپے ریونیو ہم خود generate کریں گے اور ان 780 بلین روپے سے پنجاب میں خوشحالی آئے گی ہم نے پنجاب کے employees کی تنخواہوں میں 20 فیصد اضافہ کیا ہے، ہم نے خواتین کے لئے 14۔ارب روپے رکھے ہیں تاکہ خواتین کی جو یونیورسٹیاں بن رہی ہیں وہاں پر ان کو promote کیا جائے۔ خواتین کا سرکاری ملازمتوں میں 15 فیصد کوٹا مختص کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ خواتین جو ہماری آبادی کا 52 فیصد ہے ان کو protection دینا ہماری ذمہ داری ہے اور انشاء اللہ اسی طرح جس طرح میاں محمد شہباز شریف نے Youth Policy announce کی ہے اور اس کو ہم مزید promote کریں گے آج کا نوجوان خوشحال ہو گا تو پاکستان خوشحال ہو گا۔ جس طرح کرپشن کا دور چل رہا ہے یہ پاکستان کے لئے بہتر نہیں ہے۔ پاکستان کے لئے بہتر یہی ہے کہ عدلیہ کے احکامات مانے جائیں آج ہر پاکستانی یہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کا پاکستان ہے۔ اس بجٹ کے بعد یہ ایک غریب کا بجٹ ہے، ایک مزدور کا بجٹ ہے، ایک طالب علم کا بجٹ ہے اور ایک عام شہری کا بجٹ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے پولیس کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا ہے وہ ڈیوٹی بھی دیتے ہیں اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ڈیوٹی دیتے ہیں لیکن کسی کرپٹ آدمی کو ہم سپورٹ کرتے ہیں نہ کریں گے اور نہ ہی ہم کسی کرپٹ آدمی کو برداشت کرتے ہیں۔ یہ میاں محمد شہباز شریف صاحب ہی ہیں جنہوں نے ڈاکٹروں کا پیکج ڈبل کیا، جنہوں نے lower staff کو بھی پیکج دیا اور انشاء اللہ ساڑھے پانچ ارب روپے کی ہم ایمرجنسی میں مفت ادویات دیں گے اور وہ ہر غریب کے لئے ہے اس میں کوئی معیار نہیں ہے کہ فلاں کا ممبر کس پارٹی کا ہے جو بھی ہسپتال جائے گا اس کو facilitate کیا جائے گا۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ پاکستان کے دریاؤں کو خشک کر کے پنجاب اور باقی صوبوں میں اگر کاشتکار کو بے حال کیا جائے گا تو پاکستان کی ترقی رُک جائے گی کیونکہ یہ لازم و ملزوم ہے۔ جو -/800 روپے کی یوریا کھاد کی بوری تھی آج وہ -/1800 روپے میں مل رہی ہے۔ زمیندار کا کیا قصور ہے کہ اس کے لئے رزق حلال کی روٹی کمانی بھی محدود ہو چکی ہے۔ ہاں! شوگر ملوں کی طرف سے یہ پہلا tenure ہے جس میں زمیندار کو 99 فیصد payment مل رہی ہے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا، پچھلے آمر کے دور میں زمیندار نے گنا کاشت کرنا چھوڑ دیا تھا یہ شہباز شریف کی good governance ہے کہ آج زمیندار کو گنے کی payment ہو رہی ہے اور یہ شہباز شریف کی good governance ہے کہ آج میرٹ پر بھرتی ہو رہی ہے اور انشاء اللہ 80 ہزار نوجوانوں کو ہم

میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کریں گے اور جب میرٹ پر بھرتی ہوگی تو وہ نوجوان ایسا role play کریں گے جو ملک کی ترقی میں خوش آئند ثابت ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی بہنوں اور بھائیوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے میری باتوں کو برداشت کیا لیکن حق اور سچ کی بات سُننے کا جذبہ ہونا چاہئے اور اچھی proposals دینی چاہئیں لیکن یہ مناسب نہیں کہ الزامات لگائے جائیں اور اس کے بعد بات سُنی بھی نہ جائے۔ اگر شہباز شریف 24 گھنٹوں میں 19 گھنٹے کام کرتا ہے تو باقی بھی اتنا کام کرنے کی جرأت کریں۔ مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ ملک غریب ہے، ملک قرضے لے رہا ہے لیکن Presidency کا 616 ملین روپے سال کا چائے کا خرچہ ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ 616 ملین روپے چائے کا خرچہ ہے اور پرائم منسٹر صاحب نے 702 ملین روپے چائے کے لئے رکھے ہیں۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے دفتر کے اخراجات ہم نے 269 ملین روپے کم کر دیئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اگر ایک بڑے صوبے کو lead کرنے والے چیف منسٹر کے دفاتر کے خرچے کم ہو سکتے ہیں تو وزیر اعظم صاحب کا بھی یہ اپنا ملک ہے، صدر صاحب کا بھی یہ اپنا ملک ہے اور ultimately اس کو اپنا ملک سمجھنا چاہئے کیونکہ پاکستان ہمیں بہت قربانیوں کے بعد حاصل ہوا ہے۔ اس بجٹ کے بعد پنجاب میں خوشحالی آئی ہے اور انشاء اللہ مزید آئے گی۔ جو بجٹ ہم نے پیش کیا ہے۔ یہی عوام کی خواہش تھی میں مزید اپنے دوست اور بھائیوں کا ٹائم نہیں لینا چاہتا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب میجر عبدالرحمٰن رانا!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ہمارا کیا قصور ہے؟ ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے بعد آپ ہی کو بلا رہا ہوں۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بہت شکریہ

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے معزز ممبر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ ان پر پہلے ہی بہت بوجھ تھا ایک اور اضافی بوجھ اٹھانے کی پیشکش انہوں نے قبول کی اور اس کے ساتھ ہی میں پنجاب اسمبلی کے تمام ممبران کو بالعموم اور اپوزیشن پارٹیوں کے ممبران

کو بالخصوص مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے بجٹ تقریر کے دوران جمہوری روایات کا مظاہرہ کیا۔ رواداری اور برداشت کا بھی مظاہرہ کیا اور ساتھ ہی میں دعا گو بھی ہوں کہ اللہ کرے یہ روایت چلتی بھی رہے اور ہم کوئی constructive role ادا کرتے رہیں۔ اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں جس کو میں سرکاری بجٹ کا نام دینا چاہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے یقین ہے کہ یہ بجٹ سرکاری افسران نے بنایا ہے عوامی بجٹ میں اس کو اس لئے بھی نہیں کہتا کیونکہ اگر یہ عوامی بجٹ ہوتا تو یہ اسمبلی کے ممبران کا بنایا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ پچھلی دفعہ بھی میں نے ایک تجویز پیش کی تھی کہ یہ بجٹ یا کوئی بھی بجٹ ہو عوامی صرف اس وقت ہو گا جب تمام محکموں کا بجٹ اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے through آئے۔ وہ پہلے اس کو دیکھیں، وہ اس کو بنائیں، وہ اس پر غور کریں یہ نہیں کہ محکمے کا سیکرٹری جو چاہے اس کو لکھ کر بھیج دے اور وہ اسے approve کر دیں۔ پھر اس کے ساتھ صرف یہی نہیں ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بھی اختیار ہونا چاہئے کہ وہ ہر تین مہینے کے بعد ہر عشرے میں اس بجٹ کو review بھی کریں، اس بجٹ کو visit بھی کریں اور اس کو دیکھیں کہ کیا محکمہ بجٹ کے مطابق خرچ کر رہا ہے؟ اگر یہ چیز نافذ ہو جائے تو پھر ہمیں ضمنی بجٹ کی ضرورت پڑے گی نہ ہی بعد میں reappropriation کی ضرورت پڑے گی اور نہ ہی excesses and surrenders کو منظور کروانے کی ضرورت پڑے گی۔ اس ساری exercises سے ہماری جان چھوٹ جائے گی لیکن یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ ایک hundred ملین dollar question ہے۔ اس طرح بجٹ پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں چاہے کھربوں روپے کا ہو لیکن قابل عمل نہ ہو۔ ہمارے یہاں جتنے بھی بجٹ آئے وہ قابل عمل نہیں تھے کیونکہ financial discipline کا فقدان ہے ان میں financial discipline نہیں ہے۔ جب تک financial discipline نہیں ہو گا بجٹ کے مقاصد بھی پورے نہیں ہوں گے۔ میں اس کے متعلق ایک ہی مثال دینا چاہوں گا کہ آپ صرف تعلیم کو ہی لے لیں صفحہ نمبر 45 پر Annual Budget Statement ہے۔ budget estimate 2011-12 جو کہ 9 ہزار 998 ملین روپے کا تھا revised budget کے اندر 15 ہزار 6 سو 50 ملین کر دیا گیا۔ revised budget کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کوئی صوبہ میں ایمرجنسی آ گئی ہو، اچانک کوئی ناگہانی صورتحال پیدا ہو گئی ہو۔ محکمہ تعلیم کے اندر یا تو کوئی planning کا فقدان ہے، سوچ کا فقدان ہے، vision کا فقدان ہے کہ اتنی بڑی رقم کا فرق کیسے ممکن ہو سکا، یہ اسی لئے ہوا کیونکہ financial discipline موجود نہیں ہے اور یہ صرف اس وقت ہو گا جب آپ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کو، پبلک اکاؤنٹس کمیٹیوں کو empower کریں گے اور ان کو یہ

اختیار دیں گے کہ وہ اپنے اپنے محکموں سے آمدن اور بجٹ کے خرچوں سے متعلق پوچھ سکیں۔ ہم کہتے تو ہیں کہ ہم نے جیل خانہ جات کے لئے اتنے پیسے دے دیئے ہیں، پولیس کے متعلق ہم بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے 62ہزار 251 ملین روپے ان کے خرچ کے لئے دے دیئے ہیں۔ ہم بہت خوش ہیں کہ ایڈمنسٹریشن آف جسٹس کے لئے 852 ملین روپے رکھے ہیں۔ یہ تقریباً 70ہزار ملین روپے بنتا ہے، میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ہماری سوچ تبدیل ہو جائے ہمارا mindset تبدیل ہو جائے تو اس میں سے آدھی رقم بچا کر لوگوں کی ویلفیئر پر خرچ کی جا سکتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں کوئی خوشی نہیں ہونی چاہئے کہ ہمارے ملک کے اندر اور جیلیں بن رہی ہیں، تھانے بن رہے ہیں، تھانوں پر ہم خرچ کر رہے ہیں یا عدالتوں پر خرچ کر رہے ہیں۔ یہ بات اس معاشرے کی غمازی کرتی ہے جہاں پر جرائم زیادہ ہوں گے۔ ہمیں اس وقت خوشی ہو گی جب ہمیں یہ پتا چلے کہ کالج زیادہ بن رہے ہیں، سکول زیادہ بن رہے ہیں، ہسپتال زیادہ بن رہے ہیں۔ اب جو میں نے بات کی ہے کہ ان تینوں محکموں کا خرچ جو 70ہزار ملین روپے ہے یہ کس طرح سے کم ہو سکتا ہے؟ پنچائت سسٹم ایک ایسا سسٹم ہے جس کے ذریعے معمولی نوعیت کے جرائم کا فیصلہ گھر بیٹھے ہو جاتا ہے اور پولیس کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اس سسٹم کو لائیے، اس کو قانونی تحفظ دیں اور جہاں کہیں بھی کسی مقدمے کی سزا تین یا پانچ سال سے کم ہے وہ معاملہ پنچائت کے پاس جائے۔ اس طرح سے محکمہ پولیس پر load آدھے سے بھی کم ہو جائے گا۔ عدالتوں پر بھی load آدھے سے کم رہ جائے گا۔ جیلوں پر load کم کرنے کے لئے deferred punishment کو introduce کریں۔ جب ایک ایسا آدمی جس سے پہلی دفعہ جان بوجھ کر یا انجانے میں کوئی جرم سرزد ہو جاتا ہے، اس کو جب آپ جیل میں بھیجتے ہیں وہ hard and criminal بن کر نکلتا ہے۔ معاشرے کی بہتری اور جیلوں پر load کم کرنے کے لئے deferred punishment system introduce کریں۔ parole کو encourage کریں تاکہ جیلوں کے اندر جہاں پر گورنمنٹ کو فالتو خرچہ کرنا پڑتا ہے اس میں کمی آ جائے۔ اسی طرح عدالتوں کے اندر جب load کم ہو گا تو لوگوں کو بہتر انصاف مل سکے گا اور لوگ عدالتوں کے دھکوں سے بھی بچ جائیں گے جس سے گورنمنٹ کا خرچہ بھی کم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد financial discipline کے لئے ضروری ہے کہ آپ ایک محکمے کو جو allocation کرتے ہیں تو اس کے لئے targets fix کریں، اس کو بتائیں کہ 12-2011 کے اندر اس نے فلاں منزل پر پہنچنا ہے۔ ایک باپ اپنے بچے کو پیسے دیتا ہے اگر دس روپے بھی دے کر بھیجتا

ہے تو اسے بتاتا ہے کہ بیٹا یہ چیز لانی ہے اور اس طرح کی لانی ہے اور اتنی مقدار میں لانی ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہم کروڑوں اربوں روپے محکموں کو دیتے ہیں اور ان کے لئے کوئی target کوئی goal fix نہیں ہوتے۔ وہ اپنی مرضی سے پیسے خرچ کر لیتے ہیں یا چاہے تو وہ پیسا نہ خرچ کریں، وہ کوئی goal achieve کریں یا نہ کریں لیکن کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے اور آج تک کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ اگر محکمہ نے وہ پیسے جو اس کو allocate ہوئے تھے اور اس نے وہ خرچ نہیں کئے تو کیوں نہیں کئے؟ اگر اس نے اپنی اصل رقم سے زیادہ پیسا خرچ کیا ہے تو کیوں کیا ہے؟ اسی financial discipline نہ ہونے کی وجہ سے یہ ساری بیماریاں ہمارے فنانس سسٹم کے اندر جنم لے رہی ہیں، اسی لئے یہ جو budget making exercise ہے یہ بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ جب اس کے بعد ضمنی بجٹ نے آنا ہے اور اس کے بعد reappropriation نے بھی آنا ہے تو پھر ان کو اس بجٹ پر اتنی exercise کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ محکمہ صحت کے متعلق میں بات کرنا چاہوں گا کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں budget raise کیا ہے، میرا خیال ہے کہ ہم نے raise نہیں کیا اور جب میں نے اس پر working کی تو پتا چلا کہ جتنی رقم ہم نے raise کی ہے اگر صرف inflation کو ہی لے لیں، اگر مہنگائی کو لے لیں اور اگر آبادی کے ایک سال کے اندر اضافے کی ratio کو لے لیں تو وہ جو increase ہے وہ ساری کی ساری nullify ہو جاتی ہے۔ اگر صحت کے اندر ہی ہم دیکھیں کہ یہ جو ہسپتال ہم بنا رہے ہیں ایک ہسپتال جو کہ دو سو بیڈ کا بنتا ہے اس کو ہم بغیر کسی سوچ سمجھ کے بڑھاتے چلے جاتے ہیں، اس سلسلے میں قانون بنائیے کہ پنجاب میں کوئی ہسپتال۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب! پلیز wind up کریں۔ آپ کا ٹائم اب ڈبل ہو چکا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! ڈبل تو نہیں، ابھی تو صرف پانچ منٹ ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں ہسپتالوں کے متعلق بات کر رہا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں قانون بنائیں کہ تین سو بیڈ سے بڑا ہسپتال نہیں ہو گا، جب تین سو بیڈ پر مشتمل ہسپتال ہو گا تو یقین کیجئے کہ وہاں پر اس ایڈمنسٹریشن کو روزانہ تقریباً نو ہزار آدمی کے ساتھ deal کرنا پڑے گا۔ جب اس سے بڑا ہسپتال ہو گا تو وہ پھر پاگل خانہ ہو سکتا ہے، ہسپتال نہیں ہو سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جب اس سے بڑا ہسپتال ہو گا تو پھر سروسز ہسپتال جیسے حادثے رونما ہوتے رہیں گے کیونکہ ہمارے ہسپتال unmanageable ہو گئے ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی ہیلتھ پالیسی کو revisit کریں اور ایک sealing مقرر کریں کہ اس سے زیادہ ہسپتالوں میں بیڈ نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر! اب ایجوکیشن کی طرف آ جائیے جب میں نے بات کی اور مثال دی کہ 9998 ملین روپے کی بجائے 15650 ملین روپے خرچ کیا گیا تو اس دفعہ یک دم اس کے اندر decline آ گیا اور اب 10899 ملین روپے رکھا گیا مجھے اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔بڑی خوشی ہوتی اگر یہ رقم بڑھا کر ایجوکیشن کو دی جاتی، اگر ہم ایجوکیشن پر پیسا خرچ نہیں کر سکتے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ہم ترقی نہیں کر رہے بلکہ ہم پیچھے کی طرف جا رہے ہیں۔کوئی خوشی نہیں ہونی چاہئے کہ ہم نے تھانوں پر اتنا پیسا خرچ کر دیا، ہم نے پولیس میں دس ہزار آدمی بھرتی کر لئے، ہم نے جیلوں پر اتنا خرچ کر لیا، ہم نے عدالتوں پر اتنا خرچ کر لیا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اس لئے ضروری ہے کہ تعلیم کے بجٹ کو review کیا جائے۔ اس کے بعد financial discipline کی کمزوری دیکھیں کہ پیسا تو یہ اسمبلی منظور کرتی ہے لیکن کئی ایسے sensitive ادارے ہیں جو اپنا بجٹ آڈٹ کروانے کے لئے اور آڈٹ پیروں کو settle کرانے کے لئے PAC کے سامنے آنے سے گریزاں ہیں۔ اس اسمبلی کو ذرا غور کرنا ہو گا کہ اگر آپ ایک چیز کی منظوری دے رہے ہیں تو آپ کا کام ہے یقین کرنا کہ وہ اس منظوری کے مطابق خرچ ہوتا ہے، پیسے لینے کے لئے تو ادارے آ جاتے ہیں لیکن آڈٹ کرانے اور پیروں کو settle کرانے کے لئے انکاری ہو جاتے ہیں یہ کیسا financial discipline ہے؟ یہ ہم سب کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔

جناب سپیکر! اب میں energy crisis کے حوالے سے عرض کروں گا کہ کاش ہم نے 12-2011 میں جو رقم مختص کی تھی وہ ساری کی ساری خرچ کر لی ہوتی اور اس کے لئے زیادہ رقم مانگ لی ہوتی لیکن ایسا ممکن نہیں ہوا۔جہاں مرکز اور صوبے کے لئے war footing پر بجلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہاں میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ حکومت کی جتنی بھی residential کالونیاں آ رہی ہیں جیسے آشیانہ سکیم ہے، پانچ مرلہ سکیم ہے، جناح سکیم ہے، بحریہ ٹاؤن ہے یا جو پرائیویٹ کمپنیاں بنا رہی ہیں FDA سٹی ہے یا دوسرے ہیں وہاں پر ان کمپنیوں کے لئے mandatory کر دیا جائے کہ وہ شروع سے سولر انرجی پر جائیں اور انہیں واپڈا کی بجلی مت دیں تاکہ یہ ایک رواج پڑے اور ہم اس میں leading role ادا کریں کہ حکومت جتنی بھی کالونیاں بنائے یا کسی کالونی کی پرائیویٹ ایجنسی کو منظوری

دے تو اس کے لئے ضروری ہو کہ وہاں پر سولر انرجی کا بندوبست کرے اور BOT basis پر سولر انرجی پر زیادہ خرچ نہیں آئے گا، اگر Build, Operate and Transfer System پر سولر انرجی کا بندوبست کر کے دیں گے تو اس کنزیومر کو اتنا ہی دینا پڑے گا جتنا وہ واپڈا کی بجلی کے لئے دیتا ہے۔ پنجابی دی مثال اے کہ اگا دوڑ پچھا چوڑ۔ ہم آگے تو بڑھتے جارہے ہیں لیکن پچھلی چیزوں کو ضائع کرتے جارہے ہیں۔ یہ بچت نہیں بلکہ ضیاع ہے میں بتانا چاہوں گا کہ 98-1997 میں نواز شریف کی حکومت کے دور میں بہت سی جگہوں پر لیبر کالونیاں شروع ہوئیں لیکن کروڑوں روپے خرچ کر کے آج وہ بیاباں پڑی ہیں۔ ان کو مکمل کرنے کا نام نہیں لیا جاتا اور ہم نئی سکیمیں introduce کر رہے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ پنجاب کے اندر جتنی بھی لیبر کالونیاں abandoned ہیں یا occupied نہیں ہیں یا ضائع ہوئی ہیں ان پر تھوڑے سے پیسے خرچ کر کے لیبر کو الاٹ کیجئے اور ان سے دعائیں لیں۔ یہ تھوڑی سی نہیں ہیں مجھے پتا ہے کہ صرف میرے حلقہ انتخاب میں تین لیبر کالونیاں ہیں جہاں پر پانچ ہزار گھر بن سکتے ہیں باقی جگہوں کا مجھے نہیں پتا کہ کتنی ہوں گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک بچت کی بات ہے، پیسے کی بات ہے تو میں نہیں مانتا کہ پاکستان غریب ہے یا پنجاب غریب ہے۔ آئیے ذرا دیکھئے گورنر ہاؤس کتنے رقبے پر قائم ہے، آئیے دیکھئے وزیراعلیٰ کے زیر استعمال کتنے دفاتر ہیں، آئیے دیکھئے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کتنے رقبے پر ہے۔ آئیے دیکھئے سول سروسز اکیڈمی کتنے رقبے پر ہے، میں نے جتنی چیزوں کا نام لیا ہے وہ کس سڑک پر ہیں، کہاں پر ہیں؟ کون سے غریب آدمی وہاں سائیکل پر یا پیدل آتے ہیں یا بسوں پر آتے ہیں؟ یہ شہر سے باہر shift کیوں نہیں ہو سکتے؟ آپ ان کو باہر کیوں نہیں لے جا سکتے؟ آپ لوگوں کے لئے عذاب کیوں بنے ہوئے ہیں؟ اگر میں نے ایک سیکرٹری کو ملنا ہے، وہ سیکرٹریٹ میں ہے، دوسرے کو ملنا ہے تو وہ شادمان میں ہے، تیسرے سیکرٹری کو ملنا ہے تو وہ گارڈن ٹاؤن میں ہے۔ عوام کا بھلا کیجئے، عوام کے لئے سہولت پیدا کیجئے ان جگہوں کو خالی کروا کر یہاں پر دفاتر بنائیے یہاں پر دوسرا سیکرٹریٹ بنائیے تاکہ عوام کو ون ونڈو سروس مل سکے، اگر ون ونڈو سروس نہیں تو کم از کم one road service تو مل سکے۔ آپ GOR state کا اندازہ لگائیں کہ کتنی کتنی کنال اور کتنے کتنے ایکڑوں میں کوٹھیاں ہیں، وہ پرانی کوٹھیاں جن پر ہر دفعہ لاکھوں کروڑوں روپے لگا کر ان کی maintenance کی جاتی ہے وہاں ان کی جگہ پر فلیٹ بنائیں تاکہ آپ کا کوئی افسر بھی کرائے کے مکان میں نہ رہے اور آپ اسے جو ہاؤس رینٹ دیتے ہیں وہ بچت ہو اور پورے لاہور کے افسران وہاں accommodate ہو سکتے ہیں۔ میں نے جن جگہوں کی نشاندہی کی ہے اگر وہاں دفاتر

بنالیں توآپ کااربوں روپے جس سے کوٹھیاں کرائے پرلے کر دفاتر بنائے گئے ہیں کی بچت ہو سکتی ہے اور یہ روپےآپ کے کسی بہتر کام میں استعمال ہو سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب!Wind up کیجئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں close کر دوں گا۔اس بجٹ میں کسانوں کو کوئی خاطر خواہ مدد نہیں دی گئی، جب ایک ایکڑ زمین کسان کی ملکیت ہوتی ہے تواس کواس پر چالیس ہزار روپے قرضہ دے کر بڑا خوش ہو جاتے ہیں کہ ہم آپ کو قرضہ دے رہے ہیں لیکن جب اسی زمین پر ایک مل والاچند اینٹیں لگاکر، چند ٹن لوہالگاکر ایک مل کھڑی کرتا ہے، ایک فیکٹری کھڑی کرتا ہے تو اس کو کروڑوں روپے قرضہ اسی زمین پر دے دیا جاتا ہے۔عجیب بات ہے جو immoveable property ہے، جو اصلی سکیورٹی ہے، جو اصلی surety ہے اس پر تو چالیس ہزار روپے دے رہے ہیں لیکن جو عارضی چیزیں ہیں کہ کل وہ وہاں سے لوہا بھی اکھاڑ سکتا ہے، اینٹیں اکھاڑ سکتا ہے، مل اکھاڑ سکتا ہے فیکٹری بھی اکھاڑ سکتاہے آپ اسے کروڑوں روپے کاقرضہ جاری کرتے ہیں۔یہ آپ کے لئے تھوڑاسا سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ reverse procedure نہیں ہونا چاہئے؟آپ نے شہروں کے اندر یوٹیلٹی سٹورز بنادیئے، شہری عوام کو سہولت دے دی لیکن گاؤں کے اندر ہر یونین کونسل کے اندر پنجاب حکومت اس کے مقابلے میں کوآپریٹو سٹور بنائے اور کوآپریٹو سٹور بنانے سے یہ فائدہ ہو گاکہ ایک توگاؤں کے غریب لوگوں کو fixed price پر چیزیں مل سکیں گی اور دوسرا کھاد، بیج وغیرہ اسے کوآپریٹو سٹور سے timely مہیا ہو سکے گا۔اس کی کمی کی وجہ سے جو درمیان میں مڈل مین ہے وہ زیادہ کمائی کر رہا ہے وہ کسان کولوٹ رہاہے وہ غریب آدمی کولوٹ رہاہے۔جہاں پرآپ شہروں کے لئے سہولتیں دیتے ہیں وہاں پرخدارا غریبوں کے لئے ہر یونین کونسل سطح پر یونین کونسل کے دفتر کے ساتھ ہی ملحقہ یوٹیلٹی سٹور کی طرز پر کوآپریٹو سٹورز بنائیں تاکہ غریبوں کی مدد ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب!Wind up کریں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: کور کمانڈر کا گھر بھی shift کرادیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!اسے بھی shift کرا دیں، کوئی بات نہیں most welcome بہت اچھی بات تھی کہ چھاؤنیاں پانچ پانچ میل کے فاصلے پر تھیں، ہمت کریں۔آپ تو اتنا

ڈرتے ہیں کہ خود DHA والوں کو زمین دیتے جا رہے ہیں اور یہاں پر بیٹھ کر کور کمانڈر کے گھر کی بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا کہ بجٹ سے پہلے جان بوجھ کر پراپیگنڈا کیا گیا یا اچانک ہو گیا یا واقعی کوئی بات تھی کہ ملازمین کو بڑا حوصلہ دیا گیا کہ پچاس فیصد تنخواہیں بڑھیں گی۔ یہ بات عام مشہور ہو گئی اور ویسے بھی مہنگائی دیکھ کر لگتا تھا کہ یہ ایک جائز مطالبہ ہے لیکن ہم نے اسے 20 فیصد پر cap کر دیا۔ میری نہایت مؤدبانہ گزارش ہے کہ مہنگائی کے لحاظ سے یہ 20 فیصد increase ناکافی ہے لہذا اسے کم از کم 30 فیصد پر ضرور لے جائیے۔ جب ہم مرکز سے ہی مقابلہ کر رہے ہیں تو اگر انہوں نے 20 فیصد کیا ہے تو ہمیں اس سے اوپر جانا چاہئے، شاید اسی مقابلے میں ہمارے ملازمین کا کوئی فائدہ ہو جائے اس لئے ملازمین کی کم از کم 30 فیصد تنخواہیں بڑھنی چاہئیں اور جو پچھلے الاؤنس ہیں وہ شامل کر کے بڑھنی چاہئیں کیونکہ آج اس تنخواہ کے اندر گھر کا بجٹ بنانا ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت سے متعلق میں ایک بات کر کے اپنی تقریر ختم کر دوں گا۔ ہمارے معاشرے، ہماری آبادی کا ایک بہت بڑا گروپ addict ہے، نشہ کرتا ہے اور ہیپاٹائٹس کے مریض ہیں۔ اگر آپ یہ دونوں امراض اکٹھے کر لیں تو ہماری ایک تہائی آبادی یعنی نو کروڑ میں سے تین کروڑ لوگ اس کے اندر مبتلا ہیں۔ پچھلے سال ڈینگی کے حوالے سے پنجاب حکومت کی کارکردگی بہت اچھی رہی ہے۔ بہت محنت ہوئی اور بہت پیسا بھی خرچ ہوا۔ اس مرض سے کل دو سو یا سوا دو سو اموات ہوئی تھیں۔ اس کے مقابلے میں infectious ہیپاٹائٹس اور addiction سے روزانہ سینکڑوں اموات ہوتی ہیں اور مدتوں سے ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ ہم اپنے منصوبوں کے اندر اس کو کیوں priority نہیں دے رہے؟ ہم یہ کیوں نہیں سوچ رہے کہ addicts کے لئے خصوصی ہسپتال بنائے جائیں تاکہ یہ لوگ جو اپنے خاندان، بہن بھائیوں، والدین اور معاشرے پر بوجھ ہیں اس نشے سے نجات حاصل کر کے ایک کارآمد شہری بن سکیں۔ وہ infectious ہیپاٹائٹس کے مریض جو کام کر کے اس معاشرے میں contribute کر سکتے تھے اب وہ بستروں پر لیٹے ہوئے گھر والوں، معاشرے اور حکومت پر بوجھ ہیں تو ہم ان کے لئے ایک جامع پلان کیوں تیار نہیں کرتے؟ ان کے لئے کوئی مناسب بندوبست کیا جائے۔ یہ 33 فیصد آبادی جو ان دونوں چیزوں میں مبتلا ہے، کارآمد شہری بن کر ہمارے لئے باعث فخر بنیں اور

معاشرے کے اندر contribution بھی کر سکیں۔ میں اسی کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔ بہت مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ نرگس فیض ملک!

محترمہ نرگس فیض ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح 35 سالوں سے پنجاب کے حکمران آپ کو برداشت کر رہے ہیں آج کا دن آپ نے ہمیں بھی برداشت کیا اس کے لئے میں شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جن کے vision اور اعلیٰ ذہانت کی وجہ سے نہ صرف ملک میں جمہوریت کو فروغ ملا، جمہوریت مضبوط ہوئی بلکہ ان کی مفاہمت کی سیاست کی وجہ سے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار آج جمہوری حکومت نے اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا ہے۔ اس کا credit میں آصف علی زرداری صاحب کو دیتی ہوں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! جس دن ہم بجٹ تقریر سن رہے تھے اس دن یہاں پر قرآنی آیات کی تلاوت کی گئی اور ان کا ترجمہ یہ تھا کہ "اے پروردگار ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال کہ جس کو ہم اٹھا نہیں سکتے" میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کے حکمران ان آیات کو پڑھوا تو لیتے ہیں لیکن ان پر عمل کرنے کے لئے شاید ان کو ایک مرتبہ پھر جدہ جانا پڑے گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پنجاب کے عوام کا کیا قصور ہے؟ آج اس ایوان میں حکومتی نمائندوں کی دلچسپی دیکھ لیں، جتنی دلچسپی ان کو اس ایوان سے ہے اتنی ہی دلچسپی ان کو پنجاب کے عوام سے ہے۔ یہ کتاب، تقریر جتنی بڑی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کی گئی اس میں اتنے ہی بڑے جھوٹ کے پلندے درج ہیں۔ بارہ کروڑ آبادی پر مشتمل صوبہ پنجاب یعنی پاکستان کے چونسٹھ فیصد حصے پر جو حکمران قبضہ گروپ کی حیثیت سے قابض ہیں وہ ہر روز عوامی خواہشات کا قتل کرتے رہتے ہیں۔ ان کی ڈھٹائی دیکھیں کہ دعویٰ تو سادگی کا کرتے ہیں لیکن وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے مختص شدہ بجٹ سے بہت زیادہ اخراجات کئے گئے ہیں اور یہ پھر بھی شرمندہ نہیں ہوتے۔ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے سال 12-2011 میں 26 کروڑ 64 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ خرچ 36 کروڑ 86 لاکھ روپے ہوئے ہیں۔ یہ عوام کو کیوں دھوکا دیا جا رہا ہے، یہ کیوں دوغلی پالیسی اور double standard دکھایا جا رہا ہے؟ آپ مینار پاکستان کے نیچے بیٹھ کر عوام کی کونسی خدمت کر رہے ہیں؟ وہ مینار پاکستان کہ جہاں پر قرارداد پاکستان منظور ہوئی اس کے نیچے آپ نے بجلی کے کنڈے لگائے اور بجلی چوری کی۔ آپ

پنجاب کے حکمران ہیں، آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے یہاں پر دودھ اور شہد کی نہریں بہادی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ کے حوالے سے ہمارے بھائی وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن بالکل بے گناہ ہیں، ان کا کوئی قصور نہیں ہے اس لئے کہ ان میں تو اتنی جرأت بھی نہیں تھی کہ وہ اس بجٹ، جھوٹ کے پلندے کو پڑھنے سے انکار کر دیتے۔ اگر ان میں ذرا سی جرأت ہوتی، طاقت ہوتی تو وہ بتاتے کہ اس بجٹ میں تو عوام کے حقوق کا قتل کیا گیا ہے۔ آج میری ایک وہ بہن بھی بڑا بڑھ چڑھ کر بول رہی تھی کہ جن کی چوریوں کے چرچے عام رہے ہیں۔ میں کسی کی ذات کے حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتی لیکن یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا سپنا اس قوم کی بیٹی نہیں، کیا عائشہ احد اس قوم کی بیٹی نہیں ہے؟

جناب سپیکر! اس صوبے میں امن وامان کی آپ صورتحال دیکھ لیں کہ اس بجٹ کے دوران کئی خواتین کے ساتھ زیادتیاں ہو چکی ہیں۔ خواتین کے ساتھ جتنی زیادتیاں انکے دور حکومت میں ہوئی ہیں اس کی سابقہ ادوار میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ کم سن بچیوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ان کی عمر کا سُن کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ جس وقت پنجاب میں ان بچیوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں تو اس وقت قانون حرکت میں کیوں نہ آیا؟ پنجاب کا قانون اس وقت تو حرکت میں آ جاتا ہے جب رانا ثناء اللہ کے پلازے کو گرانے کی بات کی جاتی ہے۔ جب آپ نے جعلی رجسٹریوں اور جعلی قبضوں کی پشت پناہی کرنی ہوتی ہے تو پھر آپ کا سارا نظام حرکت میں آ جاتا ہے لیکن کسی غریب کی بچی کے لئے آپ کا قانون حرکت میں نہیں آتا۔ پنجاب کے حکمران آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ مقابلے کرتے ہیں۔ پہلے آپ ان جیسا بن کے دکھائیں، ان جیسا ہو کر دکھائیں۔ انہوں نے نو سال تک اسی پاکستان میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور جدہ نہیں بھاگے۔ انہوں نے عوام کے حقوق کی سودے بازی نہیں کی۔ کاش! آج خوشامدی ٹولہ یہاں پر موجود ہوتا تو میں بھی دیکھتی کہ ان میں سچ اور حق کی بات سننے کا کتنا دم ہے لیکن وہ تو صرف کھوکھلے نعرے مارنے والے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے شعبہ تعلیم کے لئے جو بجٹ رکھا ہے یہ بھی فراڈ ہے۔ یہ ڈھونگ کب تک چلے گا، کب تک یہ ڈرامہ بازی چلتی رہے گی؟ تعلیم کے نام پر دانش سکولوں پر اربوں روپے ضائع کر دیئے گئے۔ لیپ ٹاپ کے ذریعے آپ نئی نسل کو تباہ کرنے جا رہے ہیں۔ آپ نے نئی نسل کو جس راہ پر لگا دیا ہے کیا ان کی مائیں آپ کو بددعائیں نہیں دیتی ہوں گی، کیا ان کے بجلی کے بل اب double نہیں آتے ہوں گے؟ ان نوجوانوں نے کرپشن کا راستہ آپ کی وجہ سے اختیار کیا ہے۔ آپ کی وجہ سے گھرانے خراب ہو رہے ہیں۔ کیا آپ نے تمام سرکاری، ٹاٹوں والے سکولوں کی خستہ حالت کو درست کر لیا

ہے، کیا ہم نے نظام تعلیم کو درست کر لیا ہے؟ قائداعظم کی تصویر کے نیچے بیٹھ کر آپ قائداعظم کے اصولوں پر چلنے کے دعوے تو کرتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ کیا آپ نے یکساں نظام تعلیم صوبے میں رائج کر دیا ہے؟ آپ پنجاب کے کسی ایک سرکاری سکول کا نام مجھے بتا دیں کہ جس میں اساتذہ، فرنیچر، کتابیں، لائبریری، لیبارٹری اور دوسری تمام سہولتیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر! یہ جھوٹ کب تک چلے گا؟ آپ مانیں یا نہ مانیں آپ یہ بتائیں کہ جناب آصف علی زرداری صاحب اُس وقت تو بہت اچھے تھے جب آپ کو تیسری بار وزیراعظم بننے کی اجازت مل گئی، اُس وقت تو وہ بہت اچھے تھے جب آپ کو الیکشن میں شامل کر لیا اور جب آپ کے سارے مسئلے حل ہو گئے تو جناب آصف علی زرداری کو آپ نے صدر ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ تو آپ کا اپنا حسن ظرف ہے کیونکہ ہم نہیں کہتے کہ جن کے بل بوتے پر آپ آتے ہیں وہ آپ کو کہتے ہیں کہ آپ محسن کش ہیں۔ آپ نے مینار پاکستان کی لاج رکھی، قرار داد پاکستان کی لاج رکھی اور نہ ہی میثاق جمہوریت کی لاج رکھی ہے۔ صدر پاکستان جس کی اعلیٰ ذہانت، جمہوریت اور وژن کے مطابق آج ہم اس اسمبلی میں موجود ہیں ورنہ شاید آپ کو دس سال اور جدہ میں رہنا پڑتا لیکن جدہ بھی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ جدہ سے کیا آپ زم زم سے دُھل کر آ گئے تو آپ کے سارے گناہ صاف ہو گئے؟ آپ خوشامدی ٹولے کو بتائیں کہ آنکھیں کھولیں، الیکشن کا وقت قریب ہے، آپ نے الیکشن میں جانا ہے تو آپ نے عوام کو کیا دیا؟ عوام کس کی طرف دیکھے؟ آج آپ کی نیندیں ایک ایسے کھلاڑی کی وجہ سے کیوں حرام ہوئی ہیں جس نے آپ کو کھلا دیا تو آپ کا دماغ چکرا گیا اور اُس وقت آپ کی آنکھیں کھلیں گی جب الیکشن میں آپ کے کرتوتوں کے رزلٹ آئیں گے، اُس وقت پتا چلے گا کہ سچا کون تھا اور جھوٹا کون تھا، کس نے بجلی کا ایک سنگل میگاواٹ پیدا نہیں کیا، کس نے کنڈے لگائے، کس نے چوریاں کیں، کس نے پنجاب اور مہران بنکوں پر ڈاکے ڈالے؟ اُس وقت پتا چل جائے گا کہ کون عوام کی دادرسی کرتا ہے، کون غریب کی دادرسی کرتا ہے، جن عورتوں کے اوپر تیزاب پھینکا جاتا ہے کون اُن کی دادرسی کرتا ہے؟ پہلے آپ نے دستور بنایا، آپ نے اپنے مفاد کے لئے ہمیشہ پیلو کیب کو استعمال کیا اور آپ نے سیاست کو زرد کر دیا۔ آپ نے جب پیلو کیب سکیم کو عام کیا تو ملک کو قرضوں میں ڈبو دیا۔ آج سی این جی بسیں منگوائی جا رہی ہیں تو آج ملک میں جو گاڑیاں ہیں اُن کے لئے گیس نہیں ہے تو آپ سی این جی بسیں منگوا کر یہ ڈھونگ رچا رہے ہیں؟ آپ اپنے وسائل پر کیوں گزارہ نہیں کرتے؟

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ صحت کے نام پر کتنا بڑا فراڈ ہو رہا ہے۔ ہسپتالوں کی حالت دیکھ لیں آپ اپنی اسمبلی کی ڈسپنسری کی حالت دیکھ لیں جو اس ایوان کے معزز ممبران کی ڈسپنسری ہے، کسی معزز ممبر کو بھیج کر دیکھیں کہ اُس کو وہاں سے پوری میڈیسن مل جائے یا اصلی میڈیسن مل جائے، آپ کب تک جعل سازی سے اپنے اقتدار کو طول دیں گے؟ کیا اچھا نہ ہوتا کہ آپ ان لیپ ٹاپ، ان سستے تنوروں، ییلو کیب اور ان سی این جی بسوں کی بجائے اپنے ملک کے وسائل پر گزر اوقات کرتے جو آپ کے پاس موجود تھے اُس کو بہتر کرنے کی بجائے آپ اس صوبہ کو مزید مقروض کر رہے ہیں۔ 64 فیصد آبادی والا صوبہ، جس کے عوام 12 کروڑ ہیں وہ اُن کی حکمرانی کرنے کے قابل تو نہیں لیکن وہ 30 فیصد والے سے حساب مانگتا ہے، یہ شرم کا مقام ہے آپ کس بات کا حساب مانگتے ہیں، آپ نے عوام کو دیا کیا ہے اور کون سی لاء اینڈ آرڈر کی situation ٹھیک کر لی، کون سے تعلیمی اداروں کو ٹھیک کیا، کون سے ہسپتالوں کو ٹھیک کیا، کون سے کسان کو رعایت دے دی، زراعت کے اندر کون سی بہتری لے آئے، آپ نے کہاں پر بہتری کی ہے؟ آپ بتائیں کہ اگر آپ شرمسار نہیں ہیں، اگر آپ نے اس صوبہ کی عوام کی صحیح حکمرانی کی ہے تو یہاں تشریف کیوں نہیں لاتے، آپ اس ایوان میں بیٹھتے کیوں نہیں ہیں؟ اس لئے کہ آپ شرمندہ ہیں، آپ نے اس غریب عوام کو کچھ نہیں دیا اور آپ کو پتا ہے کہ اس ایوان میں آپ کی رسوائی ان منتخب نمائندوں کا سامنا نہیں کر سکتی۔ اس طرح سے سستی شہرت والے منصوبے، سڑکوں پر بیٹھ کر یا لوڈ شیڈنگ کے خلاف مظاہروں کو lead کر کے آپ سمجھتے ہیں کہ عوام ہمارے ساتھ ہے یہ تو آپ نے اپنے روحانی باپ والا قول دہرا دیا جب اُس نے کہا تھا کہ جو خاموش ہیں وہ کلمہ حق ہیں اور وہ میرے ساتھ ہیں۔ آپ اپنے ڈکٹیٹر کی اُس رُوح سے نکل آئیں خدا کے لئے اس صوبہ پر رحم کھائیں اور اُس صوبہ کی عوام پر رحم کھائیں کہ اگر اُن سے غلطی ہو گئی ہے، انہوں نے آپ کو منتخب کر لیا ہے تو آپ انہیں اس طرح سزا نہیں دے سکتے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کبھی بھی آپ کو یہ اجارہ داری قائم نہیں کرنے دے گی، پاکستان پیپلز پارٹی کا بھی اس صوبہ پر اتنا ہی حق ہے لیکن آپ کی ہر روز کی کوتاہیاں، ہر روز کی جعل سازیاں، ہر روز کی ڈرامہ بازیاں اور اُس کے بعد آپ کے نمائندے اُٹھ کر میرے لیڈر اور میرے قائد کو criticize کریں تو پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں، پہلے اپنا گریبان درست کریں۔ جب آپ کو آئینہ دکھایا جاتا ہے تو آپ کو کیوں شرم آتی ہے؟ آئینے میں شکل تو اپنی نظر آتی ہے۔ یہ بجٹ کس کے لئے ہے آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اور خدا کو حاضر ناظر جان کر بتائیں کہ کیا یہ بجٹ اس صوبہ کی بھلائی کے لئے ہے، صوبہ کی فلاح کے لئے ہے اور اس بجٹ میں سے اس صوبہ کو کیا ترقیاتی فنڈ ملے گا؟

اس بجٹ کی making پر جتنا خرچہ آیا ہے اگر اُس کے نصف کا نصف حصہ بھی آپ اس صوبہ کی عوام پر لگا دیتے تو شاید پھر بھی بہتری ہو جاتی۔ آپ اپنا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا محکمہ دیکھ لیں۔ آپ نے یہاں پر خواتین کے نام پر جتنی بندر بانٹ کی ہے اُس میں سوائے اس کے کہ آپ نے ایک بلڈنگ بنانے کی بات کی ہے لیکن انہیں practically کچھ نہیں دیا گیا۔ عورت کو سب سے پہلے practically تحفظ چاہئے اُس کے بعد باقی بنیادی چیزیں ہیں۔ آج کی عورت پنجاب میں جتنی رُسوا ہوئی ہے پورے پاکستان میں نہیں ہوئی، آج کی عورت یہاں پر جتنی ذلیل و خوار ہوئی ہے کہیں اور نہیں ہوئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ بجٹ میں 10 فیصد رکھ دیں گے کہ ہم نے عورتوں کے لئے بڑا اچھا کر دیا، ہم نے عورتوں کا کوٹا مقرر کر دیا، ہم نے عورتوں کو یہ دے دیا۔ آپ نے عورتوں کو کیا دیا؟ وہاں پر میری 40 بہنیں بیٹھی ہیں کیا آپ نے انہیں اُن کے حقوق دیئے؟ پچھلے چار سال کی اسمبلی گواہ ہے اور جس میں جرأت ہے وہ آ کر ہمارے ساتھ مناظرہ کر لے، عوام کی موجودگی میں کسی چوک میں کھڑے ہو کر ہمارے ساتھ بات کر لے۔ عوام سے کیوں مذاق کیا جا رہا ہے، عوام کے ساتھ یہ کھیل کیوں کھیلا جا رہا ہے، کیوں عوام کو لفظوں کے گورکھ دھندوں میں ڈالا جا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! Wind up. کر لیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ہم اس ٹیکنیکل بجٹ کو نہیں مانتے لیکن ہم آپ کے mandate کا احترام کرتے ہیں، اس لئے کہ میرے قائد کا حکم ہے کہ آپ کے mandate کا احترام کرنا ہے۔ عوام نے آپ کو منتخب کیا جس کی وجہ سے آپ کی برتری ہے اس لئے آپ اُس mandate کا احترام کریں اور اُس mandate کا احترام کرتے ہوئے آپ اس عوام کا احترام بھی کریں اور یہاں پر ہماری جتنی بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں چاہے ہم اپوزیشن میں ہیں یا آپ کی حکومتی خواتین مجھے بتا دیں کہ کسی ایک خاتون کے حلقہ میں کوئی فنڈز جاری کئے گئے ہیں؟ ماسوائے آپ کی کسی ایک من پسند کے لیکن آپ overall بتائیں کہ آپ نے مخصوص سیٹوں کی خواتین کو کیا دیا؟ ہم اس ایوان میں کسی کی پرچی سے نہیں آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ یہ decide ہوا تھا اور میں سب کو already زیادہ ٹائم دے چکا ہوں۔ ایوان کا وقت آدھا گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔ آپ wind up کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔ مجھے صرف یہی کہنا ہے کہ خدا کے لئے اگر آپ کے دل میں اس عوام کے لئے ذرا سی بھی محبت، ہمدردی ہے اور آپ نے صوبہ کی عوام کے پاس دوبارہ جانا ہے۔ اگر آپ کا ارادہ پھر کسی چور دروازے سے آنے کا نہیں ہے تو خدارا اس عوام پر

رحم کریں اوران کے لئے کچھ ایسا کر دیں تاکہ وہ آپ کو دوبارہ لے آئیں۔ ہمیں اس بات پر کبھی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر!اگر عوام کی امنگوں کی ترجمانی کرنی ہے تو صحیح طریقے اور برداشت سے کریں۔ اگر نت نئے ڈرامے لگاکر ترجمانی کرنی ہے تواپوزیشن ہم سے زیادہ اچھی آپ نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ آصفہ فاروقی!

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر!شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو وزیر خزانہ بننے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور رانا آصف محمود صاحب کے بحیثیت وزیر خزانہ بجٹ پیش نہ کرنے پر افسوس کا بھی اظہار کرتی ہوں۔

جناب سپیکر!میں اپنے قائد جناب آصف علی زرداری اور وزیراعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کو بھی آج یہاں اس وقت مبارکباد پیش کروں گی کیونکہ ان کی اچھی پالیسیوں نے ہمیں آج کا یہ دن دکھایا کہ ہم اس حکومت کا پانچواں بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ یہ آصف علی زرداری صاحب اور ہمارے وزیراعظم صاحب ہی کی اچھی پالیسیوں کی بدولت ہے کہ ہم مل کر چلے تھے تو آج چاروں صوبے اپنی اپنی جگہ بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ ایوان مل کر ہی چلے جیسا کہ جناب آصف علی زرداری اور وزیراعظم پاکستان کی بھی خواہش ہے۔

جناب سپیکر!لڑائی اور جھگڑوں سے معاملات حل نہیں ہوتے۔ آج کے بجٹ کے لئے میں سب سے پہلے خواتین کا ذکر کروں گی۔ آج تک جتنے بھی بجٹ پیش ہوئے ہیں اوران میں میں نے جتنے بھی مطالبات رکھے PILDAT نے میرے سارے مطالبات لکھے کہ آصفہ فاروقی جب سے ایم پی اے بنی ہیں انہوں نے یہ یہ مطالبات کئے ہیں اور اپنے ضلع کے لئے یہ چیز مانگی ہے۔ میں اپنے ضلع سے واحد پیپلز پارٹی کی ممبر اسمبلی ہوں میرے ضلع سے پیپلز پارٹی کا کوئی مرد اور نہ ہی عورت ممبر پنجاب اسمبلی ہے۔ میرا یہ فرض بنتا ہے اور میرے عوام کی میرے کندھوں پر ذمہ داری ہے کہ میں ان کی آواز یہاں پر اٹھاؤں۔

جناب سپیکر!ہم خواتین میں سے کسی کو ایم پی اے بننے کے بعد یہاں رہنے کے لئے جگہ نہیں دی گئی۔ وزیراعلیٰ صاحب خود تو شامیانوں میں چلے گئے ہیں۔ آج کے اِن گو تم بدھ سے میں کہتی ہوں

کہ اُس گوتم بدھ نے ہزاروں سال پہلے رات کے اندھیرے میں کہا تھا کہ یہ دنیا دکھوں کا گھر ہے اس کے بعد وہ اپنا گھر بار اور تخت وتاج چھوڑ کر جنگل میں ایک برگد کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا تھا۔ کیا آج بھی دنیا دکھوں کا گھر نہیں ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اپنا گھر چھوڑ کر مینار پاکستان شامیانے لگا کر بیٹھ گئے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کروں گی کہ ہم خواتین کے رہنے کے لئے آپ کوئی بندوبست نہیں کر سکے۔ ایم پی اے ہاسٹل میں کسی خاتون ممبر کو کمرہ نہیں دیا گیا۔ ہم جنوبی پنجاب کی خواتین جو دور دراز علاقوں سے آتی ہیں ہمیں بھی وہاں شامیانے لگوا دیں۔ ہم بھی وہاں رہیں گی کیونکہ آپ نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ جب آپ نے تمام ایم پی ایز کو کمرے دیئے تھے تو ہم خواتین ایم پی ایز میں سے کسی ایک خاتون کو بھی کمرہ دیا جاتا۔ میں کہتی ہوں کہ انصاف سب کے لئے ایک جیسا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ بجٹ دیکھ کر میرے جھنگ کے عوام مجھ سے سیدھی سادھی زبان میں پوچھیں گے کہ جھنگ کے لئے کیا لائی ہیں تو میں انہیں ان کی زبان میں جا کر کیا بتاؤں گی؟ ہمیں وفاق سے تو وزیر اعظم پاکستان اور صدر پاکستان نے ترقیاتی سکیموں کے لئے فنڈز دیئے جو میں نے اپنے ضلع جو موہنجو داڑو کا منظر پیش کرتا تھا، جہاں سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھیں وہاں پر لگائے لیکن ہمیں پنجاب سے کوئی فنڈز نہیں ملے۔ اب عوام مجھ سے پوچھیں گے کہ اس بجٹ میں سے ضلع جھنگ کے لئے آپ نے کیا لیا ہے۔

جناب سپیکر! جب میں نے حلف اٹھایا تھا اور پہلا بجٹ پیش ہوا تھا تو اس کے بعد میرا سب سے پہلا مطالبہ یہ تھا کہ میرے ضلع جھنگ کے ہسپتال میں انتہائی نگہداشت کا وارڈ نہیں ہے اگر وہاں کا کوئی شہری بیمار ہوتا ہے تو اسے فیصل آباد یا ملتان refer کیا جاتا ہے اور وہ راستے میں ہی expire ہو جاتا ہے۔ جھنگ سے فیصل آباد تک single roads ہیں جہاں بہت حادثات ہوتے ہیں۔ میں نے یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ ہمارے علاقہ کو فیصل آباد سے double road دی جائے تاکہ ہم حادثات سے بچ سکیں۔

جناب سپیکر! میں نے چاہا تھا کہ آپ نے جیسی ایجوکیشن پالیسی بنائی ہے اور شعبہ تعلیم کے لئے بہت زیادہ بجٹ رکھا ہے تو میرے ضلع جھنگ میں جامعۃ الازہر کی طرز پر ایک یونیورسٹی بنا دی جائے لیکن ابھی تک اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ جھنگ میں بی بی شہید کے نام پر ایک میڈیکل کالج بنا دیا جائے۔ آپ نے جہاں اور اضلاع میں اتنے میڈیکل کالج بنائے ہیں تو جھنگ ایک

پسماندہ ضلع ہے کتنا ہی اچھا ہو کہ وہاں بھی خواتین کے لئے میڈیکل کالج بنا دیا جائے تاکہ ہمارے پسماندہ علاقے کی خواتین وہاں زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کر کے پیشہ وارانہ زندگی میں آگے آ سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ سندھ میں دیکھیں وہاں خواتین کو آدھا مربع اور دو دو بھینسیں تقسیم کی گئی ہیں کہ جو خواتین اپنے گھر کی معاشی حالت بدلنے کے لئے اپنے مردوں کا بازو بننا چاہتی ہیں تو وہ گھر بیٹھ کر بھینسوں کا دودھ بیچ کر یا جو آدھا مربع زمین دی گئی ہے اس پر کوئی نرسری بنا کر، کاشت کر کے یا جو بہتر سمجھتی ہیں وہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! اگر سب مل کر سوچیں گے تو یہ ملک تب ہی ترقی کی طرف چلے گا۔ اگر کسی صوبہ سے وفاق کی leg pulling ہو گی تو پھر وفاق کیسے سر اٹھا کر بیرون دنیا میں جا کر پاکستان کے لئے امداد مانگے گا۔ پاکستان میں جس طرح بجلی کا فقدان ہے کبھی ہم ایران سے اور کبھی روسی ریاستوں سے گیس کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اپنے وہی مطالبات دہرائے ہیں جو کہ میں نے پہلے سال اپنی بجٹ تقریر میں رکھے تھے۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمارے مطالبات پر غور نہیں کیا جاتا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ کشور قیوم!

محترمہ کشور قیوم: شکریہ۔ جناب سپیکر! 2012-13 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ اس حکومت کا پانچواں اور آخری بجٹ ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ چار سال حکومت کرنے کے بعد بھی خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس بجٹ کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے پتا چلتا ہے کہ حکمران عمران کے سونامی سے بہت زیادہ خوف زدہ ہیں اسی لئے انہوں نے نوجوانوں کے لئے بہت زیادہ پیسا خرچ کیا ہے اور اب بھی رکھا گیا ہے۔ پہلے بھی نوجوانوں کو لیپ ٹاپ دیئے گئے ہیں اور اب پھر اس بجٹ میں اُن کے لئے ایک لاکھ پچیس ہزار لیپ ٹاپ دینے کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن میرے خیال میں یہ لیپ ٹاپ دینے کی بجائے کالجوں اور یونیورسٹیوں کو دیئے جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ کالجوں یونیورسٹیوں میں باقی طلباء اور آئندہ آنے والے طلباء بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکیں گے لہذا اس پر غور کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ ٹیکس فری ہے اس لحاظ سے اسے عوام دشمن بجٹ بھی کہا جا سکتا ہے۔ تاجر، ریئل اسٹیٹ والے اور بڑے بڑے زمینداروں کو tax net میں لانا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ ہم tax net میں غریب عوام کو لائیں، تاجروں سے پیسا لے کر ہم غریب عوام پر خرچ کریں اس سے بجٹ کا خسارہ بھی کم ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اگلی بات میں امن وامان کے حوالے سے کروں گی کہ پنجاب میں امن وامان کی صورتحال بہت زیادہ خراب ہو چکی ہے لہذا اس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں اس خراب صورتحال کی وجہ یہ بھی ہے کہ پولیس میں جو بھرتی کی جاتی ہے اُس میں سیاسی رنگ زیادہ ہوتا ہے جس وجہ سے نقصان ہوتا ہے لہذا پولیس کے محکمہ کو سیاست سے پاک رکھا جائے تاکہ پولیس لوگوں کو امن وامان بہتر طور پر دے سکے۔ خواتین آبادی کے لحاظ سے 48 فیصد ہیں لیکن ملازمتوں میں کوٹا کم رکھا گیا ہے۔ پنجاب اسمبلی میں خواتین ممبران تقریباً 33 فیصد ہیں اس لحاظ سے ملازمتوں میں خواتین کے لئے 33 فیصد ہی رکھا جائے۔ اس کے علاوہ میں دانش سکولوں کے حوالے سے کہوں گی کہ اس سے زیادہ بہتر تھا کہ پہلے سے موجود سرکاری سکولوں کی طرف توجہ دی جاتی۔ گوجرانوالہ میں کئی سکول ایسے ہیں جہاں بچیاں قبرستان میں بیٹھ کر پڑھائی کر رہی ہیں لہذا اگر اُن سکولوں کی حالت کو بہتر بنایا جاتا تو اچھے نتائج ملتے۔

جناب سپیکر! میں ترقیاتی بجٹ کے حوالے سے کہوں گی کہ پچھلے مالی سال میں ترقیاتی بجٹ پورا خرچ نہیں کیا گیا بلکہ اُس کا 40 فیصد خرچ نہیں ہوا اس سے بھی حکومت کی ناکامی ظاہر ہوتی ہے جو سراسر ظلم ہے اور اس کا وزیر اعلیٰ کو جواب دینا پڑے گا۔ حکومت پنجاب کے وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر کے اختتام پر جو شعر پڑھا تھا اُس میں مردِ درویش کا ذکر کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ کو بتانا چاہوں گی کہ پنجاب کی عوام آج کل یہ شعر گنگنا رہے ہیں کہ:

خداوند یہ تیرے سادہ دل کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری ہے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب محترمہ نجمی سلیم!

محترمہ نجمی سلیم: بکفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ جناب سپیکر! آخر کار وقت آگیا کہ آپ نے مجھے as usual پانچویں بجٹ جو حکومت پنجاب نے پیش کیا ہے اُس پر بحث کے لئے موقع دیا ہے لیکن اس سے پہلے میں یقینی طور پر اپوزیشن کو مبارکباد پیش کروں گی جنہوں نے جمہوری روایات کو قائم رکھتے ہوئے اس بجٹ کو پیش کرنے دیا جس کا credit وفاقی حکومت کو دیا ہے جنہوں نے پہلے دن سے مفاہمت کی پالیسی اپنائی تھی اس کو قائم رکھا اور اس جمہوری ٹرین کو de-rail نہیں ہونے دیا۔ بظاہر یہ بجٹ عوام دوست، متوازن اور ترقیاتی کہا گیا اور صبح سے اس بجٹ پر بے تحاشا تعریفوں کے پُل باندھے جا رہے ہیں لیکن میں اس بجٹ کے دعویدار کی good governance کی ایک مثال دینا چاہوں گی کہ revised budget

2011-12 estimate میں 133۔ ارب روپے رکھے گئے تھے جو budget estimate 2012-13 میں صوبائی حکومت کے اپنے وسائل کے بڑھنے کی بجائے کم ہو کر 129۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ صوبائی حکومت نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے 4۔ ارب روپے کم کر کے 129۔ ارب روپے کر دیئے۔ وفاقی حکومت جس کا رونا رویا جاتا ہے اور ہمارے بہت سارے ساتھیوں نے وفاقی بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے تنقید کی لیکن میں یہاں پر یہ بتانا چاہوں گی کہ گزشتہ مالی سال میں 533۔ ارب روپے رکھے گئے تھے اور اس دفعہ پنجاب کو وفاقی حکومت 650۔ ارب روپے دے رہی ہے جو 117۔ ارب روپے زیادہ ہے جس سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وفاقی حکومت پنجاب کو کتنی زیادہ اہمیت دیتے ہوئے اُن کی ضروریات کا خیال رکھتی ہے۔ یہاں پر میرے دیگر ساتھیوں نے بھی اس چیز کو mention کیا کہ مینارِ پاکستان جو پاکستان کی انتہائی محترم یادگار ہے جس کے نیچے بیٹھ کر پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب ایک ڈرامہ رچا رہے ہیں جہاں انہوں نے ایک تھیٹر کھولا ہوا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک انتہائی افسوسناک بات ہے کہ وہ وہاں بیٹھ کر ایک صوبائیت پرستی کو ہوا دے رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ ایک جگہ پر بیٹھ کر practically کام کریں انہوں نے ایک نیا ڈرامہ play کیا ہوا ہے جس کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اقلیتوں کی بات کرنا چاہوں گی کیونکہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور حکومت پنجاب بظاہر ایک طرف انہیں قومی دھارے میں شامل کرنا چاہتی ہے جس کے بہت سے دعوے بھی کئے جاتے ہیں لیکن اقلیتوں کے لئے انہوں نے صرف 32 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ تقریر میں یہ mention کیا ہے کہ پنجاب میں اقلیتوں کی آبادی تین فیصد ہے اور اگر وزیر خزانہ کے اعداد و شمار کے مطابق ہی لیا جائے تو ترقیاتی فنڈ تین فیصد کے حساب سے 75 کروڑ روپے اقلیتوں کے لئے رکھنے چاہئیں تھے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کا دعویٰ کرنے والی حکومت کی good governance کا یہ حال ہے کہ انہوں نے ان کے لئے بہت ہی کم بجٹ رکھا ہے۔ اسی طرح گزشتہ بجٹ میں بھی انہوں نے بہت سارے دعوے کئے لیکن اُسی فنڈ کو بندر بانٹ کرتے ہوئے "کچھ تُو لے لے، کچھ میں لے لوں" والا حساب کیا۔ اس طرح غریب اور کمزور اقلیتی عوام کا کسی طرح بھی کوئی پُرسان حال نہ رہا۔ اب بھی مجھے ایسا کوئی project نظر نہیں آتا جو solid ہو جس پر ہم کہہ سکیں کہ انہوں نے اقلیتوں کے لئے کوئی بہتر اقدام کیا ہے۔ انہوں نے اقلیتی طلباء کے لئے سکالرشپ سکیم شروع کی تھی جس کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم allocate کی تھی لیکن دکھ کی بات

یہ ہے کہ وہ ساری رقم lapse ہو گی اور جن بچوں نے یہاں پر سکالر شپ کے لئے درخواستیں جمع کرائیں ان کو ایک پیسا بھی سکالر شپ کے لئے نہیں دیا گیا۔ حکومت پنجاب کا یہ بہت ہی افسوسناک عمل ہے کہ ایک طرف بڑے دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم اقلیتوں کے لئے یہ کریں گے لیکن دوسری طرف اُن کی فلاح کے لئے کیا جانے والا کام بھی پایۂ تکمیل تک نہ پہنچایا۔ اس کے علاوہ پنجاب حکومت نے اور بھی بہت سارے دعوے کئے اور یہاں پر میں کچھ سکولوں کا ذکر کرنا چاہوں گی جیسے رنگ محل سکول ہے، انار کلی سکول، خوش پور فیصل آباد میں ایک سکول اور قصور میں بھی ایک سکول ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے سکول ہیں جو ابھی تک مشنریز کو واپس نہیں کئے گئے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی پنجاب حکومت کی بہت بڑی negligence ہے۔ یہاں پر ایک اور بات میں mention کرنا چاہوں گی اور وزیر خزانہ کی بھی توجہ چاہوں گی کہ یہ انتہائی sensitive بات ہے کہ بچوں کو داخلوں کے اندر 20 نمبروں کا margin رکھا جاتا ہے جو کہ ناظرہ کے لئے بچوں کو 20 نمبر دے دیئے جاتے ہیں لیکن اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو ان نمبروں سے محروم رکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے انہیں داخلوں میں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے اندر بڑا بجٹ خرچ کرنے کی بات کی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے ساتھیوں اور باقی معزز ممبران نے بھی اس کا ذکر کیا کہ دانش سکولز سکیم کے تحت بہت سے سکول قائم کئے ہیں۔ میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ یہ انتہائی غیر دانشمند فیصلہ تھا کیونکہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ایسے سکولز ہیں کہ جن میں missing facilities ہیں اور جنہیں facilitate نہیں کیا گیا لیکن تمام دعوؤں اور وعدوں کے باوجود کئی سکولز گھوسٹ بھی ہیں اور بہت سے ایسے سکولز ہیں جہاں پر ٹیچرز، طلباء فرنیچر اور نہ ہی کسی قسم کی Lab ہے۔ ہمارے چیف جسٹس نے بھی یہ کہا ہے کہ جہاں قبرستانوں کے اندر سکولز قائم کر دیئے جائیں تو اس قوم کا کیا حال ہو سکتا ہے اور تعلیم کا کیا مقام ہو سکتا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں پر اس چیز کو mention کرنا چاہوں گی کہ لیپ ٹاپ کی تقسیم انتہائی غیر دانشمندانہ اور انتہائی کم فہم ہے کیونکہ اگر آپ ہر بچے کو اس طرح سے لیپ ٹاپ تقسیم کریں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ نہ صرف یہ قومی دولت کا ضیاع ہے بلکہ ان بچوں کے مستقبل کو بھی تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ ہم نے لیپ ٹاپ کی اندھا دھند تقسیم یوتھ کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے شروع کی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ آپ یوتھ کے مستقبل کے ساتھ کھیل رہے ہیں اور انہیں اس طرف لگا رہے

ہیں جو کہ ایک غلط راستہ ہے کیونکہ انہیں کرپشن اور فحاشی کی طرف ایک راستہ دے دیا ہے۔ بہت سارے سکولوں میں کمپیوٹر Labs نہیں ہیں لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں بلاوجہ اور بلا ضرورت تمام بچوں کو لیپ ٹاپ تقسیم کر کے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہاں پر میں پنجاب حکومت کی ill planning کا ایک اور ثبوت دینا چاہوں گی کہ فیروزپور روڈ پر اربوں روپے کے پل بنائے جارہے ہیں جو کہ غیر ضروری ہیں اور بلا ضرورت بنائے جارہے ہیں۔ بہت سارے پرانے پلوں کا scrap اتفاق فاؤنڈریز کو منتقل کیا جارہا ہے اور اس کے بعد کروڑوں اور اربوں روپے دوبارہ سے ان پلوں کے لئے دیئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر بسوں کا بڑا ذکر ہوا اور اس چیز کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ ہمارے ملک میں سی این جی کا energy crisis ہے تو آپ جیسے سی این جی بسیں منگوائے جارہے ہیں اور میئر استنبول کو انہوں نے پروٹوکول دیا اور استقبال دیا تو مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ پہلے وہ دس سال جدہ رہ چکے ہیں اور اب شاید ان کا ترکی جانے کا پروگرام ہے جس کی وجہ سے ترکی کو اتنی زیادہ اہمیت دی جارہی ہے اور شاید ترکی کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ ہوا ہے کہ وہ بسیں اس condition میں دی ہیں کہ وہ فیروزپور روڈ اور ماڈل ٹاؤن تک محدود رہنی چاہئیں۔ میں سمجھتی ہوں ان جگہوں پر سڑکیں بنائیں اور وہاں پر اربوں روپے کا فنڈز دیں جہاں پر گڑھے ہیں اور جہاں پر لوگوں کو آمدورفت کی مشکلات ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے 84۔ارب روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی تعلیم کے لئے اربوں روپے بے فائدہ رکھے جاتے ہیں جس کا ہمیں کوئی output نظر نہیں آتا تو دوسری طرف ہم صحت کی بات کریں تو ہر روز کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ ہسپتالوں کے اندر ڈاکٹروں کی negligence یا ہسپتالوں کے اندر وہ facilities نہ ہونے کی وجہ سے رونما ہوتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ انسانی جان اتنی بھی سستی نہیں کہ اس کا اس طرح سے نقصان ہو۔ ان دس بچوں، اس کے علاوہ ان سینکڑوں لوگوں کا جو ڈینگی کی وجہ سے جاں بحق ہوئے اور وہ معصوم بچے جو نرسری میں آگ لگنے کی وجہ سے جل گئے کیا قصور ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑے ایسے واقعات ہیں جن کی ہم جتنی بھی مذمت کریں وہ کم ہے اور پنجاب حکومت کو یقینی طور پر ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ایسے واقعات آئندہ نہ ہوں۔ جس طرح تعلیم کی طرف دھیان دیا ہے اسی طرح ہسپتالوں کا دھیان کرنا چاہئے۔ کبھی ڈاکٹروں کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے اور کبھی ان کی negligence اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ میں آخر میں کہوں گی کہ پنجاب حکومت نے بظاہر تو یہ بجٹ اپنی طرف سے بڑا متوازن

پیش کیا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح کا یہ بجٹ انہوں نے پیش کیا ہے یہ انتہائی غیر متوازن اور غیر ترقیاتی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 12-06-13 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ 2012-13 پر عام بحث جاری رہے گی اور عام بحث کے لئے 15-06-12 تک کے لئے دن مختص کئے گئے ہیں۔